ایک ربیع مین اور دوسرا خریف مین، ظاہر ہے کہ سیب کے لیے وہی زمین اور ہوا موافق ہے جو سفرجل کیلئے ہے، تخم لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے پکے ہوئے پھل توڑین اور اس کے اندر سے اس کا بیج نکالین اور اسکو کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھدین، یہانتک کہ وہ خوب خشک ہو جائے، پھر اسکو نصف فروری مین بوئین اور اوپر سے پانی چھڑکین لیکن اسی قدر پانی ڈالنا چاہیے جتنا کہ اس بیج کو تر کرنے کے لیے کافی ہو اور اُگا سکے، جب کچھ اُگنے لگے تو پھر سیراب کرنا شروع کرین، لیکن آہستہ آہستہ سیراب کرین، جب وہ زیادہ بڑھ جائے اور تقریبًا نصف ہاتھ کا ہو جائے تو اسمین تدریجًا پانی بھی زیادہ ڈالتے رہین، یہانتک کہ وہ اچھی طرح بڑھ جائے، اس کے پودے اور اس کے تخم اس وقت لگائے جائین جب کہ چاند عروج پر ہو، کیونکہ اسکی روشنی اس کے نمو مین اضافہ کرتی ہے، اسمین گائے کے گوبر کی کھاد بھی ڈالی جاتی ہے اور اگر اس مین سیب کی پتیان، اور اسکے پھل، اسی طرح میٹھے بادام کے پتے اور اس کے پھل مخلوط کر دین، تو بہت اچھا ہوگا، جب یہ ایک دوسرے مین ملکر خوب سڑ جائین اور خشک ہو جائین تو ان کو درختون کی جڑ مین وقتًا فوقتًا ڈالتے رہین، ان زمینون کے علاوہ جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے سیب ارض حلوۃ، (شیرین)، رخوۃ (نرم)، حمرار (سرخ) حریہ وغیرہ مین بھی اچھی طرح ہوتا ہے لیکن سیاہ زمین اس کے لیے مناسب نہین ہے، البتہ سواحل بحر مین یہ بہت زیادہ نشو و نما پاتا ہے اور بارد مقامات مین بھی ہوتا ہے، شور اور پھیکی زمین بھی اسکے لیے ناموافق ہوتی ہے، اس کے ملوخ، اوتاد اور عیون سب ہی لگائے جاتے ہین، پودے اور تکبیس شدہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین، تخم بھی بویا جاتا ہے، ان تمام چیزون کے لگانیکا وقت موسم خریف مین ہے، البتہ بارد مقامات مین یہ مارچ مین بھی لگایا جاتا ہے،

اس کا پودہ نومبر سے مارچ کے اخیر تک منتقل کیا جاتا ہے، لیکن ص کا قول ہے کہ اسکا پودہ جنوری اور فروری کے مہینہ مین منتقل کیا جاتا ہے ہر دو پودون کے درمیان بیس بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیے، ان زمینون مین جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہین، یہ پودے نومبر مین لگائے جاتے ہین اور جو زمینین کہ نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہین، ان مین یہ فروری مین لگائے جاتے ہین، ان تمام چیزون کے لگانے کی سب سے بہترین جگہ وہ ہے جو نہرون کے قریب واقع ہو یا پانی کی نالیون کے متصل ہو، اور اسی جگہ پر اس کے ساتھ امرود کو بھی مرکب کر سکتے ہین، کیونکہ یہ پانی کو زیادہ چاہتا ہے اور جو پانی کہ راستہ سے گذرے گا اس سے یہ غذا حاصل کرے گا، مین نے ان دونون کو بذات خود مرکب دیکھا ہے،

ص کا قول ہے کہ سیب حوضون مین بھی لگائے جاتے ہین، لیکن پانی سے براہ سیراب کئے جاتے ہین اور اس کے پودے دونون زمینون مین لگائے جاتے ہین، خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہون یا نہر کے پانی سے سیراب کیجائین اور اس کے گڈھے تین بالشت عمیق کھودے جائین، اور ہر دو پودون کے درمیان بارہ بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھا جائے، اس کے تخم کو ظرف مین بونا چاہیئے، کیونکہ یہ کمزور تخمون مین سے ہے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، اسکی زمین کو خوب درست کرنا چاہیئے، اور اس مین مختلف سبزیان لگائی جائین، اوتاد کے لگانے کا بھی یہی طریقہ عمل ہے، سیب کھاد کی حرارت کو زیادہ برداشت نہین کر سکتا جب اس کا پودہ بڑھ جائے تو اس کو اس وقت چھانٹنا نہ چاہیئے بلکہ جب وہ چھوٹا ہی ہو تو اس مین کاٹ چھانٹ کر لینا چاہیئے،

نغ کا قول ہے کہ سیب کے لیے زمین کی تعمیر اور سیرابی کی ضرورت اس وقت تک ہے جب تک کہ درخت کی شاخ نرم ہے اور وہ کیڑون سے محفوظ ہے لیکن جب وہ بڑھ جائے تو تعمیر اور سیرابی مین کمی کرنی چاہیئے، اور اگر اب احتیاط نہ کیگئی تو درخت کے خراب ہوجانے کا خطرہ ہے، شیبی سیب مین تخم نہین ہوتے بلکہ وہ شاخون سے تیار کیا جاتا ہے، جب تم یہ دیکھ لو کہ سیب مین تپیون کے نکلنے سے قبل پھول نکل آتے ہین تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ درخت اسی سال پھل لے آئیگا، سیب ترکیب کو قبول کرتا ہے اور ہمجنسون کے ساتھ مرکب ہوجاتا ہے، ابن سینا کی کتاب مین ہے کہ سیب کی ایک بڑی خاصیت تفریح قلب ہے، اسکو مقوی کرتا ہے اور معطر کرتا ہے، یہ دوا بھی ہے اور غذا بھی،

فصل

میس کی زراعت کا طریقہ،

اسکو فنقت بھی کہتے ہین، یہ نشم کی ایک قسم ہے، بعضون نے یہ کہا ہے کہ یہ نشم کا مونث ہے، اور نشم اسود مذکر ہے، اسکے پھل چھوٹے سیاہ رنگ کے گول ہوتے ہین (سیاہ مرچ سے کچھ بڑے ہوتے ہین) اس کے اندر گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ اکتوبر مین کھائے جاتے ہین، اس مین تھوڑی سی شیرینی بھی ہوتی ہے، اسکی لکڑی سے پالان اور بھی دوسری چیزین بنائی جاتی ہین، اس کے لیے مرطوب زمینین مفید ہوتی ہین، بلکہ سیاہ زمین کے سوا ہر قسم کی زمین مین پیدا ہوتا ہے، اس کے ملوخ اور جڑون کو اوّل خریف مین لگاتے ہین، اسکی گٹھلیان بھی بوتے ہین، اور اسی طریقہ سے عمل کرتے ہین

جیسا کہ بتایا گیا ہے، زرآزیرد ایک قسم کی چڑیا ہے، اسکو خوب کھاتی ہے اور اسی کی بیٹ مین اس کا دانہ بویا جاتا ہے، اور ربیع کے موسم مین اُگنے لگتا ہے، جب اوس کا پودہ منتقل کرنے کے قابل ہو جائے تو اس کو منتقل کر دینا چاہیئے اور اسکی مناسبت سے گڈھا کھودنا چاہیئے، لیکن اگر اپنی جگہ پر رہنے دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہین ہے اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسکو شمالی سمت مین بونا چاہیے تاکہ جنوبی ہوا سے محفوظ رہے، اسکی لکڑی بہت اچھی ہوتی ہے اور اس کا دانہ کھانسی اور قبض کے لیے مفید ہے بعض لوگ اسی کو حب النشم کہتے ہین، یہ پانی کو بہت چاہتا ہے، نیز تصفیہ اور تقلیم کا بھی محتاج ہے، اور یہی عمل انگور کے لیے بھی مفید ہے،

فصل

ازادرخت کی زراعت کا طریقہ

طامین ہے کہ ازادرخت کے لیے سرخ، سیاہ اور سفید زمین موافق ہے بلکہ ہر سخت زمین اس کے لیے مناسب ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے اور اس وقت تک اسی جگہ پر رہنے دیا جاتا ہے جب تک کہ یہ منتقل کرنے کے قابل نہ ہو جائے، تبدیلِ مقام سے پودے کو قوت پہنچتی ہے اور اگر نہ منتقل کیا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، ازادرخت کے خواص مین یہ ہے کہ اسکی پتیان اور پھل مرد اور عورتون کے بالون کیلیے ازحد مفید ہین اور اسکی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ بالون کو سیاہ کرتا ہے ان کو قوی کرتا ہے اور بالون مین جو شقوق پیدا ہو جاتے ہین ان کو دفع کر دیتا ہے اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ تازہ پتیان اور شاخین کچل ڈالی جائین اور پھر ان سے

عرق نچوڑا جائے، جب عرق کافی مقدار مین جمع ہو جائے تو ایک مٹی یا پتھر کے کورے برتن مین اوسکو اونڈیل دین، اور ہر ایک رطل پانی مین ایک رطل، روغن ملا دین خواہ زیتون کا ہو یا تل کا ہو یا السی کا ہو، اس کے بعد اس کو کوئلے کی آگ پر پکایا جائے لیکن آنچ تیز نہ ہو، یہانتک کہ اس کا پانی خوب جذب ہو جائے اور صرف تیل رہجائے، یہ روغن بالون کو سیاہ کریگا اور ان کو تقویت دے گا، اور تمام آفات سے محفوظ رکھے گا، اگر اس روغن کو کوئی شخص اپنے چہرہ پر لگائے تو وہ ہمیشہ کے لیے سیاہ ہو جائے گا، اسلیے اس سے احتیاط کرنی چاہیے خصوصًا اس وقت جبکہ بالون پر یہ روغن ملا جائے، ان زمینون کے علاوہ آزاد درخت کے لیے حرشا، (سخت) رقیقہ، (پتلی) ندیہ باردہ (تر اور ٹھنڈی) زمینین بھی مفید ہین، یہ بھی پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے، اسی وجہ سے پست زمین مین یا حوض کے قریب لگائین تو اچھا ہے، اسکی گٹھلیان اور چھوٹی جڑین بھی اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اسکی تکبیس بھی کیجاتی ہے، اوسکی گٹھلی ابتدائے خریف مین بوئی جاتی ہے، اسی طرح اس کا پودہ اس وقت لگایا جاتا ہے جبکہ اس مین پتیان آگئی ہون، اور ایسا فروری کے مہینہ مین ہوتا ہے، اس کے ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، اس کے اوتاد اور ملوخ نہین لگائے جاتے ہین، اسکو اور اسکے ہم جنس درختون کو حوض یا کنوئین کے قریب لگانا اچھا ہے، اسکی اس سے ٹٹیان تیار کرتے ہین تاکہ جانورون کو سایہ ملے اور پانی ٹھنڈا ہو، اس کا پھل کھایا نہین جاتا کیونکہ یہ صدر کے لیے بہت مضر ہے، بعض وقت ہلاک کر دیتا ہے،

فصل

مشمش (زرد آلو) کی زراعت کا طریقہ

جسکو برقوق اور تفاح ارمنی بھی کہتے ہین

خ نے لکھا ہے کہ اسکی دو قسمین ہین، ایک مین بڑے دانے ہوتے ہین اور دوسرے مین اس سے چھوٹے ہوتے ہین، لیکن طریقۂ زراعت دونون کا ایک ہی ہے، یہ گوند دار درختون مین سے ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اوسکی گٹھلیان اور خلوف (یعنی وہ پتلی شاخین جو جڑ کے قریب نکل آتی ہین) لگائی جاتی ہین، اس کے لئے مرطوب زمین مفید ہوتی ہے، مرغوطیس نے لکھا ہے کہ اس کے لئے سب سے عمدہ ریتیلی زمین ہے، کیونکہ یہ تعمیر کے بعد بہت مفید ثابت ہوتی ہے، اور دوسری زمینون مین بھی یہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس مین خصوصیت کے ساتھ اچھا ہوتا ہے، اسکی گٹھلیان اور پودے دونون لگائے جاتے ہین، گٹھلیان ان پھلون سے لیجاتی ہین جو درخت کے پکے ہون، اور ان کی مدت پوری ہوگئی ہے حتی کہ رنگ بھی صاف ہوگیا ہو، فروری کی ابتدا ر سے آخر مارچ تک یہ بوئی جاتی ہین ہر گڈھے مین چار سے سات تک گٹھلیان رکھی جائین، جب یہ اُگنے لگین تو اس کو ٹھنڈک سے محفوظ کر دین، یہان تک کہ موسم سرما گذر جائے، جب پودے منتقل ہونے کے قابل ہون تو ان کو منتقل کر دینا چاہیئے اور ایک مہینہ کے بعد زمین کو کھود کر درست کرنا چاہیئے اور پھر اس مین بھی وہ کھاد جو اس قسم کے درختون کے لیے مفید ہے ہر ہفتہ ڈالنی چاہیئے، لیکن جو پودے کہ پرانے درختون سے لیے گئے ہون یا ان کی شاخین لگائی گئی ہون، ان مین اس قسم کی کھاد نہ ڈالی جائے کیونکہ گٹھلی والے پودے اس کھاد کے

متمل ہو سکین گے لیکن وہ متحمل نہین ہو سکتے،

صنعریت نے لکھا ہے کہ اگر یہ اس وقت بویا جائے جبکہ چاند کی روشنی بڑھ رہی ہو، تو اس کے لیے بہت اچھا ہے،

طمین ہے کہ مشمش مضر ہے خصوصاً جب اس مین تعفن پیدا ہو جاتا ہے، تو بخار لاتا ہے، لیکن اگر یہ زیادہ مقدار مین نہ کھایا جائے، تو مضر نہین ہے،

مشمش ان زمینون مین بھی ہوتا ہے جو پتھریلی یا ریتیلی ہون یا جنمین سختی اور نرمی دونون ہو، لیکن ان مین یہ زیادہ نہین بڑھتا ہے، ریتیلی زمین مین اگر بادام، شفتالو، اور عیون البقر ہون تو ان کے ساتھ مشمش کی ترکیب ہو سکتی ہے، ص کا قول ہے کہ یہ نرم زمین مین عمدہ ہوتا ہے لیکن اس مین اس کو گرمی کا اثر جلد پہنچتا ہے، اسکی اور ان درختون کی زراعت جن مین گوند نکلتا ہے گٹھلیون ہی کے ذریعہ سے اچھی ہوتی ہے، اس کے ملوخ اور اوتاد کا لگانا اچھا نہین ہے گٹھلیان ظروف مین بوئی جاتی ہین جنمین زمین کی مٹی اور پرانی کھاد ڈالی جاتی ہے، ان کے بونے کا وقت نومبر مین ہے، یا جب اس مین پھل آتا ہے، ایک سال کے بعد اس کو حوضون مین منتقل کر دیتے ہین اور وہین تقویت پہنچاتے ہین، پھر دو سال کے بعد دوسری جگہ جو اس سے زیادہ اچھی ہو بدل دیتے ہین منتقل کرتے وقت اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جڑین کٹنے نہ پائین، یہی حال تمام گوند والے درختون کا ہے،

ص کا قول ہے کہ پودے کو منتقل کرتے وقت اس جگہ کی مٹی بھی ساتھ ہی منتقل کرین تو بہت اچھا ہے، اس کے گڈھے کی گہرائی چار بالشت ہونی چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے، اور نرم زمین مین اس سے زیادہ فاصلہ ہونا چاہیئے،

غ کا قول ہے کہ جب پودے کا طول انسان کے قد کے برابر ہو تو اس کو منتقل کردین اگر اس سے زیادہ ہو جائے تو پھر نہ منتقل کرین بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل تبایا گیا، کھاد کی کثرت کا یہ متحمل نہین ہوتا، پانی اس کے لیے مفید ہے، بعض کا یہ بھی قول ہے کہ اس کے اوتاد بھی لگائے جاتے ہین بشرطیکہ انکو پانی سے خوب سیراب کیا جائے، بادام اور شفتالو کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے،

فصل

شفتالو[1] کی زراعت کا طریقہ

(جسکو تفاح فارسی بھی کہتے ہین)

خ کا قول ہے کہ یہ دو قسم کا ہوتا ہے، ایک نرم سرخ رنگ کا ہوتا ہے، جس کو اقرع اور مصری دونون کہتے ہین، شتوی بھی اسی کو کہتے ہین اور بعض لوگ تفاح بھی کہتے ہین اسمین ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جسمین کچھ ترشی ہوتی ہے۔ دوسرا سیاہ اور سفید دونون ہوتا ہے، اسکو شعری کہتے ہین، اس کا تخم بھی نکالکر بویا جاتا ہے اور یہ جڑ سمیت اکھاڑ کر لگایا بھی جاتا ہے، لیکن دونون کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، البتہ تخمی پودے سے اچھا ہوتا ہے، بعض یہ بھی کہتے ہین مشمش بھی اسی کی ایک قسم ہے، جو شفتالو کہ نرم خوشبودار اور لذیذ ہو اور اس مین رطوبت بھی کم ہو، وہ سب سے اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے، اسکو زہری کہتے ہین؛

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کی رائے ہے کہ اگر شفتالو ایسی

[1] شفتالو کی چند قسمین ہین ایک مختلف الالوان ہوتا ہے اور اسکا گودا چھلکے سے جدا ہوتا ہے اسکو بلو کہتے ہین اور دوسرا ایسا نہین ہوتا ہے، اوسکو شفتالو کاردی کہتے ہین، اول کی بھی دو قسمین ہین ایک شیرین لطیف اور شاداب ہوتا ہے اور دوسرا تلخ ہوتا ہے محیط

زمین مین بویا جائے جس مین پانی بہت زیادہ ہو، اور بار بار سیراب کرنے کی اسکو ضرورت نہ پڑے تو اس کے پھل بڑے بڑے ہون گے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ شفتالو بہت جلد بڑھتا ہے، اور اگر ہم اس کو آلو بخارا یا بادام کے ساتھ ترکیب دین تو اور زیادہ اچھا ہوگا بعض لوگون کا خیال ہے کہ اس درخت کی جڑ کی مٹی کو بار بار بدلتے رہنا چاہیئے یہ اگر آلو بخارا کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کے پھل بڑے ہون گے،

قسطوس کا قول ہے کہ شفتالو کے لیے سب سے بہتر زمین ہے یا وہ جسمین پانی بکثرت موجود ہو، جب سیرابی کی ضرورت پڑے تو اس سے سیراب کردیجائے، اگر ان دونون زمینون مین یہ لگایا گیا تو دانے بڑے ہون گے،

مرغوطیس کا قول ہے کہ ریت اس کے لیے بہت موافق ہے، بشرطیکہ وہ اچھی طرح سیراب کردیگئی ہو، اس سے اچھی زمین شفتالو کے لیے کوئی دوسری نہین ہوسکتی، سوریوس کا قول ہے کہ اسکی گٹھلی بوئی جاتی ہے اور دو سال کے بعد یہ منتقل کیا جاتا ہے، ابتدائے جنوری سے اس کے منتقل کرنے کا وقت ہے اور اسکی گٹھلی کے بونے کا وقت اگست سے فروری تک ہے، دمیقراطیس کا قول ہے کہ شفتالو کی گٹھلی اگست مین اسی وقت بوتے ہین، جب اس کا پھل کھایا جاتا ہے، اور پھر اسکو سیراب کرتے ہین، کیونکہ یہ جسقدر سیراب کیا جائیگا اسی قدر اس کا دانہ بڑھے گا، اس کا وہ پودہ جو گٹھلی سے اگا ہے، اس کو جنوری مین لگاتے ہین، سادھمس کا قول ہے کہ اس کے ملوخ بھی لگائے جاتے ہین، اس سے بھی اچھے درخت تیار ہوتے ہین،

طمین ہے کہ شفتالو مشمش یعنی زرد آلو کا بھائی ہے، بہت سی چیزون مین دونون مشترک ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ مشمش کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور شفتالو پانچ سال کے

بعد خراب ہو جاتا ہے، اور اس مین پھل کم آنے لگتے ہین جس زمانہ مین کہ کشمش کی زراعت
ہوتی ہے اسی زمانہ مین اگر شفتالو بھی لگایا جائے تو بہت اچھا ہے، اس کے علاوہ شفتالو
کے لئے سخت اور کنکر دار زمین بھی موافق ہوتی ہے، اس مین بھی پھل اچھے ہوتے ہین،
اور موٹے ہوتے ہین، رنگ ان کا بالکل سفید ہوتا ہے، اسی طرح نرم اور متعفن زمینون مین
بھی لگایا جاتا ہے، لیکن اس مین زیادہ دن تک نہین رہتا ہے اور پھل چھوٹے چھوٹے
ہوتے ہین، سیاہ اور سرخ زمین مین بھی ہوتا ہے، کمزور اور پتلی زمین جبکہ وہ اچھی طرح درست
کر دیجائے تو وہ بھی مفید ہے، اُن زمینون مین بھی یہ اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے جو آسمان کے
پانی سے سیراب ہوتی ہون،

شفتالو کی گٹھلی ہی کا بونا زیادہ اچھا ہے، ملوخ ادتا د اور نوامی کا لگانا مفید نہین ہے،
کیونکہ یہ گوند دار درخت ہے، اسکی گٹھلی کو اگست اور ستمبر مین بونا چاہیئے اور جنوری اور فروری
مین حوض اور ظروف مین منتقل کر دینا چاہیئے، اور اس مین مٹی اور کھاد اور ریت ملا کر ڈالدینا
چاہیئے، پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہ طریقہ اس کے لیے بہت مفید ہے، اس سے
بہت جلد نشو و نما پائے گا، ایک سال کے بعد ظروف سے حوض مین منتقل کرنا چاہیئے، اور
اسی مین یہ مخلوط کھاد ہر پودے کی جڑ مین ایک انداز سے ڈالنا چاہیئے، اور ہفتہ مین دو مرتبہ
پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، جب پودہ تیار ہو جائے تو دو سال کے بعد حوض سے گڈھون
مین منتقل کرنا چاہیئے، جنکی گہرائی تین بالشت رکھنی چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان
دس ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ نہ تو زیادہ وسیع ہوتا ہے اور نہ
بڑا ہوتا ہے، اور نہ زیادہ دن تک رہتا ہے، بلکہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اس کے پودون
کو قریب قریب لگانا چاہیئے تاکہ جب پھل زیادہ آجائین تو ایک دوسرے کے بوجھ کو سنبھال سکین

خ کا قول ہے کہ وہ درخت جو گٹھلی سے اگا ہو اس کو اگر دو سال کے بعد منتقل کیا جائے تو وہ محفوظ رہے گا. لیکن اگر اس سے قبل صرف پھول آنے کے بعد منتقل کیا جائے تو غیر محفوظ رہے گا، نقل کے وقت وہان کی مٹی بھی ساتھ لے لی جائے تو اچھا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شفتالو کے درخت کے نیچے اگر گلاب لگا دیا جائے تو تمام پھل سرخ ہو جائین گے، شفتالو اپنے ہمجنسون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے. خصوصاً عنقر (مرزنگوش) حب الملوک (ماہو دانہ) اور لوز کے ساتھ،

مین نے دیکھا کہ ایک شفتالو کا درخت ایک اچھی زمین مین لگایا گیا اور اس کے قرب وجوار مین پانی کی نالیان بھی تھین، یہ بہت جلد بڑھا اور اس مین پھل بہت آئے اور بڑے بڑے بھی ہوئے، عمر بھی دوسرے درختون کی بہ نسبت زیادہ ہوئی،

ط مین ہے کہ شفتالو کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پینا چاہیئے' اس سے نقصان پہنچتا ہے، اسی طرح ترشی یا سرکہ کھانے کے بعد شفتالو کا کھانا مضر ہے، البتہ ان میوہ جات کے کھانے کے بعد جنسے پیاس بڑھتی ہے شفتالو کا کھانا مفید ہے' یہ اسکے لیے بہترین دوا ہے، فوراً پیاس کو روکتا ہے، اگر شفتالو چاقو وغیرہ سے تراش کر تھوڑی دیر چھوڑ دیا جائے تو اس کا مزہ لوہا لگنے کی وجہ سے فوراً متغیر ہو جاتا ہے،

فصل

آلو بخارا کی زراعت کا طریقہ اسی کو عیون البقر بھی کہتے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اسکی مختلف قسمین ہین، ایک سیاہ ہوتا ہے جسکو شتوی کہتے ہین، اس کے دانے بڑے ہوتے ہین، اور ایک چھوٹے دانے کا ہوتا ہے' اس کا بھی

رنگ سیاہ ہی ہوتا ہے جسکو طری کہتے ہین اور ایک سبز ہوتا ہے جسکو عزیار کہتے ہین، اس مین سفید، زرد اور سرخ سب ہی رنگ کے ہوتے ہین، اسکو قرمسی اور تسیحی وغیرہ بھی کہتے ہین ہین، لیکن سب کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ آلو بخارا بارد اور مرطوب مقامات کو پسند کرتا ہے،

شولون کہتا ہے کہ اسکو مرطوب خندقون مین اور تر زمینون مین لگانا چاہیئے،

سادھمس کہتا ہے کہ آلو بخارا کے خلوف جڑ سمیت لگائے جاتے ہین، اس کے ملوخ اور گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، دمیقراطیس کی رائے ہے کہ یہ فروری مین بویا جائے

ط مین ہے کہ آلو بخارا بارد ہے اور اسکو کھاد کی شدید ضرورت ہے گائے کا گوبر، انسان کا غلیظ اور خشک مٹی یہ سب مخلوط کر کے ڈالین، اگر اسکی جڑ مین سخت زمین کی مٹی بار بار کھود کر ڈالین تو اچھا ہے، کیونکہ اس مین رطوبت بہت ہوتی ہے، اسلئے یہ مٹی اس کے موافق ہوگی، اس کے لیے مرطوب، ریتیلی اور نرم زمین بھی مناسب ہوگی، ان مین اس کے پھل بڑے ہون گے خصوصاً نرم زمین مین زیادہ لذیذ ہون گے، سرخ اور سخت زمین مین بھی یہ ہوتا ہے، لیکن پھل ان مین زیادہ اچھے نہین ہوتے، جلی ہوئی سیاہ زمین مین یہ نشو ونما نہین پاتا، کیونکہ اس مین حرارت زیادہ ہوتی ہے، لیکن پست اور مرطوب زمین مین اور سفید زمین مین اچھی طرح ہوتا ہے، پتھریلی اور ریتیلی زمین مین بھی ہوتا ہے، اگر ان کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر ہو تو اس مین پتھریلی اور ریتیلی مٹی ملا دی جائے، اس سے بہت فائدہ پہنچیگا، اسکی کامل شاخین بھی لگائی جاتی ہین اور چھوٹی شاخین جڑ سے اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اور ان کی اس وقت تک تکبیس[1] بھی نہین کی جاتی جب تک کہ

[1] تکبیس کو اردو مین دابہ کہتے ہین،

ان مین چھوٹی چھوٹی شاخین اور جڑین نہ نکل آئین، اور گٹھلیان اس وقت بوئی جاتی
ہین جبکہ اس کے پھل کھانے کا زمانہ ہوتا ہے، جنوری، یا فروری مین حوض یا ظروف
مین بوتے ہین، ہر دو گٹھلیون کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے
ان کو بونے کے بعد تین انگل مٹی اور کھاد اُوپر سے ڈالدینی چاہیئے اور پھر اس کو اس
وقت تک سیراب کرنا چاہیئے جب تک یہ اُگ نہ جائے، یہ مارچ سے آخر اپریل
تک اُگ جائے گا، ایک سال کے بعد ظروف سے حوض مین منتقل کر دین، پھر
دوسرے سال مین جب اور بڑہ جائے تو کسی مناسب جگہ پر منتقل کر دین، اسکے
پودے جڑ سمیت منتقل کئے جاتے ہین اور ایسے گڈھے مین لگائے جاتے ہین، جو کم
سے کم تین بالشت گہرے ہون، اور یہ اکتوبر، جنوری، فروری اور مارچ مین لگائے جاتے
ہین، ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اگر اس مین گائے
کا گوبر ڈالا جائے تو بہت جلد بڑھے گا، نیز ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے سیراب کیا
جائے اور گرمی کے موسم مین تین بار سیراب کیا جائے، اگر برابر سیراب کیا جائے
تو پھل نہایت اچھے ہون گے، لیکن دوسرے قسم کی زمین مین سیرابی کی ضرورت
نہین ہے، کیونکہ وہ آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکتی ہے، اس کے ملوخ اور اوتاد
دسمبر مین لگائے جاتے ہین، یہ زرد آلو اور حب الملوک وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے

فصل

کھجور کی زراعت کا طریقہ

اسکی بہت سی قسمین ہین، اور مختلف نام ہین، برنی، عجوۃ، شہریہ اور کسنہ وغیرہ

سے موسوم ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ اس کے لیے
دو ہاتھ کا عمیق گڈھا کھودنا چاہیئے اور اس کا عرض بھی دو ہی ہاتھ رکھا جائے پھر اس کو مٹی
اور کھاد سے بھر دین، لیکن نصف ہاتھ کے انداز سے خالی رکھین، کھجور کی گٹھلی کو وسط مین لیٹا کر
رکھین، اوسکو کھڑا کرکے نہ رکھین، اوپر سے کھاد ملی ہوئی مٹی اور نمک ڈالکر اس کو چھپا دین،
پھر گڈھے کو انگور کی شاخون سے ڈھک دین، اس کے بعد ہر روز اسکو پانی سے سیراب
کرتے رہین، جب پودہ بڑھ جائے تو دوسری جگہ منتقل کر دین، بعض لوگ اسی جگہ پر
چھوڑ دیتے ہین، کیونکہ اس کے لیے شور ہی زمین زیادہ مفید ہے، اگر شور زمین نہ مل سکے
تو اس مین لگاتے وقت تھوڑا نمک ڈالدین جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہین، اس درخت کے
اطراف کو ہر سال کھود دین اور اس مین نمک ڈالا کرین، اس سے درخت جلد بڑھتا ہے اور
پھل زیادہ آتے ہین،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اس کا گڈھا صرف ایک ہاتھ گہرا کھودنا چاہیئے، اور اوس کو
مٹی اور کھاد سے پر کر دینا چاہیئے، پھر گٹھلی کے وسط مین شق کرکے مشقوق حصہ کو سطح زمین سے
ملا کر رکھین اور اوپر سے مٹی، کھاد اور نمک ملا کر ڈالین اور پانی سے برابر سیراب کرین،
جب بڑھ جائے تو منتقل کر دین یا اپنی جگہ پر رہنے دین، البتہ اردگرد کی زمین کو ہر سال کھود کر
اس مین نمک ڈالا کرین تاکہ درخت کو تقویت پہنچے،

ابن حجاج فرماتے ہین کہ مین نے کھجور کا ایسا درخت بھی دیکھا ہے جسمین نمک کچھ نہین
دیا گیا تھا اور نہ اوسکی گٹھلی شق کیگئی تھی، لیکن وہ بہت اچھی طرح پھلا اور نشو و نما پاتا رہا،
اس کے ساتھ ہی علمائے فلاحت کا یہ اتفاق ہے کہ نمک اور شور زمین اس کے لیے بہت مفید ہے
صغریت کہتا ہے کہ اسکی شاخ کو مغموم آدمی نہ لگائے کیونکہ اس کا اثر اس پر پڑتا ہے

بلکہ خوش مزاج اور ظریف آدمی لگائے، جب کاشتکار خوشی کی حالت مین پودہ لگاتا ہے تو چاند اس کو قوت دیتا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کاشتکار مرطوب مزاج کا ہو اور معتدل قدو قامت کا ہو، لگاتے وقت شادان اور فرحان ہو، لگانے کا وقت ابتدا مہینہ مین دوشنبہ کا دن ہے،

اگر ایک ہی قسم کی گٹھلیان ایک ہی درخت کی بوئی جائین تو ان سے مختلف قسم کے پھل اور پھول پیدا ہوتے ہین، لیکن اگر گٹھلی سے پیدا ہونے والے درخت کی گٹھلی بوئی جائے گی تو پھل ایک ہی قسم کا ہوگا،

جس کھجور کی شاخ لگائی جائے گی اسی طرح کے پھل اس مین آئین گے، خوشہ اور اندر کا گودا بھی ویسا ہی ہوگا، کھجور کی روٹیان بھی پکائی جاتی ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ خوشہ توڑا جائے جو سبز ہو اور اس کا چھلکا نکال کر مغز نکالین اگر مغز رطب اور سفید ہو تو چھلکا سمیت کسی لوہے یا چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین اور پھر ان کو دھوپ مین سوکھنے دین جب خوب خشک ہوجائین تو ان کو پیس ڈالین اور گیہون یا جو کے آٹے کی خمیر ملا کر اسکی خمیر تیار کرین، تھوڑے عرصہ تک اسکی خمیر اسی حال مین چھوڑ دین، اور اس کے آٹے کو گرم اور نمکین پانی سے گوندھنا چاہیئے، اس کے بعد پھر اسکی روٹی پکا کر کھائین، اگر یہ پانی اور نمک کے ساتھ دو مرتبہ ابالا جائے تو بہت اچھا ہو اور اگر تین مرتبہ متواتر ابالا جائے تو اور زیادہ اچھا ہو لیکن ہر ابال مین پانی کو بدل دینا چاہیئے، اس قسم کے اور جس قدر پھل ہوتے ہین جنکی روٹیان پکائی جاتی ہین انکو بھی میٹھے پانی اور نمک سے اُبالین یا صرف پانی مین ابال لین، صرف پانی اس کے کسیلے پن اور قبض (گلا پکڑنا) کو دفع کرتا ہے اور نمک اور پانی اوسکی تلخی اور دوسرے خراب ذائقون کو زائل کرتے ہین،

کھجور ریتیلی نرم اور پست زمین مین بھی ہوتی ہے، نمکین اور شور زمین بھی اس کے لیے مفید ہے، اسکی گٹھلیان بوئی جاتی ہین اور وہ پودے بھی لگائے جاتے ہین جو جڑ کی شکل مین کھجور کی جڑون مین نکل آتے ہین، یہ کھجور کے بچے کہلاتے ہین[1]، اس کے ملوخ اور اوتاد اچھے نہین ہوتے، اسکی گٹھلی تو کئی مرتبہ بوئی جاتی ہے، سب سے پہلے کسی اچھے پھل کی گٹھلی لیجائے اور پھر اس کے لیے ایک ہاتھ کا گہرا گڈھا کھودین اور اسکو مٹی نمک اور آدمی کی کھاد سے بھر دین،

ق کہتا ہے کہ چوپایون کی کھاد بھی اس مین مخلوط کر دیجائے، ص کہتا ہے کہ چار رطل نمک اور دو ٹوکری کھاد اور مٹی ملا کر ڈالین، ایک ٹوکری قرطبہ کے نصف قفیز کے برابر ہوتی ہے، پھر گٹھلی کو اس گڈھے کے وسط مین مٹی کے اندر لٹا کر رکھین، بلکہ وہ نقطہ جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے اسکو اوپر رکھین اور اس کے اندرونی حصہ کو نیچے کی جانب رکھین اور اس مخلوط کھاد سے اسکو ڈھک دین یہانتک کہ دو انگل مٹی اوپر آجائے، اس طریقہ پر عمل درآمد مارچ اور اپریل مین ہوتا ہے، ص نے لکھا ہے کہ جنوری مین بھی اس پر عمل کرنا ممکن ہے، ہر ہفتہ مین دو دن اس کو پانی سے اس وقت تک سیراب کرتے رہین، یہانتک کہ وہ اُگ جائے، اگر گٹھلی کی پشت نیچے رکھدیجائے تو اس کے اُگنے مین دقت ہوتی ہے،

م کہتا ہے کہ گٹھلی کے بیچ مین شق کر دو اور اسی کو گڈھے مین اس طرح رکھ دو کہ مشقوق حصہ نیچے کی سمت مین ہو اور اوپر سے مٹی ڈالدو،

---

[1] چونکہ یہ اسی سے پیدا ہوتے ہین، اسلیے بچے کہلاتے ہین، ان مین سے بعض خود مستقل جڑ رکھتے ہین، ان کو فوراً کاٹ کر لگانا نہ چاہیئے بلکہ بڑھنے کے بعد،

بعض نے یہ کہا ہے کہ اوپر کی جانب شق کرنا چاہیئے، اور بعض کی یہ رائے ہو کہ
چھلکا سمیت پھل لیا جائے اور نیچے کی جانب شق کیا جائے اور اسی طرح بو دیا جائے،
ایک صورت یہ بھی ہے کہ پانچ دن تک گٹھلی کو پانی مین بھگا دین اور پھر اسکو بوئین،
اور اس وقت اسکی پشت کو اوپر رکھین اور بطن کو نیچے رکھین، جو اس طرح بویا جائے
اس کا ذائقہ اچھا ہوگا اور پھل بھی زیادہ آئین گے، لیکن اگر گٹھلی کی پشت نیچے کی طرف
رکھی گئی تو وہ درخت مذکر ہوگا،

غ کا قول ہے کہ اس کا پودہ دو بالشت گہرے گڈھے مین لگایا جاتا ہے، اس سے
کم گہرائی رکھنی نہین چاہیئے، اس کے بعد مٹی کھاد اور نمک مخلوط کر کے ڈالنا چاہیئے
ایک مہینہ تک ہر چوتھے دن اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور ہر پندرہوین دن
نمک کو پانی مین گھولکر جڑ و ن مین ڈالدینا چاہیئے، اس کے بعد ہر آٹھوین دن آخر ربیع
تک پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اس سے درخت جلد بڑھ جائیگا، اور پھل بھی جلد لائے گا،
غ کا قول ہے کہ مین نے اس کو بہت جلد بڑھتے دیکھا ہے، اسطرح ان نباتات میں
بھی عمل ہوتا ہے جو دوسرے کی جڑ و ن سے لیے گئے ہون،

کھجور کے لیے نمک از حد فائدہ مند ہے، بشرطیکہ ہر سال جڑ مین ڈالا جائے اور اگر
نمک کی جگہ پر پرانی شراب کی گاد ڈالدی جائے تو پھر اور زیادہ مفید ہوگا، اس سے
اس کے پھل اچھے ہون گے، کیونکہ کھجور ترشی کو پسند کرتا ہے، سال مین دو مرتبہ اس مین
نمک اس وقت تک ضرور ڈالنا چاہیئے جب تک یہ بار آور نہ ہو جائے، پھل آنے
کے بعد خواہ نمک ڈالا جائے یا نہ ڈالا جائے کوئی ہرج نہین ہے، لیکن اگر شور زمین
مین ہو تو نمک ڈالنا موقوف کر دینا چاہیئے، اگر اس مین انسان کا نمک ڈالا جائے

اور بار بار سیراب کیا جائے تو اس کا پھل شیرین ہوگا اور جلد تیار ہوگا، اسکی شاخون کے کاٹنے کا وقت نصف مارچ مین ہے جبکہ ربیع کا موسم معتدل حالت پر ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ مارچ ہی مین یہ عمل ہوتا ہے اس سے قبل اور بعد نہ کرنا چاہیئے،

خ کا قول ہے کہ کسیلے پھلون کو میٹھا بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ جب پھل پک جائے اور تیار ہو جائے تو اس کو میٹھے پانی مین خوب جوش دین جب اس کا کسیلا پن دور ہو جائے تو پانی پھینک دین اور خشک ہونے کے لیے ہوا مین چھوڑ دین جب اسکی رطوبت بالکل خشک ہو جائیگی تو یہ بہت شیرین اور لذیذ ہوگا، کھجور کی شادی مذکر کے ساتھ پھولون کی شگفتگی کے وقت اس طرح کرتے ہین کہ مذکر کا غبار یا سفوف مؤنث کے پھول مین داخل کیا جاتا ہے، اس سے پھل بہت جلد آنے لگتے ہین مین نے ایک جنگلی خرمے کی شادی اسی طرح کی تھی، اس کا سفوف[1] مادہ مین ڈالا تھا اور اوپر سے پیسا ہوا گلاب کا پھول لگا دیا تھا، بہت جلد مادہ پھلدار ہو گئی، مین نے اس کا ایک ہی مرتبہ تجربہ کیا ہے اگر بار بار آزمایا جائے تو بہت اچھا ہو، جیسے انجیر کے ساتھ کیا جاتا ہے،

یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور سے روزہ افطار فرماتے تھے" ابو عبداللہ فرماتے ہین کہ رطب (تازہ خرما) سے زیادہ کوئی پھل تسکین دہ اور شفا بخش نہین ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو کھلایا ہے، یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص سوتے وقت سات دانے کھجور کے کھائے تو اس کے پیٹ کے کیڑے مرجائینگے، سب سے پہلے کھجور کو حضرت شیث ابن آدم علیہ السلام نے لگایا تھا،

---

[1] خرما کی شادی قدرتی طور پر بھی ہوتی ہے، نر کا سفوف شہد کی مکھیان مادہ تک لے جاتی ہین اور وہ حاملہ ہو جاتی ہے،

فصل

فندق[1] کی زراعت کا طریقہ

(اس کو جلوز نارجیل اور فوقل بھی کہتے ہین)

خ کا قول ہے کہ فندق کی چار قسمین ہین، الملیسی، ترجین۔ بعزار اور مقصدی سب کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ فندق کے لگانے کا وقت وہی ہے جو خودم کا ہے، فندق ان مقامات کو زیادہ پسند کرتا ہے جنکی زمین سفید ہوتی ہے اور جنمین پانی بکثرت ہوتا ہے، اس کا پھل مستدیر اور مستطیل دونون ہوتا ہے، اگر مستدیر کے ساتھ مستطیل بھی لگا دیا جائے تو بہت جلد بڑھتا ہے،

ط مین ہے کہ فندق خودبخود پہاڑون مین پیدا ہوتا ہے بلکہ جنگل اور صحرا سے زیادہ ان مین اُگتا ہے، یہ درحقیقت جنگلی درخت ہے، اس کی جڑ کاٹ کر باغون مین لگائی جاتی ہے، جو عمدگی سے بڑھتی اور پھلدار ہوتی ہے، اس کے لیے وہی زمین موافق ہوگی جو صحرا کی زمین کی طرح سخت اور ذائقہ مین خراب ہوتی ہے، اس مین کھاد ڈالنے کی مطلق ضرورت نہین ہے اور نہ زیادہ تعمیر کی ضرورت ہے، یہ خود بخود بڑھتا ہے اور تقویت پاتا ہے، اس درخت کے قریب زہریلے کیڑے نہین آتے، نہ سانپ بیٹھتا ہے، اور نہ بچھو آتا ہے، جس شخص کے ہاتھ مین ایک فندق ہو تو اسکی خاصیت یہ ہے کہ بچھو اس آدمی سے بھاگتا ہے،

---

[1] اردو مین کشمیری بادام یا تین گوشہ بادام کہتے ہین، اسی کو بادام کوہی بھی کہتے ہین،

صنوبریت کا قول ہے کہ وہ فندق جس کو جلوزبھی کہتے ہین اگر اس کے دو یا تین پھل پوشیدہ طریقہ پر جیب مین رکھ لین یا کسی کپڑے مین باندھ لین یا اس کی لکڑی ہاتھ مین رکھین تو بچھو وغیرہ اس سے بھاگ جائین گے اور یہ اسکی عظیم الشان خاصیت ہے،

اس کے علاوہ فندق ہر مرطوب زمین مین ہوتا ہے خصوصًا پانی کے راستون پر اگر لگایا جائے تو اچھا ہوتا ہے، اور اس نرم زمین مین جس کے اندر پانی موجود رہتا ہے یہ بویا جاتا ہے، اسی طرح پست زمینون اور خندقون مین بھی لگایا جاتا ہے، سفید زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، اسکی گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، اور نیچے اور اوپر کی شاخون کا استسلاف بھی کیا جاتا ہے، گٹھلی اکتوبر کے مہینہ مین ظروف مین بوئی جاتی ہے اور یہی زمانہ اس کے کھانے کا بھی ہے، گٹھلی کے نوکیلے حصہ کو نیچے رکھنا چاہیئے، اسکی شاخین جنوری اور فروری مین لگائی جاتی ہین، اس کے لیے قبر کی طرح گڈھے کھودے جاتے ہین اور انگور کی طرح اس مین شاخ کو پھیلا دیتے ہین، گڈھے کی گہرائی چار بالشت ہونی چاہیئے، ہر دو پودون کے درمیان دس بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ زیادہ بڑا نہین ہوتا ہے، اسکو پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیئے، بلکہ زمین کبھی خشک ہونے نہ پائے، اگر سیرابی سے غفلت برتی گئی تو درخت خراب ہو جائے گا، خصوصًا وہ پودہ جو دوسری جگہ سے منتقل کیا گیا ہے،

ص کا قول ہے کہ ہر روز اسکو سیراب کرنا چاہیئے اور تعمیر اس کے موافق ہوتی ہے، البتہ کھاد ناموافق ہوتی ہے، غ کہتا ہے کہ اس درخت کی جڑ سے کوئی شاخ کاٹی جائے تو اس کا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جڑ پر اس کاٹنے سے کوئی برا اثر نہ پڑے، اس سے پورا تنا خراب ہو جاتا ہے۔ جلوز مئی کے مہینہ مین پیدا ہوتا اور ستمبر یا ابتدائے

اکتوبر کے مہینہ مین تیار ہوتا ہے،

فصل

انگور کی کاشت کا طریقہ

انگور کی بہت سی قسمین ہین، بعض سیاہ ہوتے ہین، بعض گول ہوتے ہین، بعض لانبے ہوتے ہین اور بعض درمیانی حالت کے ہوتے ہین، اسی طرح بعض سرخ اور زرد ہوتے ہین، ان مین بھی بعض جلد تیار ہوتے ہین اور بعض دیر مین، بعض متوسط زمانہ مین تیار ہوتے ہین،

ابن حجاج کی کتاب مین انگور کی زراعت کے وقت کے متعلق لکھا ہے کہ قسطوس کہتا ہے کہ مین نے انگور کے اوقات زراعت مین سے ہر ایک کو آزمایا ہے، تو میرے نزدیک تمام اوقات مین موسم خریف کی کاشت سب سے افضل ہے، خصوصاً جبکہ اس زمین مین زراعت کیجائے جس مین پانی کم ہو، کیونکہ انگور کی وہ شاخین جو خریف مین لگائی جاتی ہین، وہ زمین مین مضبوطی کیساتھ جڑ پکڑ لیتی ہین اور اسوقت جو بارش ہوتی ہے اس سے کوئی نقصان نہین پہنچتا بلکہ ٹھنڈک سے محفوظ ہو جاتی ہین، اور ان کو تقویت پہنچتی ہے، اسی بنا پر جو انگور کہ موسم خریف مین لگائے جاتے ہین وہ جلد بڑھتے ہین اور یہ خاص طور سے اس زمین مین لگایا جاتا ہے جس مین اس موسم مین پانی کم ہوتا ہے تاکہ پورا موسم سرما اس پر گذر جائے اور اسکی جڑین زمین کے اندر محفوظ رہین یہانتک کہ ربیع کا موسم آجائے، قسطوس کہتا ہے کہ مین ہی نے سب سے پہلے انگور کو موسم خریف مین لگایا جسکو لوگون نے ابتدا ئً ناپسند کیا، لیکن جب وہ خوب اچھی طرح پھلنے لگا تو سبھون نے

تعریف کی اور اس طریقہ کو پسند کیا، اس کے بعد سے آج تک لوگ اسی کی تقلید کر رہے ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہین جو ابتدائے ربیع مین انگور کی شاخین لیتے ہین اور اگست کے پہلے ہفتہ مین ان کو لگاتے ہین، لیکن بعض اسی وقت اسکے پودے حاصل کر لیتے ہین جبکہ انگور ابتدائی نشو و نما مین ہوتا ہے، مرسیال کا قول ہے کہ شاخین، ادتاد اور ملوخ اس وقت لگائے جاتے ہین جبکہ وہ تازہ ہون، ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یونیوس اور مرسیال کی رائے مجھ کو پسند ہے، اگرچہ قسطوس کی رائے بھی اچھی ہے، کیونکہ قضبان، ملوخ، اور ادتاد وغیرہ کو اس حالت مین لگانا چاہیئے کہ ان مین مائیت اور رطوبت ہو اسی طریقہ پر جب کہ زمین مین یہ شاخین لگائی جائین تو ان کی تری زمین مین اثر کر جائے اور اس سے یہ شاخین جڑ دن کی شکل اختیار کر لین، اسی وجہ سے یہ آخری قول زیادہ صحیح ہے، بشرطیکہ شاخون مین جڑین نہ پھوٹی ہون، لیکن جن شاخون مین جڑین نکل آئی ہون، ان کو بھی لگا سکتے ہین، متقدمین نے بھی اس صورت کی تعریف کی ہے، اوقاتِ زراعت کے متعلق مین نے اپنی بحث ختم کر دی، موسم خریف مین جو انگور لگائے جاتے ہین، ان مین رطوبت کم ہوتی ہے اس بنا پر اگر ربیع مین لگائے جائین تو میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے، خریف مین بھی رطوبت کا ہونا ممکن ہے جیسا کہ قسطوس وغیرہ نے تجربہ کیا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ بعض اصحاب نے ان شاخون کے لگانے کی ممانعت کی ہے، جنمین آنکھین ابھی نکلی ہون لیکن دوسرے لوگون نے اسکی اجازت دی ہے کہ جب ان مین پتیان نکل آئین تو ان کو لگا سکتے ہین، کیونکہ ان کے نزدیک ایسی شاخون کا لگانا غیر مناسب نہین ہے، جب شاخ لگائی جائے تو اسکو ایک طرف جھکا کر لگانا چاہیئے،

تاکہ جڑ مضبوط ہو،

قسطوس کہتا ہے کہ انگور کو قریب قریب لگاتے ہین تاکہ ایک دوسرے سے قوت پکڑے اور اس کی شاخین جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جائین گی تو ان کو تقویت زیادہ ہوگی اور سرسبز ہونگی، جن لوگون نے مختلف اقسام کے انگور کو ایک ہی جگہ لگانا مناسب سمجھا ہے، ان کی یہ رائے صائب ہے کیونکہ اگر ایک مین پھل نہ آئین گے تو دوسرون مین تو ضرور آئین گے، اور جس شخص نے ایک ہی قسم کا انگور لگایا ہو اس کو اس کا پورا تجربہ ہوگا کہ اس مین کسقدر آفتین اور مصیبتین ہین، لیکن بعض لوگون کی رائے اس کے مخالف ہے ان کے نزدیک ایک ہی قسم کا انگور لگانا اچھا ہے، انگور کی شاخ کھڑی کرکے بھی لگائی جاتی ہے لیکن اس سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ گڑھے مین اس کو ٹیڑھا کرکے رکھین، ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس طریقہ سے شاخ مٹی سے خوب ملصق ہو جائے گی جب کہ زارع اپنے پیر سے مٹی ڈالکر خوب دبائے،

یونیوس کا قول ہے کہ جب تم انگور لگاؤ تو اچھی مٹی کو کھاد مین مخلوط کردو جب وہ خشک ہو جائے تو اس کو جڑون پر چھڑکو، اور اسی سے اس کو چھپا ڈالو، انگور کا منتقل کیا ہوا پودہ جلد بڑھتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یونیوس کی یہ رائے کہ مٹی کو کھاد مین مخلوط کرکے ڈالین مشہور ہے کہ بعض لوگ زمین مین بانس یا لکڑی نصب کرتے ہین اور ان کے گڈھون مین انگور کی جڑ لگاتے ہین، تبودون کہتا ہے کہ یہ طریقہ اچھا نہین ہے اس سے عیون اور پودے کی چھوٹی شاخین کمزور ہو جائین گی اور ہوا اس کو خشک کرڈالے گی، کیونکہ زمین اس سے زیادہ متصل نہین ہوتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ اگر ایک ہی گڈھے مین دو جڑین ہون تو وہ ایک دوسرے

سے لپٹ جائین گی اور زمین کی قوت دونون کے لیے کافی نہ ہو گی اسکی صورت بعینہ ایسی ہو گی جیسے ایک عورت کے دو بچے ہون اور دونون دودھ پیتے ہون اور اس کا دودھ دونون کے لیے کافی نہ ہو،

خشک اور سخت زمین مین اگر انگور لگایا جائے تو اس کے گڈھے کی گہرائی دو ہاتھ کے اندازسے رکھین، اگر اس سے بھی کم گہرائی رکھی گئی تو وہ پودہ جلد ضعیف ہو جائیگا، اور اس کی نشو ونما خراب ہو جائے گی، دوسری خرابی یہ ہو گی کہ آفتاب کی حرارت کا اثر جلد پہنچے گا جس سے جڑ کی تری اور رطوبت زائل ہو جائیگی،

یونیوس کہتا ہے کہ بعض انگور تو گڈھون مین لگائے جاتے ہین اور بعض جری (یہ یونانی لفظ ہے اسکی تشریح آگے آئیگی) مین لگائے جاتے ہین گڈھے ان زمینون مین کھودے جاتے ہین جو اچھی ہوتی ہین اور جنمین عمل کثیر کی ضرورت نہین پڑتی ہے اور جو زمینین کہ اچھی نہ ہون بلکہ صاف بھی نہ ہون تو انھین جری بنا کر درخت لگائے جاتے ہین. جری کا طریقہ یہ ہے کہ جہانتک تم کو شاخین لگانی ہون اس کے طول مین خندقین کھودڈالو اور ہر ایک کا عرض اور عمق دو قدم (دو فٹ) کے برابر رکھو، پھر جب تم شاخین لگانا چاہو تو خندق کے اندر ایک ایسا گڈھا کھودو جو آٹھ انگل گہرا ہو، تاکہ اس مین شاخ کو رکھ سکو، اس کے بعد تمام عمل پہلے اور دوسرے سال کے اندر ختم کر دو، جب تیسرا سال شروع ہو جائے تو یہ دیکھو کہ اگر وہ مٹی جو ان گڈھون کے کنارے پر ہے خشک ہو گئی ہے تو اس مین اور دوسری مٹی ملا کر گڈھے مین ڈال دو اور پودون کو مٹی سے مستور کر دو اور ان گڈھون مین ایک مناسب مقدار

کھاد کی بھی ڈال دو، اس عمل کے بعد زمین کو ہموار کر دینا ضروری ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جبری ترزمینون کے لیے بہت مفید ہے، ابن حجاج کا قول ہے کہ یونیوس نے جو صورت بیان کی ہے وہ زیادہ اچھی ہے، لیکن موجودہ زمانہ کے لوگ اس قسم کی محنت اور مشقت کے کامون سے گھبراتے ہین، اسلیے اس طریقہ کا کوئی ذکر بھی نہین کرتا ہے،

جری حقیقت مین گڈھون کے ان بڑے خطوط کو کہتے ہین جو کدالون سے زمین مین کھودے جاتے ہین، یہ قلیب سے زیادہ وسیع ہوتے ہین، ان گڈھون سے جو مٹی نکالی جائے ان کو لکیر کے سامنے ڈھیر کرتے جائین یہانتک کہ کنارون پر مٹی کا انبار لگ جائے، پھر ان خطوط کی گہرائی مین دوسرے گڈھے کھودے جائین اور ان کو کچھ دن تک اسی حالت پر چھوڑ دین، (ان خطوط کا فاصلہ نصف میٹر ہونا چاہیئے،) آفتاب کی گرمی اور ہوا کی لطافت سے اسکی مٹی بالکل درست ہوجائیگی، اور بارش کے بعد تو بالکل زراعت کے قابل ہوجائے گی،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جری ایک یونانی لفظ ہے اور یہ ان خطوط پر مشتمل ہے جنکو اوپر بیان کیا گیا ہے یہ جمع کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا واحد جوناہ ہے، ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ خمہ سلماسہ مین بھی یہ رائج ہے، جو زمین کہ ذرا مرتفع ہوتی ہے تو اس تک پانی پہنچانے کے لیے ایسا ہی کرتے ہین، اور درمیان مین گڈھے کھودتے ہین اور ان گڈھون مین انگور کی شاخین لگا دیتے ہین اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے ہین، جب پودہ قوی ہوجاتا ہے تو مٹی ڈالکر زمین کو مٹی سے بھر کر برابر کر دیتے ہین اور سیراب کرنا

چھوڑ دیتے ہین، پھر یہ تقریباً بعلی زمین ہو جاتی ہے ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ جس زمین مین انگور لگانا ہو اس کو کانٹون اور خس وخاشاک سے اچھی طرح صاف کر دینا چاہیئے۔ انگور لگانے کے ایک سال بعد جب وہ مضبوطی سے جڑ پکڑ لے تو اس کے ارد گرد کی زمین کو کھودنا چاہیئے اور جو جڑین زمین کی سطح پر نمایان ہون، ان کو لوہے سے چھانٹ ڈالنا چاہیئے کیونکہ پودون کی جڑین ہر سمت مین پھیل جاتی ہین، اگر ایسا نہ کیا جائے تو انگور کی جڑین گہرائی مین نہ جا سکین گی، جب دو سال گذر جائین تو پھر اس کے کنارے کنارے کھودنا چاہیئے، اُس کا گڈھا ایک قدم لانبا اور تین قدم چوڑا کھودنا چاہیئے، اور یہی طریقۂ عمل اس انگور کے لیے بھی ہے جو درختون پر چڑھایا جاتا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ جب انگور فاصلہ سے لگائے جائین تو اس زمین مین دوسرے سال زراعت ہو سکتی ہے۔ اس درخت کی بلندی جسپر انگور کی بیل چڑھائی جائے ساٹھ قدم کے برابر ہو، اس قدر لنبائی سے کوئی نقصان نہین پہنچے گا، بشرطیکہ زمین اچھی ہو اور اگر پتلی زمین ہو تو ان درختون پر چڑھائی جائے جو آٹھ قدم سے زیادہ قد کے نہ ہون، تاکہ زمین کی قوت درختون کے اندر ختم نہ ہو جائے۔ انگور کی شاخون کو جہانتک ممکن ہو مشرقی اور جنوبی سمت مین رکھین لیکن شمالی اور مغربی سمت سے ان کو محفوظ رکھین اس قسم کے انگور زیادہ لانبے ہون گے بعض لوگ جڑ سمیت پودون کو لگا دیتے ہین، اور ان کو ترمدانات سے دوسرے گڈھون مین منتقل کرتے ہین، لیکن بعض اس کو منتقل نہین کرتے اور پودون کی جگہ پر شاخ ہی لگاتے ہین، لیکن پہلا طریقہ زیادہ اچھا ہے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ انگور جنکی بیلین چڑھائی جاتی ہین ان کی شاخون کو

زمین پر دو ہاتھ سے کم رکھنا چاہیئے، اور اس قسم کی دو بیلون کے درمیان پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس جگہ ایسے درخت لگائے جائین جو پھلدار ہون، اور جنکی جڑین چھوٹی اور پتلی ہون جیسے انار سیب اور سفرجل وغیرہ۔ اور اگر دونون بیلون کے درمیان وسعت زیادہ ہو تو زیتون کا درخت لگا سکتے ہین، اگرچہ بعض لوگ اسکو ناپسند کرتے ہین، بعض لوگ انجیر کے درخت کو انگور کے لیے موافق خیال کرتے ہین، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے جیسا کہ ہمنے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ انگور کے ارد گرد باہر کی جانب انجیر کے درخت لگا دین،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے انجیر کو انگور کے درمیان اچھی طرح پھلتے دیکھا ہے، خصوصاً اس وادی مین جو نہر اعظم کے متصل ہے، لیکن وہ انجیر جو انگور کی شاخون سے ذرا فاصلہ پر ہوتے ہین وہ زیادہ بڑے ہوتے ہین اور ان مین پھل بھی زیادہ آتے ہین، کیونکہ عام طور پر معمولی زمینین دونون کو تقویت نہین پہنچا سکتی ہین، البتہ وہ زمین دونون کو غذا پہنچا سکتی ہے، جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے، جبل مشرق مین مینے دیکھا کہ جس قسم کا بھی انگور اس مین لگایا گیا وہ کمزور ثابت ہوا، اگر درخت بڑے بھی ہوئے تو شاخین بالکل کمزور ہوتی ہین کیونکہ وہان کی زمین رقیق ہوتی ہے، مٹی سخت اور پتھریلی ہوتی ہے اسی وجہ سے یونیوس کی رائے یہ ہے کہ اس مین انگور کی کاشت نہین کرنی چاہیئے اور یہ قول بالکل صحیح ہے بلکہ تمام مشرقی دیہات اور قصبون مین یہ بات مشہور ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ انگور کے لیے وہ زمین جو خوب سیاہ ہو اور زیادہ سخت اور جمی ہوئی نہ ہو بہت مفید ہے خصوصاً جب کہ زمین کے اندر شیرین پانی کا ایک معتدبہ حصہ موجود ہو، اس زمین کی خوبی یہ ہو کہ بارش کے زمانہ مین پانی کو زیادہ اندر جذب ہونے نہین

دیتی تاکہ وہ خراب نہ ہو اور اسی طرح پانی کو زمین کی سطح پر نہین چھوڑ دیتی کہ جس سے پودے خراب ہوجائین،

اس غرض سے زمین کا اندازہ کرلینا چاہیئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اوپر کی سطح تو سیاہ ہوتی ہے اور نیچے پہنچکر سفید نکلتی ہے اور اس کے برعکس بھی ہوتا ہے، اور درحقیقت سب سے اچھی زمین وہ ہے جسمین نہرین پھوٹتی ہون، اسی بناپر ارض مصر کی بڑی تعریف کیگئی ہے،

الغرض ہر وہ سیاہ زمین جو زیادہ سخت نہ ہو اور اس مین تری ہو تو وہ انگور کیلئے موافق ہوگی، یہ معلوم رکھنا چاہیئے کہ انگور کی وہ قسمین جو زمین سے غذا زیادہ مقدار مین حاصل کرتی ہین ان کو اس سیاہ زمین مین لگانا جسمین رطوبت اور تری ہے زیادہ اچھا ہے کیونکہ ہر زمین سے غذا آسانی سے نہین حاصل کیجاسکتی ہے،

خشک، پتلی، اور ریتیلی زمینون مین یہ انگور اچھے نہین ہوتے، البتہ اس زمین مین جو لطیف اور نرم ہو انگور کے ان اقسام کی زراعت ہوسکتی ہی جنمین مائیت دوسرون سے زیادہ ہوتی ہے، اور جو انگور کہ مرطوب المزاج ہوتے ہین ان کو گرم اور یابس جگہون پر لگانا چاہیئے، اور جو یابس ہوتے ہین ان کو مرطوب زمینون مین لگانا چاہیئے اس طریقہ پر عمل کرنے سے انگور مین جو چیز زیادہ ہوگی وہ زمین کے اختلاط سے کم ہوجائیگی اور ایک معتدل المزاج صورت پیدا کرے گی، روغن دار یا لسدار زمین مین وہ انگور ہرگز نہ لگائے جائین جنکو غذا کی جلد ضرورت ہو، البتہ جو اس کے خلاف ہون ان کے لگانے مین کوئی ہرج نہین ہے، اسی طرح سیاہ زمین مین وہ خشک اور ضعیف انگور لگائے جائین جو غذا کی قوت کو باقی نہ رکھ سکتے ہون اور اگر اس قسم کے انگور لسدار زمین مین

لگائے جائین تو اسکے پھل بڑے اور خوشنما ہونگے، اگرچہ ان کی پتیان بڑی بڑی ہونگی، کسی طرح کمزور انگور اگر خشک مقامات پر لگا یئے جائین تو اس کے پھل اور کمزور ہوجائین گے انگور کی کاشت کے لیے خصوصًا اور تمام دوسری کاشتون کے لیے عمومًا یہ ضروری ہے کہ پودون کا مزاج اور زمین کی حالت کا اندازہ کیا جائے،

انگور کی کاشت کے لیے بلند مکان زیادہ موافق ہوتے ہین، اسی طرح پہاڑ کے دامن کی زمین جو کچھ مرتفع بھی ہوا اور وہ زمین جو دوسری زمینون سے کچھ بلند ہوا انگور کے لیے مفید ہین کیونکہ ایسے مقامات مین انگور موسم گرما کی شدید گرمی کو ہوا کی تندی اور تیزی کی وجہ سے برداشت کرلیتا ہے. ٹیلے پر کی وسیع زمین اور وہ زمین جو پہاڑ کے متصل یا جڑ مین واقع ہو انگور کے لیے نفع بخش ہے، کیونکہ بارش کے پانی کے ساتھ وہ اجزا آتے ہین جنکی وجہ سے ان مین قوت اور غذائیت بہت زیادہ پیدا ہوجاتی ہے، پہاڑ کی چوٹیون پر انگور کو نہ لگانا چاہیئے، کیونکہ جب، بارش مٹی کو بہا لیجائے گی تو اسکی جڑین کھل جائینگی اور پھر ان مین فساد پیدا ہوجائے گا، ٹٹی والے انگور کو مسطح اور ہموار زمین مین لگانا چاہیئے جسمین رطوبت اور تری موجود ہوا ور گرم مقامات مین بھی لگا سکتے ہین، بشرطیکہ وہان تیز ہوا نہ چلتی ہو، کیونکہ جو انگور کہ درختون یا ٹٹیون پر چڑھائے جاتے ہین وہ معتدل ہوا سے سانس لیتے ہین اور غذا حاصل کرتے ہین، یہ تمام اقوال یونیوس کے ہین وہ یہ بھی کہتا ہے کہ دریا کے متصل کی زمینین انگور کے لیے بہت کارآمد ہوتی ہین، کیونکہ ان مین حرارت اور رطوبت دونون موجود رہتی ہے، اسمین رطوبت دریا کے بخارات سے پیدا ہوتی ہے، اور دریا کی ہوا انگور کے لیے بہت نفع بخش ہی، بہت سے لوگون کی یہ رائے ہے کہ انگور کو اس نہر کے قریب نہ لگائین

جس مین مینڈک کثرت سے ہون کیونکہ اس سے بخارات گدلے، بار داور خراب
اٹھتے ہین اور انگور مین یہی بخارات کیڑے پیدا کر دیتے ہین جو اسکو اور تمام زراعت
کو خراب کر ڈالتے ہین، اس بنا پر جن مقامات مین مینڈک ہون ان سے بھاگنا
ہی اچھا ہے، شاخین کس شکل وصورت کی اور کس انداز کی لیجائین اس کے متعلق
یونیوس کی رائے یہ ہے کہ قبل کاٹنے کے اندازہ کر لینا چاہیئے، دیمقراطیس کی رائے
ہے کہ شاخین نہ زیادہ پرانے درخت سے اور نہ زیادہ نئے درخت سے لی جائین،
بلکہ ایک متوسط عمر کے درخت سے لی جائین کیونکہ قدیم اور جدید دونون مین نمو کم ہوتا
ہے، اور ان کا کوئی اعتبار نہین ہے، قسطوس کی بھی یہی رائے ہے کہ شاخین قدیم
اور جدید کے درمیانی درخت سے لیجائین، شاخین نہ زیادہ چوڑی ہون اور نہ زیادہ
سخت ہون اور نہ زیادہ ہلکی ہون اور نہ ان کی گرہین دور دور ہون بلکہ نرم، لنبی، اور
گرہین قریب قریب ہون تاکہ ہر شاخ مین سال گذشتہ کی لگائی ہوئی شاخون مین
سے کسی ایک کو ملا سکین، انگور کی شاخون کو کاٹنے کے بعد فوراً ہی لگانا چاہیئے، لیکن
اگر کاٹنے کے بعد کوئی لگا نہین سکتا تو اس کو معتدل المزاج زمین مین دفن کر دینا چاہیئے
یعنی نہ تو اس مین زیادہ رطوبت ہو اور نہ گرمی ہو یا مٹی کے برتن مین رکھین اس طرح
کہ اس کے اوپر اور نیچے عمدہ مٹی بھر دین تاکہ وہ ہوا سے محفوظ رہجائے، اس کے بعد اگر
ایسی شاخین ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیجائین بلکہ دو مہینہ تک نہ لگائی جائین،
اس پر بھی کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا، شاخون کو کاٹنے کے بعد اگر ایک دن اور
رات پانی مین بھگا دین تو وہ بہت جلد نشو ونما پائے گی، اگرچہ زمین برف زدہ بھی ہو
جو شاخین کہ مرطوب نہ ہون ان کے لیے سہل طریقہ یہی ہے کہ ایک دن اور رات انکو

پانی مین تر کرین پھران کو لگا دین، شاخون کو کاٹ کر مرطوب زمین مین یا پانی مین اتنی
دیر تک نہ چھوڑنا چاہیئے کہ وہ سڑ جائین، کیونکہ وہ سڑنے کے بعد خشک ہو جائین گی اور
پھر قابل زراعت نہین ہو سکتی ہین،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ انگور کی شاخ کاٹنے کے بعد اگر تم فوراً نہ لگا سکو تو اس کو لکڑی
سے باندھ کر ایسی زمین مین دفن کر دو جو نہ زیادہ مرطوب ہو اور نہ گرم اور خشک ہو اگر
تم اسکو کسی بعید مسافت سے لاؤ اور یہ شبہ ہو کہ راستہ مین ہوا لگ گئی ہو تو اس کو ایکدن
اور رات شیرین پانی مین ڈالدو، اس کے بعد لگاؤ، یونیوس کا قول ہے کہ انگور کی وہ
شاخین نہین لگائی جاتی ہین جو جڑ سے کاٹی جاتی اور جو تنے سے لی جاتی ہین، اسی
طرح نیچے کی شاخون سے کوئی شاخ نہین لینا چاہیئے اور نہ ان کے اطراف و
جوانب سے کوئی حصہ اس غرض سے کاٹنا چاہیئے بلکہ درمیانی نرم حصون سے
اور نرم شاخون سے شاخ لینا چاہیئے، سخت شاخین لگانے کے قابل نہین ہوتی
ہین وہ قضیب یعنی شاخ جس کے عیون قریب قریب ہون اور خود اچھی طرح
گول ہو ان کو لگانا اچھا ہے. لیکن وہ قضیب جو سخت اور چوڑی ہو اور اندر سے
کھوکھلی ہو اور اس کے عیون دور دور ہون تو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے اور
جو قضیب لیجائے اس مین قوت نمو کافی ہونی چاہیئے، بلکہ یہ زیادہ مناسب ہے
کہ گذشتہ سال کی لگائی ہوئی شاخ کا کوئی حصہ نئی شاخ کے متصل کر دین، جنگلی
اور نئے انگور کی شاخین کارآمد نہین ہوتی ہین. جب تک کہ وہ چھ سال کی عمر کے نہون

قسطوس کی ایک اور رائے بھی ہے، جو دوسرے علمائے فلاحت کی رائے
کے خلاف ہے اور صائب بھی نہین ہے وہ یہ ہے کہ انگور کی شاخ کے کئی

ٹکڑے کرکے لگائے جائین کیونکہ اسکی طویل اور گرہ دار شاخون کا لگانا مناسب نہین ہے لیکن قدیم کاشتکار ایسا ہی کرتے تھے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ تضیب سے مراد وہ شاخ ہے جس مین سات گرہین ہون اور جو اولاً ترمدانات مین لگائی جاتی ہین تاکہ عروق پیدا ہون اور پھر دوسری جگہ منتقل کیجاتی ہے. انگور اسی جگہ پر رہنے دینا مضر ہے، کیونکہ یہ ازحد چھوٹی ہوتی ہین،

شولون کی بھی رائے ہے جو مین نے بیان کیا، اس کا صریح قول یہ ہے کہ نہ تو پرانے انگور کی شاخین لگائی جائین اور نہ اس انگور کی شاخین لگائی جائین، جو ابھی سات سال کا نہ ہوا ہو کیونکہ اول مین حرارت غریزی بہت کم ہو جاتی ہے، حرارت غریزی مین دو قوتین ہوتی ہین، ایک جاذبہ اور ایک ہاضمہ، یہ دونون بھی بذات خود حرارت ہوتی ہین، صرف کیفیت نہین ہوتی ہین، پس اس قسم کی شاخین ہرگز نہ لگائی جائین، اسی طرح نئے انگور مین رطوبت زیادہ ہوتی ہے، اور اندرونی طور پر حرارت ہوتی ہے، لیکن چونکہ حرارت کمزور ہوتی ہے اسلیے جلد زمین کو نہین پکڑتی، البتہ متوسط عمر کے انگور کی شاخین لگائی جاسکتی ہین، اس کی نظیر ایسی ہی ہے جیسے چراغ مین تیل کم ہو، اسکی بنا پر لامحالہ روشنی بھی کم ہوگی، اسی طرح اسکو بھی سمجھ لو، اگر ظاہر مین حرارت زیادہ ہو لیکن اندر اسی طرح ضعف اور کمزوری ہو تو بھی لگانا اچھا نہین ہے، نیز ان شاخون کو بھی لگانا نہین چاہیے جس مین خشکی زیادہ ہو اور جنکی چھال سخت ہو، اسی طرح ہلکی شاخ کو بھی لگانا اچھا نہین ہے، کیونکہ ان کا ہلکاپن اس پر دال ہوگا کہ ان مین مادہ کمزور ہے

اور بہس غالب ہے، یہ ضرور چاہیئے کہ شاخون مین سے ان کا انتخاب کرنا چاہیئے، جنمین گرہین زیادہ ہون نہ یہ کہ ان مین چھوٹی اور پتلی شاخین بکثرت ہون، کیونکہ ہم یہ چاہتے ہین کہ قضیب مین چھوٹی رگین اور جڑین زیادہ ہون تاکہ زمین سے غذا زیادہ حاصل کرسکین، اور گرہون مین جڑین جلد نکلتی ہین؛ اسی طرح ہم پر یہ بھی ضروری ہے کہ قضیب کے ساتھ اس شاخ کو بھی کاٹ لین، جسمین یہ اگی ہے، کیونکہ اس جگہ پر بکثرت رگین نکل آئین گی، اور اس مین زمین کا غلیظ مادہ موجود رہتا ہے جو عروق کے لیے ازحد مفید ہے، اگر ایسا نہ ہوسکے کہ اس قدیم شاخ کا کوئی حصہ کاٹا جاسکے تو انون اور دوسرے علمائے فلاحت کے نزدیک یہ ہے کہ قضیب کے اعلیٰ اور اسفل حصہ کو کاٹ کر پھینکدین اور وسط کو لگادین کیونکہ اعلیٰ ضعیف اور پتلا ہوگا اور اسفل سخت خشک اور کم رطوبت کا ہوگا، اور وہی قضیب جلد نشو و نما پاتی ہے جسمین معتدل رطوبت موجود ہو؛ اس لحاظ سے اوسط مین رطوبت معتدل ہوگی، اگرچہ بعض لوگ اس کا لحاظ نہین کرتے ہین اور بلا قطع کیئے ہوئے لگا دیتے ہین؛ یہ شاخ بھی بڑھتی ہے اور اسکو کوئی نقصان بھی نہین پہنچتا، لیکن ہمنے جو کچھ لکھا ہے وہ زیادہ افضل طریقہ ہے اور زراعت کے لیے مفید ہے، شولون کا قول یہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے اس باب مین جو کچھ ذکر کیا ہے؛ وہ کافی ہے، اگرچہ بعض جگہ پر مکرر اقوال آگئے ہین اس سے صرف مقصود یہ ہے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ جن باتون کا مین نے ذکر کیا اس پر تمام متقدمین کا اتفاق ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی پر لوگون کا عمل درآمد ہے اگر مین صرف کسی ایک کا قول نقل کرتا تو لوگون کو اس پر اطمینان نہ ہوتا جبتک کہ دوسرے

نظائر سے اس کو مستحکم نہ کرتا اسلیے مختلف اقوال کو نقل کردیا ہے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ منڈوے کے انگور کے لیے اور دوسرے اقسام کیلئے سب سے اچھی زمین خالص مٹی والی تر زمین ہے جسکا غالب رنگ سیاہ ہو، دوسری وہ زمین ہے جو نہ زیادہ کھلی ہو اور نہ زیادہ پیوستہ ہو بلکہ متوسط درجہ کی ہو، ایسی زمینون کی طبیعت شیرین پانی کو زیادہ چاہتی ہے، حتی کہ کچھ پانی تہ تک پہنچ جاتا ہے، البتہ وہ زمین جو کسی وقت پتھر کی طرح سخت ہوجاتی ہے اسکی خاصیت ہی کہ وہ پانی کو روکدیتی ہے نہ زیادہ چوستی ہے اور نہ زیادہ اندر کی طرف جذب کرتی ہے، بلکہ اوپر ہی چھوڑ دیتی ہے، یہ زمین انگور کے لیے مضر ہے، لیکن سبزیون کے لیے مفید ہے، اسی طرح وہ زمینین جو پانی کو اندر جذب کرلیتی ہین لیکن ان کی ظاہری سطح خشک ہوجاتی ہے، انگور کی کاشت کے لیے مفید نہین ہین، لیکن ان مین بعض ایسی بھی ہوتی ہین جنکا عمل متوسط ہوتا ہے یعنی یہ کہ انداز سے پانی جذب کرتی ہین، اور اسی انداز سے باہر چھوڑ دیتی ہین، اس طرح کہ زمین متوسط درجہ کی نرم ہوتی ہے، بعض زمینین ایسی ہوتی ہین جنکا ظاہری حصّہ بہت اچھا ہوتا ہے لیکن جب ایک دو ہاتھ کھود دی جائین تو خراب نکلتی ہین، ان کا رنگ بھی خراب ہوتا ہے، ان کے انداز کے لیے متفرق جگہون پر کم سے کم تین ہاتھ کھودنا چاہیے، اگر اس کا ظاہر اور باطن یکسان ہو اور رنگ بھی ایک ہی ہو تو وہ انگور کے لیے ازحد مفید ہے، اور اگر ظاہر اور باطن مین شدید اختلاف ہو نیز رنگ مین بھی فرق ہو تو وہ اسکی کاشت کے لیے کارآمد نہین ہے،

طاشری کا قول ہے کہ انگور کی جڑ مین ہمیشہ تراوٹ کی ضرورت ہے لیکن

اسی قدر جتنی کہ ہر انگور کو اسکی زمین کے لحاظ سے ضرورت ہو کیونکہ انگور کی مختلف قسمیں ہین اور ہر انگور کے لیے وہی زمین مناسب ہے. جو اس کو محفوظ رکھ سکے پس ارض متخلخہ اور وسمہ جس کا رنگ سیاہی مائل ہو اس انگور کے لیے مناسب ہو گی، جس کا دانہ سفید ہوتا ہے خواہ وہ لانبا ہو یا گول ہو، لیکن وہ انگور جو سفیدی اور سبزی کے درمیان مین ہو اور گول ہو تو اس کے لیے نرم زمین مناسب ہے، جس مین رطوبت بالطبع غالب ہو اور اس مین بکثرت وسومت ہو، ان دونون انگورون کے لیے نہ تپلی زمین موافق آتی ہے اور نہ وہ جو جاڑے یا گرمی کی شدت سے پھٹ جاتی ہو، اس قسم کی زمینین انگور کے لیے اچھی نہین ہین، خصوصاً ان کیلیے جنکا پھل سفید ہوتا ہے، اور ریتیلی زمین اکثر انواع انگور کے لیے مفید ہے، کیونکہ یہ خراب خراب چیزونسے پاک ہوتی ہے، مثلاً زعرور وغیرہ سے جو زمین کو کڑواپن کی شدت سے خشک کر دیتا ہے، اس کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے کہ زمین کی طبیعت انگور کی طبیعت سے مخالف ہونا چاہیئے مثلاً یہ کہ اگر انگور مین نرمی ہو تو اس کو سخت زمین مین لگانا چاہیئے اور اگر سختی ہو تو اس کو نرم زمین مین لگانا چاہیئے، اور اسی طرح جس انگور مین خشکی ہو اور تراوٹ نہ ہو اس کو مرطوب زمین مین لگانا چاہیئے، اور جسمین رطوبت بہت زیادہ ہو اس کو اس زمین مین لگانا چاہیئے جس مین خشکی اور یبوست غالب ہو، اور متوسط درجہ کے انگور کو متوسط زمین مین لگانا چاہیئے،

صغریت کا قول ہے کہ سیاہ انگور کے لیے جس کا دانہ لانبا یا گول ہوتا ہے زیادہ خشک زمین کی ضرورت ہے جسکی سطح پر یبوست نمایان ہو اس کا رنگ اکثر سرخ ہوتا ہے، اور اس مین بہت خفیف صلابت ہوتی ہے، اور جو انگور

کہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے وہ رقیق اور پتلی زمین مین لگایا جاتا ہے، نیز ریت ملی ہوئی
زمین مین بھی لگاتے ہین۔ جن زمینون مین سیاہ اور سرخ انگور لگائے جاتے ہین،
ان مین سفید انگور اچھے نہین ہوتے ہین، یہ تمام سفید انگور کے لیے پتلی اور خالص
ریتیلی زمین درکار ہے، اور جس انگور کے دانہ کا رنگ زرد ہوگا وہ سب سے زیادہ مرطوب
انگور ہوگا اسلیے اس کو گرم اور خشک زمین مین لگانا چاہیئے جس مین تراوٹ اور
ٹھنڈک کا نام تک نہ ہو، ایسے انگور کے لیے بلند مقامات بھی منتخب کیے جاتے ہین،
کیونکہ وہ پانی سے بہت دور ہوتے ہین، اور بڑے دانون کے انگور جو ترکیب سے بڑے
کئے گئے ہون، روغن دار زمین مین لگائے جاتے ہین اور ارض متخلخہ مین بھی لگاتے
ہین، اور جن انگورون مین کثرت سے مائیت ہوتی ہے اور چھوٹے ہوتے ہین وہ
بہت پرانی زمینون مین لگائے جاتے ہین، اور جو انگور ضعیف لیکن لطیف ہوتا ہے
اسکی شاخین باریک ہوتی ہین اور پتے بھی باریک ہوتے ہین، اسکو سیاہ زمین مین
لگانا چاہیئے کیونکہ وہ انگور کو ایک مناسب غذا دیتی ہے، اور یہ ضعیف انگور کے لیے
بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، وہ انگور جو سیاہ اور سرخ ہو لیکن سرخی سیاہی پر غالب ہو،
یا وہ جو متوسط درجہ کا سرخ ہو اور دانہ بھی متوسط ہو اور اس کا دانہ خوشون مین ایک جگہ
پر ہو یا متفرق جگہ پر ہو، ان دونون کے لیے وہ سخت زمین نفع بخش ہے جس مین سختی
کے ساتھ تھوڑی نرمی ہو، ان دونون کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہوتا ہے اور
ان کے پھل مدور ہوتے ہین اور کھجور کے برابر وزنی ہوتے ہین، یہ کھانے مین بہت
لذیذ ہوتے ہین کیونکہ وہ بہت زیادہ رقیق اور لطیف ہوتے ہین، ان کا ذائقہ نہایت
عمدہ ہوتا ہے، ان دونون قسمون کی اصلاح کی صورت یہ ہے کہ جو پتیان کہ خراب ہو جائین

یا ان مین کوئی نقص پیدا ہو جائے ان سبکو چنکر پھینک دینا چاہیئے، اگر ایسا بار
بار خریف اور ربیع کے زمانہ مین کیا جائے تو بہت اچھا ہے، اس سے ان کی
نشو ونما بہت اچھی ہو گی، قوثامی نے بھی یہی لکھا ہے کہ ضعیف انگور جنکے دانے چھوٹے
اور لطیف ہوتے ہین اور جنمین پانی بہت کم ہوتا ہے ان کو مرطوب زمینون مین
لگانا اچھا ہے، جسمین بکثرت تراوٹ موجود ہو، ایسی زمینون کی بکثرت رطوبت
وسومت سے بدل جاتی ہے، اگر اس زمین مین تھوڑی سی ریت مخلوط کر دیجائے
تو بہت بہتر ہو گا کیونکہ اگر ضعیف انگور خشک اور کم پانی والی زمین مین لگایا جائے،
تو اس مین کمزوری زیادہ ہو جائیگی اور پھل ایک تو کم آئین گے دوسرے خراب ہونگے
اور قوی انگور اوس کے موافق زمین مین لگایا جائے تو بہتر ہو گا،

طامین ہے کہ نرم زمین سے انگور سخت زمین مین منتقل کیا جائے اور اسی
طرح سخت سے نرم زمین مین اور دسمہ سے رقیقہ زمین مین اور رقیق سے وسمہ مین
اور اسی طرح سیاہ سے سرخ مین اور سرخ سے سیاہ مین اور شاداب سے چٹیل مین
اور چٹیل سے شاداب مین اور جبلی سے پست مین اور پست سے جبلی مین منتقل کر سکتے
ہین، کیونکہ زمین کی طبیعت یہ ہے کہ وہ مزروعات کو اپنے مخالف طبیعت کی زمین
مین زیادہ تقویت پہنچاتی ہے اور ان کو کافی غذا دیتی ہے، یہ بھی مذکور ہے کہ قضیب
درخت کے درمیانی حصہ سے لیجائے جو زمین سے کم سے کم ایک بالشت بلند ہو اور ایسے
انگور سے شاخ لی جائے جسکی عمر چھ سال سے بیس سال تک ہو، ایسی شاخین لی جائین
جنکی آنکھین قریب قریب ہون اور کونپلین چکنی اور نرم ہون، اس شاخ سے اجتناب
کرنا چاہیئے جو چوڑی اور سخت ہو اور جنکی آنکھین دور دور ہون، لیکن اس شاخ کا انتخاب

کرنا چاہیئے، جس مین آنکھین مدور شکل مین نکلی ہون، یہ آنکھین اصل تنے سے نہین
پیدا ہوتی ہین بلکہ بعد کو دوسری شاخون سے پیدا ہوتی ہین، قضیب یا اس کے ٹکڑے
فوراً لگائے جائین، لیکن اگر تاخیر کی ضرورت پڑے تو ان شاخون کو رسی سے باندھ
ڈالین اور پھر ان کو تہ خانون مین چھپا دین تاکہ ہوا اور ٹھنڈک سے محفوظ رہین لیکن
تہ خانون مین رکھنے سے قبل پانی سے خوب سیراب کر دین،

انوخا کا قول ہے کہ جو شاخین لیجائین ان کے لیے ایک کنوان کھودا جائے
اور ان مین شاخین الگ الگ کر کے رکھی جائین، کنوان نہ بالکل مرطوب ہو اور نہ
بالکل خشک ہو بلکہ درمیانی حالت مین ہو،

قوتامی کا قول ہے کہ مین نے اس بات کا تجربہ کیا ہے اور اسکو صحیح پایا ہے کہ
شاخون کو ایک کوٹھری مین رکھدین جہان پہ ہوا کا گذر نہ ہو اور اس سے قبل زمین
پر میٹھا پانی چھڑک دین جب وہ سوکھ جائے تو پھر ان شاخون کو رکھین، اگر شاخین
کم تعداد مین ہون جو ایک مٹی کے ظرف مین سما سکتی ہون تو ان کو پانی مین دو گھنٹے
چھوڑ دین پھر پانی پھینک دین اس کے بعد اسی ظرف کے نیچے اچھی مٹی ڈالدین
اور پھر ان شاخون کو کھڑی کر کے رکھین جب ظرف بھر جائے تو اوپر سے بہت
سی مٹی چھوڑ دین یہانتک کہ ہر طرف سے مٹی گھیر لے،

آدم کا قول ہے کہ اگر کبھی ایسا اتفاق ہو کہ انگور کی شاخ لگانے مین تاخیر
ہو جائے اور تم کو خوف ہو کہ ہوا سے وہ خشک ہو جائے گی تو تمام شاخون کو
شیرین پانی مین دن بھر تقریباً بارہ گھنٹے بھیگنے دو اس کے بعد نکالکر ان کو لگادو،
لیکن تھوڑی تاخیر کوئی مضر نہین ہے ایک گڈھے مین کم سے کم ایک یا دو شاخ رکھنی

ظاہر ہے کہ انگور کی بیل سے شاخ کا لینا اور اس کا کاٹنا سب قمری مہینہ کے حساب سے ہوتا ہے، چاندرات سے پانچوین تاریخ تک کے اندر یہ پودے لگا دیئے جائین، ان ایام مین لگانے سے کوئی چیز خراب نہین ہوتی، بلکہ پھل اچھے ہوتے ہین، اسکے لیے فصول مین سے فصلِ خریف سب سے اچھی ہے. کیونکہ جو اس مین لگایا جاتا ہے، اسکی جڑین بہت بڑھتی ہین، اور جب فصل ربیع شروع ہوجاتی ہے اور گرمی پڑنے لگتی ہے تو اس کے نمو مین چند در چند اضافہ ہوجاتا ہی اور پھر یہ بہت عمدہ ہوتا ہے، بعض نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ خریف مین خاصکر ریتیلی زمین مین انگور لگانا بہت اچھا ہے، شاخون کے لینے اور کاٹنے کا وقت ابتدائی صبح سے تین گھنٹہ دن اٹھنے تک ہے، کاٹنے کے بعد فورًا لگا دینا چاہیئے، دو گھنٹہ یا تین گھنٹہ یا زیادہ سے زیادہ ایکدن اور ایک رات یا آئندہ دن کے کچھ وقت تک تاخیر کر سکتے ہین، اگر عیون قریب قریب ہون تو آٹھ سے بارہ عیون تک کا طول رکھنا چاہیئے، اگر دور دور ہون تو چھ سے آٹھ تک کا طول رکھنا چاہیئے، شاخون کو سیدھا کر کے نہ لگانا چاہیئے بلکہ جھکا کر لگائین، انوخا کا قول ہے کہ مشرق کی جانب ان کو جھکا دینا چاہیئے، اس کے لیے دو قدم زمین گہری کھودنی چاہیئے، اگر تم چند شاخون کو ایک ہی گڈھے مین رکھنا چاہتے ہو، تو درمیان مین گڈھے کھود دو، تاکہ ایک دوسرے کو چھو نہ سکے، انگور کی شاخین گڈھون کے علاوہ مستطیل خندقون مین لگائی جاتی ہین قضیب کے عیون مین سے تین یا چار کو مٹی کے اندر رکھنا چاہیئے اور چار عیون کو کھلا ہوا رکھنا چاہیئے، سفید اور سیاہ انگور کو ایک جگہ پر نہین لگانا چاہیئے،

بلکہ ہر ایک کو اپنے ہمجنس کے ساتھ لگایا جائے، متوسط طریقے پر شاخون کو
مٹی سے ڈھک دینا چاہیئے معمولی طریقہ سے ہاتھ پیر سے روندنا چاہیئے بلکہ
صرف ہاتھ سے دبا کر برابر کر دینا کافی ہوگا۔

ماسی نے لکھا ہے کہ گڈھے اور خندق کے پودون مین فرق ہے جس
زمین مین گڈھے بنا کر پودے لگائے جاتے ہین اس مین خندق نہین بنا سکتے
کیونکہ گڈھون کے لیے وہ بہتر زمین ہے جس کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین
ہوتی بلکہ تھوڑا جوتنا کفایت کرتا ہے کیونکہ وہ بہت اچھی ہوتی ہے، کشادہ
گڈھے مستدیر شکل کے کھودے جائین، اور دو قدم یا اس سے کچھ زیادہ عمیق
رکھے جائین، اور کشادگی کم سے کم تین قدم کے برابر ہونی چاہیئے، جب یہ تیار
ہو جائین تو پودے لگائے جائین اور ان کو مٹی سے پر کیا جائے اور تھوڑا سا
گوبر بھی ڈالدیا جائے، اسکی مٹی کو دبا کر ڈالنا درست نہین ہے، بلکہ اوپر سے
پھینک دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہوا سوراخون سے جا سکے، لیکن خندق
بکثرت گرد و غبار والی زمین مین کھودے جائین اور اسی مین انگور لگائے جائین،
خندق اس زمین مین بھی کھودے جاتے ہین جس کے اجزا بہت زیادہ ملتصق[۱] ہون
اور روغن دار خندق لانبے کھودے جائین، لیکن تنگ ہون، لنبائی تو اسی قدر
رکھنی چاہیئے جتنی لنبائی انگور کی شاخ کی ہو، لیکن چوڑائی اور گہرائی صرف دو
دو قدم رکھنی چاہیئے، اگر بہت سی خندقین کھودنی مقصود ہون تو اسی طرح سے
کھودنا چاہیئے، اور ایک دوسرے کے درمیان اتنا فاصلہ رکھنا چاہیئے جتنا کہ عمیق

[۱] ایک سے ایک پیوستہ اور چپٹے ہوئے،

دو صفون کے درمیان مین ہوتا ہے، ہر خندق کے حصۂ اسفل مین شاخون کیلیے
ڈیڑھ بالشت کا گڈھا کھودنا ضروری ہے تاکہ اس مین شاخ کو رکھ سکین، ہر
قضیب کے درمیان کا فاصلہ ہم آگے بیان کرین گے، پودون پر جب پہلا سال
گذر جائے اور دوسرا سال شروع ہو تو زمین کی مٹی سے خندق کو پر کر دینا چاہیئے
اور اوپر سے خشک مٹی کے ساتھ کھاد مخلوط کر کے ڈالنا چاہیئے، کھاد اور مٹی جڑ مین بھی
ڈالنی چاہیئے، بقیہ دوسرے گڈھون کو بھی اسی طرح بھر دینا چاہیئے، یہانتک کہ
سب کی سطح برابر ہو جائے کیونکہ انگور کی زمین کے درست کرنے کا وقت یہی ہے

فصل

اسکے بیان مین کہ انگور کے پودون کے درمیان کس قدر فاصلہ رکھنا چاہیئے

وہ انگور کی بیل جو زمین پر پھیل جاتی ہے اور کسی چیز پر چڑھائی نہین جاتی اسکے
ہر دو صف کے درمیان چھ قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ان کی جڑ کے درمیان
چار قدم کا فاصلہ چھوڑنا چاہیئے. لیکن جو انگور کہ درختون پر چڑھائے جاتے ہین
ان کی قطارون کے درمیان بیس قدم کا اور جڑون کے درمیان سات قدم کا فاصلہ
رکھنا چاہیئے، اور جو انگور منڈوے پر چڑھائے جائین، انھین مذکورہ بالا فاصلہ کا نصف
رکھا جائے یعنی دس قدم اور ساڑھے تین قدم، صغریت کا قول ہے کہ انگور کی بیل
چڑھانے کے لیے سب سے افضل درخت وہ ہے جسکا صرف ایک ہی تنا ہو، قوثامی
کہتا ہے. کہ اس لحاظ سے توصنوبر مذکر اور دردار انگور کے لیے زیادہ اچھے ہون گے
لیکن جن درختون مین شاخین بکثرت ہون ان پر انگور کی بیل نہین چڑھائی جاسکتی ہے

اور نہ ان پر چڑھائی جا سکتی ہے جنکا طول بیس ہاتھ سے زیادہ ہو، یا بقول بعض پچاس سے زیادہ ہو،

جن درختون پر انگور چڑھائے جائین ان مین کھاد ضرور ڈالنی چاہیئے، ان کی زمین کھود کر درست کیجائے اور جڑین صاف کیجائین لیکن انگور سے ان مین کھاد کم ڈالی جائے اسی طرح گندھول کے گرد و پیش مین بھی کھاد کم ڈالی جائے، وہ پودہ جو درخت پر چڑھایا جاتا ہے اس کے غرس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے انگور کو جڑ سمیت درخت سے تین ہاتھ کے فاصلہ پر ایک گڈھے مین لگا دین اور برابر اس کو کھود کر درست کرتے رہین، جب یہ بڑھنے لگے اور قضیب موٹی ہو جائے تو اس کو زمین پر پھیلا دین اور آہستہ آہستہ درخت کے قریب کرتے جائین یہان تک کہ وہ اس سے ملجائے اس طرح پر کہ کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو یعنی رفتہ رفتہ بڑھاتے جائین اور اپنے ناخن سے عیون کو ٹونگتے جائین اور صرف ایک آنکھ کو چھوڑ دین، اور اسی طرف زمین کو تھوڑی دور تک کھود دین تاکہ پودے کے لیے ایک راستہ تیار ہو جائے کچھ زمانہ گذرنے کے بعد جب پودہ اچھی طرح لانبا ہو جائے یہان تک کہ شاخین کاٹنے کے قابل ہو جائین تو اس مین سے چند مضبوط شاخون کو چھوڑ دین اور بقیہ کو کاٹ لین،

یہ بیان کیا گیا ہے کہ سفید انگور یا وہ جو مائل بسفیدی ہو یا اس مین کوئی دوسرا رنگ جو سفیدی کے مشابہ ہو ان کے لیے تعریش زیادہ مناسب ہے، بلکہ اولی ہے، اس سے پھل بکثرت آئین گے، لیکن بعض نے یہ کہا ہے کہ جو بیل کہ درخت پر چڑھائی جائے وہ اس سے جو شاخ یا کسی لکڑی پر چڑھائی جائے زیادہ قوی اور عمدہ ہو گی، بعض یہ کہتے ہین کہ وہ انگور کی بیل جو زمین پر پھیلائی جائے اس سے کہین زیادہ افضل ہے جو درخت یا منڈوے پر چڑھائی جائے کیونکہ انگور کو زمین سے خاص الفت ہے

تعریش کے لیے زیادہ ٹھنڈے مقامات مناسب نہین ہین، لیکن وہ شاخین جو نہ چڑھائی
جائین، ان کی ترکیب یہ ہے کہ اول ان کے عیون کو ٹونگ کر پھینک دین اور ہر
شاخ مین صرف ایک یا دو عین یعنی آنکھ باقی رکھین، یہ تدابیر پہلے سال مین زیر
عمل رہین، ان شاخون کے لیے کوئی لکڑی یا بانس قریب مین نصب کر دین اور انکو
کھجور کی پتی سے باندھ دین تاکہ شاخ ٹیک لے سکے اور زمین پر نہ گر سکے بلکہ کھڑی
رہے، کیونکہ اس کے گر جانے سے بہت سے مضر اثرات پیدا ہو جاتے ہین، یہ
طریقہ جڑ کو مضبوط کرتا ہے اور زمین مین اس کو متمکن کرتا ہے، ایک سال کے بعد شاخون
کے اطراف وجوانب کو کدالون سے کھود ڈالنا چاہیئے، تاکہ شاخین بڑھین اور زمین سے
پورے طریقہ پر غذا حاصل کرین، اس سے نمو اور حسن دونون مین زیادتی ہوتی ہے،
ماسی انگور کے پودون کو منتقل کرنے کے متعلق کہتا ہے کہ انگور کو تقویت پہنچانے
اور کچھ دن تک باقی رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا پودا دوسری جگہ منتقل
کیا جائے پھر وہان سے بھی اس سے اچھی زمین مین جو اس کے لیے مرغوب ہو تطعیم
کے لیے منتقل کر دیا جائے، اس سے وہ بڑھے گا اور عمدہ ہوگا، اس کے پودے تیسرے
سال مین منتقل کیئے جائین لیکن بعض دوسرے ہی سال مین منتقل کرنے کو کہتے ہین،
اور یہی اچھا ہے، پودے اچھی زمین سے خراب اور خستہ زمین مین کبھی منتقل نہ کیئے
جائین اس سے پودہ بالکل کمزور ہو جائے گا، جب انگور کی عمر دس سال یا بارہ سال
ہو گی تو اس مین پھل آنا شروع ہوگا، بعض کہتے ہین کہ پندرہوین برس اس مین پھل
آتے ہین لیکن اس کے جلد بڑھنے کے لیے پودون مین ایک عمل کیا جاتا ہے جس سے
آفات سماوی وارضی بھی بفضل اللہ دفع ہو جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ تپھر کی

چٹانون کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لیے جائین اور پودون کے درمیان مین رکھدیئے جائین، اس سے انشاء اللہ سب باتین درست ہوجائین گی،

سوساد کہتا ہے کہ انگور اور اس کے پودون کو تقویت پہنچانے کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ انگور کی وہ پتیان جنہین زبان بھی جمع ہو کیجائین اور کدو، لوکی خطمی کی پتیون کے ساتھ مخلوط کیجائین پھر سب کو دھوپ مین رکھین تاکہ اچھی طرح خشک ہوجائین پھر انکو لکڑی سے کوٹ ڈالین اور ان مین نر کبوتر کی بیٹ اور آدمی کا غلیظ اور گائے کا گوبر یہ سب ایک ایک جز ملائین، اور اس پر پانی بھی چھڑک دین یہان تک کہ اسکا رنگ اور بو دونون متغیر ہوجائین پھر اس کو خشک کرین اور اس مین گھور کی اور راستون کی مٹی ملائین اور السی کی بھوسی ان کے اندر ڈالین، پھر ان سب کو خوب مخلوط کردین اور اچھی طرح کوٹین یہانتک کہ سب مخلوط ہوجائین اور خشک مٹی کی طرح ہوجائین اس کے بعد انگور کی جڑون کو کھودا جائے اور ان مین یہ مٹی ڈالی جائے اور اوپر سے دوسری مٹی بھی ڈال کر اس کو ڈھک دیا جائے اور اس کے بعد جڑون کو پانی سے سیراب کیا جائے، جو پانی کہ جڑون مین آکر رک جائے تو اوپر سے بھی وہی مٹی چھڑک دیجائے، اس سے زمین مین ایک بہترین قوت پیدا ہوجائے گی، جو انگور کے لیے ازحد مفید ہوگی یہ طریقۂ عمل نئے اور پرانے دونون انگور کے لیے کار آمد ہے،

فصل

تخم انگور اور زبیب کے لگانے کا وقت

طامین ہے کہ طامتری کا قول ہے کہ زبیب کے بڑے دانون مین سے

تین یا چار دانے لئے جائین اور یہ سب اوائل جنوری مین گڈھون کے اندر چھپا دیے جائین، اگر اس کا خطرہ ہو کہ سردی ان کو نقصان پہنچائے گی تو ان گڈھون کو چٹائی یا بانس سے گھیر دین،

آدم اور انوخا کا قول ہے کہ تخم نصف فروری سے آخر تک بوئے جاتے ہین اور یہ ابتدا ربیع کا وقت ہوتا ہے اور تخم بونے کا یہی وقت مشرق سے مغرب تک متعین ہے زبیب سے اس کا دانہ نکالکر بوتے ہین، آدم کہتے ہین کہ اسکا تخم روغن زیتون مین سات دن تک بھیگنے کے لیے ڈال دینا چاہیئے، اور ہر گڈھے مین سات دانے سے ۱۲ دانون تک بو دین اور انکو مٹی سے ڈھک دین جسطرح دوسرے مزروعات کے ساتھ عمل کرتے ہین، اس کے بعد پھر ان کو پانی سے کافی طریقہ پر سیراب کرین، اور چار دن کے وقفہ سے دوبارہ سیراب کرین اسی طرح برابر سیراب کرتے رہین، گڈھون مین ان تخمون کے ساتھ اگر جو کا باریک آٹا ڈالدین تو اچھا ہے، بہت زیادہ خشک زبیب کو گرم پانی مین ڈالکر مٹی کے ساتھ پکا ڈالین اس سے وہ ٹھیک ہو جائے گی،

ماسی کا قول ہے کہ فروری کے آخر تک انگور لگایا جاتا ہے، یہی تین دن اس کے لگانے اور بونے کے ہین، اور اسکی خاص زراعت اس سے ذرا قبل ہونی چاہیئے

سوساد کا قول ہے کہ پرانا منقی لیا جائے جس پر ایک سال یا اس سے زیادہ گذر گیا ہو اور اسکو شق کر دین تا کہ تخم نظر آنے لگے اور اسکو ایک وسیع ظرف مین صاف جگہ پر رکھین اور اوپر سے پانی کا چھینٹا دین اگر گرم پانی ہو تو یہ سب سے اچھا ہے بیس گھنٹہ کے اندر کئی مرتبہ پانی سے سیراب کرین، پھر ان کو شق کرین اور بو دین،

یا دوسری صورت یہ ہے کہ سب کو گرم پانی مین ایک مرتبہ ڈالکر اُبال دین اور پھر
پانچ پانچ دانے ایک گڈھے مین لو ئین یا اس سے زیادہ دو یا تین سال کے بعد
ویسی ہی کھاد ڈالین جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے، جب پودہ منتقل کرنے کے قابل
ہوجائے تو اس کو منتقل کر دین،

ط مین ان درختون اور مزروعات کا ذکر ہے جو انگور کے پودون کے درمیان
لگائے جاتے ہین، صغریت کا قول ہے کہ ان کے درمیان ککڑی، کدو
اور خرفہ بو یا جائے تو بہت اچھا ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ سبسے اچھا یہ ہے کہ انکے
درمیان باقلا، ماش، کرسنہ (مٹر) اور لوبیا وغیرہ بوئے جائین، چقندر، کزبرہ
(دھنیا) اور دوسری چھوٹی ترکاریان اگر لگائی جائین تو یہ انگور کے لیے بہت مفید ہو نگی

قوثامی نے لکھا ہے کہ دوسرے سال انگور کے درمیان کوئی ایسا درخت
نہ لگائین جسکی شاخین بڑی ہون یا بکثرت درخت نہ لگائین تاکہ انگور کی زمین مین تنگی
واقع نہ ہو، اور نہ ایسے درخت ہون جو زیادہ سایہ دار ہون جس سے اس پر دھوپ
اور ہوا کا اثر نہ پہنچ سکے، اور سال اوّل مین کوئی پودہ نہ لگائین، انگور کے ساتھ چقندر
کا لگانا بہت نقصان دہ ہے، اسی طرح اس کے ساتھ چنا، شلجم، اور مولی وغیرہ کا لگانا
مضر ہے، چنے مین تو نمک ہوتا ہے اور دونون زمین کی رطوبت کو جذب کر لیتے
ہین، انگور کے ساتھ انجیر کو بھی نہین لگاتے لیکن سرد ممالک مین دونون کو ساتھ
لگاتے ہین، اسی طرح زیتون اور انار کو بھی اس کے ساتھ نہین لگاتے ہین کیونکہ انار
اس کی نشو ونما مین مانع ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ اگر انگور اور دوسرے درخت
کے درمیان بارہ سے پندرہ قدم تک کا فاصلہ ہو تو اس سے کوئی نقصان نہین پہنچیگا،

البتہ جو انگور کہ درختون پر چڑھائے جاتے ہین ان مین اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا چاہیے
تاکہ ہر دو سال کے اندر یہ تمام مذکورۂ بالا پودے لگائے جاسکین، ہان چقندر، شلجم، حنا،
اور مولی وغیرہ کو نہین لگا سکتے، لیکن سال اوّل مین تو کوئی چیز نہین بو سکتے، آیندہ
ہم انشاء اللہ اسکو ذرا تفصیل سے لکھین گے،

ہر قسم کے انگور تمام زمینون مین بوئے جا سکتے ہین، انگور پست زمین مین بھی
اچھا ہوتا ہے، اس کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہے جو سفید ہو اور سیاہی یا سرخی
کی طرف کچھ مائل ہو اور اس مین رطوبت بھی ہو، خالی سفید اور مرطوب زمین مین بھی
انگور عمدہ ہوتا ہے، اور اسی طرح سیاہ زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے۔

قسطوس اور دوسرون کا قول ہے کہ سیاہ اور سرخ رنگ کے انگور کے لیے
وہ یابس زمین جسمین بکثرت کھاد ڈالی گئی ہو مفید ہوتی ہے، اور زرد اور سبز رنگ کے
انگور کے لیے پتلی زمین مناسب ہے، سب سے نرم اور باریک انگور کے لیے پست زمین ٹھیک
ہے، لیکن جس مین سختی ہو وہ مرطوب زمین مین لگایا جائے، وہ مرطوب زمین جسمین
باریک ریت مخلوط ہو اور نہر یا چراگاہون کے قریب ہو اور وہ دبیز زمین جس مین
جانور اکثر شب گذارتے ہین انگور کی مصلح ہوتی ہے،

ارض مین انگور اچھی طرح نہین ہوتا ہے، اور نہ اس زمین مین لگایا جاتا ہے
جس کا مزہ تلخ ہو اور نہ اس زمین مین جو نمکین ہو یا بدبو دار ہو،

فصل

انگور کی زراعت کا طریقہ اور قمری مہینون اور فصلون کے حساب سے اسکے اوقات کا بیان

انگور کی شاخین بذریعہ تطعیم بھی لگائی جاتی ہین اور ان کی تکبیس بھی کیجاتی ہے،

تا کہ جڑ نکل آئے، اس کے بعد استسلاف کے طریقہ پر وہ وہان سے منتقل کیجاتی ہین،
اسی طرح اس کے اوتاد بھی لگائے جاتے ہین اور دوسری چھوٹی بڑی شاخین بھی
لگائی جاتی ہین اور اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، اس کے لگانے کا وقت مختلف ہے،
قمری مہینون کے حساب سے ابتدائے ماہ سے وسط ماہ تک ہے، اور حد سے حد چوبیس
تاریخ تک ہی، ق کا قول ہے کہ انگور قمری مہینہ کے نصف اخیر مین لگایا جاتا ہے،
اس کا دوسرا وقت وہ ہے جبکہ انگور کی فصل بالکل تیار ہو یعنی اکتوبر کے مہینہ مین
خصوصاً اس زمین مین جو ریتیلی ہو یا نمکین ہو،

قوط کا مذہب یہ ہے کہ شاخین فروری اور مارچ مین لگائی جاتی ہین، بعض کا یہ
بھی خیال ہے کہ پست اور نرم زمین مین یہ مارچ اور اپریل کے مہینہ مین لگایا جاتا ہی،

فصل

اشبیلیہ اور اس کے مضافات مین انگور کے لگانیکا طریقہ

قضیب، وتد، تخم یہ سب ایک ایسے درخت سے لیے جاتے ہین، جس مین پھل
بہت زیادہ آتے ہون، اور جسکا رنگ نہایت عمدہ ہو اور سات سال سے دس
سال تک کی عمر کا ہو، شاخ نہ بہت زیادہ اوپر سے اور نہ بہت زیادہ نیچے سے لیجائے
بلکہ وسط حصہ سے لیجائے، یہ شاخین خوشون کے جھنڈ مین واقع ہون، اس کے ساتھ ہی
متوسط درجہ کی موٹی اور نرم ہون، گرہین قریب قریب ہون لیکن سخت ہون، اگر
زیادہ طویل ہون تو درمیان سے کاٹ لیجائین،

ق کا قول ہے کہ ایک قضیب کے دو ٹکڑے نہین لگائے جاتے بلکہ یا تو پوری

قضیب لگادین یا اس کے درمیان کا حصہ لگائین اس کے لیے انگور کے اس درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے جو پھلون سے لدا ہوا ہو اور نہایت خوشنما نظر آتا ہو، اور اس مین سے اچھی شاخون کو چھانٹ کر لگانا چاہیئے، پہلے کلہاڑی سے نشان لگادین پھران کو بوقت ضرورت کاٹ لین، اور فوراً لگادین، اگر غرس مین دیر ہو تو مقام قطع کو یا پوری شاخ کو ایسی زمین مین دفن کردین جسمین معتدل قسم کی نمی ہو، غرس سے قبل شاخون کو بہت زیادہ مرطوب مٹی مین دفن کرنا نہین چاہیئے، اور نہ پانی مین چھوڑنا چاہیئے، اس سے زمین کو پکڑنے مین دقت ہوگی،

اُن شاخون کے لگانے کا طریقہ جو بعد مین دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہین،

اس قسم کی شاخون کو تھالون مین قریب قریب لگانا چاہیئے، اور نہرون کے متصل اور ظروف مین بھی لگا سکتے ہین، خواہ وہ زمین آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا نہر سے سیراب کیجاتی ہو دو سال یا اس سے کچھ زیادہ دن کے بعد پودون کو منتقل کردینا چاہیئے، اور اگر شاخین اس خیال سے لگائی گئی ہون کہ دوسری جگہ منتقل نہ کیجائین تاکہ پودے زیادہ بڑھین، تو ان کو دو طریقون سے لگانا چاہیئے، ایک تو یہ کہ وتد کے ذریعہ سے گڈھا بنائین اور اس کو وتد برنی کہتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پست اور نرم زمین مین جسکی مٹی جزائر کی مٹی کی طرح رتیلی ہو وتد گاڑ کر گڈھے بنائین، وتد برنی اس کو کہتے ہین جس کے سہارے پر انگور کی شاخین لگائی جاتی ہین، اسی طرح بانس کا ایک وتد لیا جائے جو پانچ بالشت لانبا ہو اور کلائی سے کم موٹا ہو، اس کے اوپر کی سمت مین ایک چھوٹی سی سخت لکڑی لگادین،

جو برنی کے مشابہ ہو جائے،

تیار شدہ زمین کے ان مقامات پر جہاں قضیب لگانا چاہتے ہو سوراخ
بناؤ، اور زمین کو پانی سے خوب سیراب کرو اس کے بعد اس وتد کو زمین میں
نصب کرو، یہانتک کہ پورا وتد زمین کے اندر چلا جائے اس کے بعد اس کو
نکالو اور ان سوراخون مین شاخین لگا دو، شاخون کے اطراف وجوانب کو کسی
تیز لوہے سے کاٹ ڈالو لیکن کوئی گرہ یا پوریا آنکھ نہ کٹنے پائے، پھر اس وتد
کو ان شاخون کے اردگرد بار بار نصب کرو تا کہ مٹی اچھی طرح جڑ مین جمع ہو سکے
اور شاخ سوراخ مین مستحکم ہو جائے، اس کے ان منفذون کو خشک ریت یا باریک
مٹی سے بھر دو اور اس پر پانی ڈالدو، اگر اسی حالت پر چھوڑ دیئے جائین تو
دوسری خراب مٹی آجائے گی اور اس سے یہ منفذ بند ہو جائین گے،

دس دن کے بعد اسی جگہ پر ایک عمیق گڈھا کھودا جائے، اور اوسکو
شاخ کی جڑ تک پہنچایا جائے، اور پھر تمام مٹی شاخون کی جڑ مین ڈالدیجائے پھر
موسم سرما کے ہر مہینہ مین اسی طرح کے گڈھے کھودے جائین لیکن وہ پہلے گڈھے
سے کم گہرے ہون، اسی طرح بار بار مٹی ڈالنے سے انگور کی قطار سیدھی ہو جائیگی
شاخون کے درمیان کے بعد اور فرجہ کا بیان آگے آئے گا،

انگور کو گڈھون مین لگانے کا طریقہ،

بعض کی راے ہے کہ یہ طریقہ وتد والی صورت سے اچھا ہے، کیونکہ ہر قسم کی
زمین مین اس پر عمل درآمد ہو سکتا ہے، خصوصًا قوی اور پہاڑی زمینون مین بھی
اس کا عمل ہو سکتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کی شکل کے گڈھے ایک قطار

مین کھودے جائین، اور ہر گڈھے کا طول ایک نیزے کے برابر ہو، گڈھون کی یہ قطار بالکل مستقیم ہونی چاہیئے، اوران کی سمت مشرق سے مغرب کی جانب ہو، شاخون کا درمیانی فاصلہ خواہ گڈھون مین ہون یا پہلی صورت کے سطح ہون سات بالشت رکھنا چاہیئے، یہ فاصلہ متوسط درجہ کی زمین کے لیے کافی ہوگا، اوراس سے زیادہ دس بالشت تک حد ہے، گڈھون کا عمق ساڑھے تین بالشت ہونا چاہیئے، اور انکا طول ایک نیزے کے برابر ہو تاکہ ایک گڈھے مین دو شاخین اس طرح لگائی جائین کہ ایک کا کنارہ گڈھے کے عرض مین ایک لکیر کی طرف پڑے، اور دوسرے کا کنارہ اسی عرض مین دوسری لکیر پر پڑے، ان دونون کی جڑون کو گڈھے کے سفلی حصہ مین جمع ہونے نہ دیا جائے، ورنہ ایک دوسرے کے لیے مزاحم ہوگی، قضیب یا شاخ کو گڈھے کے اندر بشرطیکہ وہ کافی لانبا ہو لٹا دینا چاہیے اور اگر کم لانبا ہو تو اس کا بعض حصہ لیٹانا چاہیئے، شاخ کے اوپر کا حصہ گڈھے کے عرض مین کھڑا کر کے رکھنا چاہیئے، اور اسکو گڈھے سے باہر ایک یا دو گرہ کے برابر نکالدینا چاہیئے، اس کے بعد مٹی سے برابر کر دینا چاہیئے جیسا کہ گذر چکا ہے،

لوگون کا خیال ہے کہ شاخ اگر سخت زمین مین ہو تو اس کو کھاد سے ڈھانک دینا چاہیئے، اور وسط قضیب پر مٹی ڈالکر دونون طرف سے اچھی طرح برابر کردین، نیز دونون کنارون پر مٹی ڈالکر اس قدر دبا یا جائے کہ وہ گڈھے کے نیچے تک پہنچ جائین، یہ بھی کہا گیا ہے کہ لانبی شاخ کو آٹھ سے دس گرہ تک زمین مین دفن کردینا چاہیئے، بشرطیکہ گرہین قریب قریب ہون، گڈھون کے اندر کی مٹی معتدل ہونی چاہیئے

نہ زیادہ مرطوب ہو اور نہ زیادہ خشک ہو، تند اور تیز ہوا مین، انگور کو نہین لگانا چاہیئے،
اگر انگور پہاڑ پر لگایا جائے تو اس کے لیے شاخین ذرا موٹی لینی چاہئین اور کم سے
کم چھ بالشت عمیق گڈھے کھودے جائین اور اسی قطار مین ایک دوسرا گڈھا بھی
کھودنا چاہیئے، اور اسکی ہٹی جڑون مین ڈالدیجائے، تاکہ مٹی جھڑنے کے وقت
ان کی جڑین نہ کھل جائین، یہی عمل تمام ان پودون کے لیے کیا جاتا ہے جو گڈھون
مین بوئے جاتے ہین تاکہ گرمی کی شدت یا زمین کی یبوست نقصان نہ پہنچائے
خصوصًا اس زمین مین جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہے،

ان شاخون کے لیے گڈھے کم گہرے کھودے جاتے ہین جو پہلے مٹی مین
لگائی جاتی ہین اور پھر وہان سے منتقل کیجاتی ہین، بعض کی یہ رائے ہے کہ انگور
کی شاخین پہاڑی یا بلند زمین کے انگور سے حاصل کی جائین، تو بہت بہتر ہے، اور
پھر ان کو مرطب زمین مین لگا دیا جائے،

اور اوتاد انھین منتخب شدہ شاخون سے لیے جاتے ہین، ان کو وسطِ شاخ
سے لینا چاہیئے اور ہر وتد کم سے کم تین یا چار آنکھون کا ہو اور ان کو مٹی کے نئے اور
بڑے ظروف مین لگانا چاہیئے، ان کے لگانے کا وقت ستمبر مین ہے، وتد کا ایک
دو پور زمین کے اندر رہنا چاہیئے، اور ان کو پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے
کسی وقت بھی مٹی خشک نہ ہونے پائے، ایک سال کے بعد یہ اوتاد جڑ کی مٹی
کے ساتھ تھالون مین منتقل کر دیئے جائین، اور اگر ظروف کے بجائے تھالون مین
لگائے جائین تو اچھا ہے، نیز ان کو نہر کے قریب لگانا بھی بہت بہتر ہے،

تخم انگور کے بونے کا طریقہ

خوب پکے ہوئے اچھے انگور کو توڑ کر اس کا تخم نکالیں اور پانی سے دھو کر
اس کو خشک ہونے دیں۔ اور پھر مٹی کے ننھے ظروف میں ان کو زراعت کیلئے
محفوظ رکھیں۔ شفتی کے تخم کو بھی اسی طرح رکھتے ہیں۔ ان کے بونے کا وقت ستمبر
میں ہے اور یہی زمانہ انگور کے پکنے کا بھی ہے۔ مارچ میں یہ اُگنے لگتا ہے، اگر اس کے
[illegible] تو کوئی مضائقہ نہ ہوگا، تاکہ اسکی لکڑی اور سخت ہو جائے گی۔ یہ تخم مٹی کے نئے
اور بڑے ظروف میں اسی طرح بو دیئے جائیں جسطرح کہ گیہوں اور جو بویا جاتا ہے
یہانتک کہ وہ پودے کی شکل اختیار کر لیں۔ تخم تھالوں میں بھی بوئے جاتے ہیں
اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے جس کا ذکر گذر چکا ہے، کچھ دنوں کے بعد
اس کے پودے دوسری جگہ پر منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ انگور جلد تیار ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ دوسرے
سال چند قلموں کو مرکب کر کے منڈوے پر چڑھا دے اور اسی طرح اوتاد بھی مرکب
کر دیئے جائیں۔ انشاء اللہ انگور بہت جلد تیار ہو جائیں گے، لیکن اس کی شاخوں
کی تکبیس اور استسلاف اسی طرح کیا جاتا ہے، جیسا کہ اس سے قبل بتایا جا چکا ہے
تخم کے پودے اور اس کے اوتاد اور اسکی وہ شاخیں جنکی تکبیس اور استسلاف کے
طریقے پر کی گئی ہوں، ستمبر سے مارچ تک کے اندر دوسری جگہ پر منتقل کر دیئے جائیں
اور ان کے لیے مناسب گڈھے کھود دئے جائیں، جو پودہ یا شاخ منتقل کیجاتی ہے،
[illegible] سے عمدہ اور زیادہ پھلدار ہوتی ہے، اکثر درختوں کا یہی حال ہے۔ شاخوں
کا انقلاب اور انکی تکبیس اس وقت کیجاتی ہے جب کہ شاخیں کمزور ہوں تاکہ انکی

جگہ پر دوسری قوی شاخین نکل آئین یا جبکہ زراعت کے لیے جگہ فاضل ہو، بارش کے بعد انگور کے لگانے مین بہت عجلت کی ضرورت ہے، نومبر کے مہینہ مین بعلی (بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی) زمین زراعت کے قابل ہو جاتی ہے،

ص کا قول ہے کہ شاخین جنوری کے مہینہ مین ان زمینون مین لگائی جائین جو نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہین، اسکا مفصل بیان ہم لکھ چکے ہین، انگور کی بڑی شاخ جس مین بہت سی شاخین ہون ایسے عمیق گڈھے مین لگائی جاتی ہے جسمین شاخ پوری سما سکے، اور دوسری شاخین باہر کی جانب نکالدی جاتی ہین اور ایسی شاخ اس وقت لگائی جاتی ہے جبکہ زمین کشادہ ہو، ابتدائے خریف مین اس کا عجلت سے لگانا ضروری ہے، اگر یہ پانی سے برابر سیراب کیجائے تو بہت اچھا ہے، مٹی کیساتھ اگر یہ شاخ منتقل کیجائے تو بہت مفید ہے، سب سے عمدہ انگور نہر سے سیراب ہونیوالی زمین مین ہوتا ہے،

عریش یعنی منڈوے کے انگور بہت اچھے ہوتے ہین، یہ زمین کے انگور سے زیادہ پھلدار ہوتے ہین، اس کا پودا منتقل کیا جاتا ہے، جو پہلے پھل لگا یا گیا ہو، یہ بعلی زمین مین ابتدائے نومبر مین لگایا جاتا ہے، اس کے لیے قبر کی شکل کے چار بالشت گہرے گڈھے کھودے جاتے ہین اور رگون کے نمودار ہونے سے قبل ایک مضبوط منڈوا بنا دیا جاتا ہے اور اسکی حفاظت کیجاتی ہے، پھر تمام عروق کو کاٹ دیتے ہین اور صرف ایک سیدھی شاخ کو چھوڑ دیتے ہین، جس مین ایک ہی قضیب ہو، شاخ اگر جوان ہو تو اس کے بعض حصہ کو گڈھے مین اچھی طرح پھیلا دینا چاہیئے اور بعض کو جو قضیب اسکی کی طرف ہو گڈھے کی سیدھ مین لٹا دینا چاہیئے، اس طرح پر کہ کچھ

حصۂ گڈھے کے علوی حصہ تک پہنچ سکے، اور اگر شاخ زیادہ عمر کی ہو تو گڈھے مین پوری بچھا دیجائے، صرف قضیب کو باہر نکالدیا جائے، اگر یہ ٹوٹ جائے تو اس کو تھوڑا سا دو انگل کے برابر زمین کے اوپر نکالدین تاکہ نشو ونما پا سکے، دو سال کے بعد گڈھے کے ارگرد کی زمین کو کھود ڈالین اور اتنا گہرا کھود دین کہ جڑون تک پہنچ جائین اور دہان جو کچھ بھی گھاس وغیرہ ملے اسکو نوچ کر پھینک دین اور خوب صاف کر دین پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین اور زمین کو برابر کر دین بعض مرتبہ اس طرح پر عمل کرنے سے خدا کی قدرت سے دوسرے ہی سال انگور تیار ہو گیا ہے، منڈوے کا انگور بھی نہر کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین زیادہ اچھا ہوتا ہے، ص کا قول ہے کہ اسکو ایسی زمینون مین جب جی چاہے لگا سکتے ہو، ارض طیبہ مین منڈوے کی ٹٹی تیس قدم کے برابر بلند ہونی چاہیئے، اتنے ہی ان مکانات مین بھی بلند ہونی چاہیئے جنکے صحن چھوٹے ہون اور ان مین گرم ہوا چلتی ہو، پتلی زمین مین اس قدر بلند ٹٹی نہین رکھنی چاہیئے اسی طرح بارد زمین مین بھی جس مین ہوا زیادہ ہو اتنی بلند ٹٹی کی ضرورت نہین ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان کیلئے قدآدم کے برابر ٹٹی کافی ہے دو انگورون کے درمیان پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بشرطیکہ زمین بہت اچھی ہو اگر اس سے کم درجہ کی زمین ہو تو دس ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیئے، عریش کے انگور کی بھی تکبیس کیجاتی ہے، اس طرح پر کہ شاخون کے اطراف وجوانب کو کھینچ کر ایسی جگہ پر لگا دیتے ہین جو اس کے لیے مناسب ہو،

فصل

نیشکر کی زراعت کا طریقہ،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اسکی جڑین آذار یعنی مارچ کی بیس تاریخ تک لگائی جاتی ہین، اندلس کے دیگر فلاحون کی بھی یہی رائے ہے، اس کے لئے وہ پست زمین موافق ہوتی ہے جو دھوپ والی ہو، پانی سے قریب ہو، اسکی جڑین اور اس کے قصب دونون لگائے جاتے ہین، لگانے سے قبل زمین کو خوب اچھی طرح درست کر لینا چاہیئے، اور پھر تین گڈھے علیحدہ علیحدہ کھودے جائین بعض نے یہ لکھا ہی کہ دس چھوٹے چھوٹے کنوئین کی شکل کے گڈھے کھودی جائین اور ان مین زیادہ مقدار مین باریک اور متعفن کھاد ڈالین بعض نے صرف گوبر ڈالنے کی رائے دی ہی، ان کیلئے حوض تھالہ بھی بنایا جاتا ہے جسکا طول دس ہاتھ اور عرض پانچ ہاتھ رکھا جاتا ہے،

غ کا قول ہے کہ اگر اسکی جڑ لگائی جائے تو اس کو اکھیڑ لینا چاہیئے اور تھالون مین اس کے قد کے انداز سے گڈھے کھود دیئے جائین اور ان مین رکھکر اوپر سے تین انگل کے برابر مٹی اور کھاد ڈالین اور دو جڑون کے درمیان ڈیڑھ ہاتھ کا فاصلہ رکھا جائے اور ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کیا جائے، جب وہ ایک بالشت کے قریب بڑھ جائے تو زمین کو پھر کھودین اور بکری کی کھاد زیادہ مقدار مین ڈالین، اور آٹھوین دن پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، اکتوبر کے مہینہ تک سیراب کرین، اس کے بعد سیراب کرنا چھوڑ دین زیادہ پانی ڈالنے سے شیرینی کم ہو جاتی ہے،

اس کے قصبے کے (جسکو ٹون کہتے ہین) لگانے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کا
وہ حصہ اختیار کیا جائے جس مین گرہین قریب قریب ہون اور موٹائی زیادہ ہو
کیونکہ جتنی زیادہ گرہین ہونگی اسیقدر جلد نشوونما پائے گا اور جسقدر موٹا جسم ہوگا
اسی قدر مادہ زیادہ ہوگا، یہ قصبے کاٹنے کے بعد مٹی مین دفن کردیئے جائین،
اور کوئی حصہ کھلا نہ رہے، ابتداے مارچ تک اسکو اسی حال مین چھوڑ دین، اس کے
بعد وہ نکالے جائین اور ان کے ٹکڑے کئے جائین، ہر ٹکڑا دو بالشت لانبا ہو،
بعض نے یہ کہا ہے کہ ہر ٹکڑے مین کم سے کم تین گرہین ہون یا بقول بعض چھ گرہین
ہون، یہ ہاتھ سے چھیلا جائے، لوہا لگنے نہ پائے، ان ٹکڑون کو حوض مین لگادیا جائے
کم سے کم چار پور زمین کے اندر رکھے جائین اور بقیہ اوپر رکھا جائے اس کے بعد
ان پر گائے کا گوبر چھڑکا جائے اور ہر دو ٹکڑون کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ
رکھنا چاہیئے، یہ عمل موسم خریف مین ستمبر اور اکتوبر کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، اور
بقول بعض دسمبر مین کرنا چاہیئے، ان ٹکڑون کو پانی سے اس وقت تک سیراب
کرتے رہنا چاہیئے جبتک یہ بڑھ نہ جائین،

غ کا قول ہے کہ ان حوضون مین مربع گڈھے کھودے جائین جنکی شکل ستارہ
کی طرح ہو، ہر گڈھے مین چار ٹکڑے بچھا دیئے جائین اس کے بعد اوپر سے
چار انگل مٹی اور کھاد ڈالدین، اسی طرح تمام ٹکڑے لگائے جائین، یہ مشرقی
ممالک اور ان مقامات پر جہان آفتاب کی حدت زیادہ ہوتی ہے لگایا جاتا ہے
اس کے لیے مارچ اور فروری کا مہینہ بہت مناسب ہے، ہر آٹھوین دن خصوصیت
کے ساتھ میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہین اور اپریل تک اس کو دوبارہ نہ

کھو دین، البتہ مئی کے مہینہ مین پھر کوڑین اور اگر سیرابی کے قبل ہر آٹھوین دن کوڑا کرین تو بہت اچھا ہے اور اس وقت سیراب کرنا بہت اچھا ہے جب کہ اسکی سبزی خاکی رنگ سے بدلجائے، اگست کے مہینہ مین اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے، جو پودے کہ کمزور ہون ان کو اکھاڑ ڈالنا چاہیئے، تاکہ دوسرے قوی تر ہوسکین،

وقصب کے لگانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان ٹکڑون کو کھڑا کرکے لگایا جائے، اس سے یہ جلد بڑھین گے، گنے کو ہر سال جنوری مین کاٹنا چاہیئے، ابن حجّاج کا قول ہے کہ یہ تین سال کی عمر کا ہوتا ہے، ابن عوّام کا قول ہے کہ اسکی جڑون کو زمین کو اچھی طرح درست کرنے کے بعد لگاتے ہین، زمین مین بھیڑ و بکری کی مینگنیان ڈالتے ہین بلکہ بہتر یہ ہے کہ بھیڑین اور بکریان اسی جگہ شب مین باندھی جائین اور جہان پر مینگنیان ہون اسی جگہ پہ گڈھا کھودا جائے غرضکہ زمین کی تعمیر مین پوری کوشش کرنی چاہیئے، اور جنوری مین اسکو سیراب کرنا چاہیئے، اور پانی کو جذب ہونے دینا چاہیئے، ہر سال یہ تدبیر اختیار کرنے کی ضرورت نہین ہے بلکہ ایک ہی مرتبہ یہ عمل کرنے سے انشاء اللہ بہت بڑا فائدہ ہوگا،

شکر بنانے کی ترکیب، ابن حجّاج کا قول ہے کہ جب اوکھ تیار ہوجائے اور جنوری کا مہینہ بھی آجائے تو اس کے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہیئے، اور معصر (کولھو) یا اس کے مشابہ کسی چیز سے اسکو دبا کر نچوڑنا چاہیئے جب خوب عرق نکل آئے تو اسکو ایک بڑی صاف کڑاہی مین رکھ کر آگ پر چڑھا دینا چاہیئے، جب خوب جوش مارنے لگے تو اتار کر میل چھانٹ دینا چاہیئے اور دوبارہ آگ پر رکھدینا چاہیئے

یہانتک کہ کل کا چوتھا حصہ خشک ہوکر باقی رہجائے اسکے بعد اسکو مٹی کے پیالون مین بھر دینا چاہیئے، اور سایہ مین رکھنا چاہیئے، یہانتک کہ وہ جم جائے پھر پیالون سے نکالکر سایہ مین رکھدینا چاہیئے، اور الٹ پلٹ دینا چاہیئے، اسکا فضلہ گھوڑون کو کھلایا جاتا ہے جس سے وہ فربہ اور موٹے ہوتے ہین،

فصل

موز (کیلا) کے لگانے کا طریقہ،

خؔ کا قول ہے کہ موزؔ کے پتے بہت بڑے ہوتے ہین اور اس کے کنارے ذرا گول اور باریک ہوتے ہین، پتون کا طول بارہ بالشت ہوتا ہے، اور انکا عرض تین بالشت ہوتا ہے، طؔ امین ہے کہ اس کے لیے سیاہ رنگ کی نرم زمین بہت موافق آتی ہے جس مین کسی قسم کا ذائقہ نہین ہوتا ہے، اس قسم کی زمین ہمیشہ نگرانی اور حفاظت کی محتاج ہوتی ہے، اس کے لیے مغربی اور شمالی ہوا خصوصیت کیساتھ نقصان دہ ہے، لیکن مشرقی اور جنوبی ہوا مفید ہے، موزؔ کی جڑ مین پیاز کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے، جسکو ٹوٹنا کہتے ہین، وہی کاٹ کر بوئی جاتی ہے، اسکی دوسرے طریقہ پر بھی زراعت ہوتی ہے، اس طرح پر کہ کوئی اچھا پھل لیا جائے اور اس کے ساتھ اروی کی جڑ لیکر بہیں ڈالی جائے اور دونون کو ایک کرہ کی شکل بنائی جائے اس کو زمین مین بو دیا جائے، اور برابر سیراب کیا جائے، انشاء اللہ اس سے موزؔ پیدا ہوگا، اس کی زراعت کے اور بھی طریقے ہین، خؔ کے علاوہ دوسرے فلاحین اندلس کی یہ رائے ہے کہ موزؔ بارد مقامات مین نہین ہوتا، البتہ گرم مقامات اسکے لیے

موافق ہوتے ہین، نیز بعض سواحل بحر کی وہ زمین موافق ہوتی ہے جو پست اور تر ہو،
غؔ کا قول ہے کہ موزؔ کی جڑ مین پیازی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے وہ بوئی جاتی ہے،
نیز وہ نباؔت بھی بوئی جاتی ہے جو موزؔ کی جڑ مین نکلتی ہے جیسے اروؔی کے درخت مین
نکلتی ہے،

خؔ اور غؔ اور دوسرون کا قول ہے کہ سب سے پہلے زمین کو خوب درست کر لیا جائے
اور اس مین حوض (تھالے) بنائے جائین اور تپلی کھاد ڈالی جائے، یہ حوض قبلہ رخ
دیوار کے متصل بنائے جائین جو دھوپ کی سمت پر ہون اور اس کے بعد پانی سے
سیراب کئے جائین، اگر وہی نبات لگائی جائے تو اس کو مارچ کے مہینہ مین جڑ سے
اُکھیڑ لینا چاہیئے، اور ان کو حوض مین دو یا تین بالشت کے گڈھے کھود کر لگا دینا چاہیئے
اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، پھر مٹی اور کھاد سے
گڈھون کو بھر دینا چاہیئے، لیکن زیادہ سختی سے مٹی نہ روندی جائے کیونکہ یہ جڑین
بہت نرم ہوتی ہین، پانی سے اس دن خوب سیراب کرنا چاہیئے، اس کے
بعد ہر چوتھے دن مارچ کے مہینہ تک پانی ڈالنا چاہیئے، پھر ہر آٹھوین دن پانی
ڈالا جائے اور کھاد بھی ڈالی جائے، موسم سرما مین شب کے وقت اولہ برف،
اور پتھر سے محفوظ رکھنے کے لیے اسکو کسی چیز سے مستور کر دین لیکن دن کو کھول دین
تاکہ دھوپ کی حدت سے نشو و نما پائے،

اور اگر پیازی شکل کی جڑ لگائی جائے تو اس کا بھی یہی طریقہ ہے، بعض نے
یہ کہا ہے کہ وہ تر زمین مین لگائی جائے اور اس وقت تک سیراب کیا جائے
جب تک پودہ دس بالشت کا نہ ہو جائے، غؔ کا قول ہے کہ موزؔ کا درخت دنیں

بالشت تک بڑھتا ہے اور دو سال کے بعد تیار ہو جاتا ہے، اس مین اوپر کی جانب ایک بڑا خوشہ (گھوڈ) نکلتا ہے جسکا وزن پچاس رطل یا اس سے کم ہوتا ہے. یہ گھرون مین لٹکا دیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ پکنے لگتا ہے، موز کا خوشہ جب کاٹ لیا جاتا ہے تو وہ شاخ جس مین یہ معلق ہوتا ہے گر پڑتی ہے. لیکن پھر دوسری شاخ فوراً اپھوٹنے لگتی ہے،

یہ تکبیس کو قبول نہین کرتا ہے، یہ پانی کی کثرت کو پسند کرتا ہے بلکہ خشکی اسکے لئے مضر ہے. یہ اروی کے کھیت مین ہوتا ہے جسکی جڑ شلجم کے مانند گول ہوتی ہے، یعنی جو گھیان کہلاتی ہے، کیونکہ دونون کی زراعت کا طریقہ ایک ہے، اور ان دونون مین ترکیب کا بھی عمل ہو سکتا ہے.

فصل

قصب بیان کی زراعت کا طریقہ،

قصب بیان کو قصب فارسی بھی کہتے ہین (اردو مین بانس کہتے ہین)، اسکے لیے مرطوب اور ریتیلی زمین مفید اور کار آمد ہے جو نہر کے قریب واقع ہو بلکہ اکثر نہر کے کنارون پر، پانی کے راستون پر اور پست مرطوب زمینون مین اُگتا ہے، لیکن نرکل کے لیے جسکا قلم بنایا جاتا ہے خشک زمین مفید ہوتی ہے، اس جگہ پر وہ سخت ہوتا ہے. اس کے خلاف جگہ پر اس مین نرمی آجائے گی، عمارتون اور انگور کے منڈوون کے لیے بانس کی بڑی ضرورت پڑتی ہے، ان کے علاوہ بھی اس کے بہت سے فوائد ہین، یہ بارد مقامات مین اچھا نہین ہوتا ہے، یہ اسی طرح

لگایا جاتا ہے جیسے نیشکر لگایا جاتا ہے یعنی اسکی جڑ اور اس کے ٹکڑے دونون لگائے جاتے ہین، اسکی جڑ جنوری یا فروری کے مہینہ مین اکھیڑ کر لی جاتی ہے، اس سے زیادہ اکھیڑنے مین تاخیر نہ کیجائے، لگانے سے قبل زمین کو اچھی طرح درست کر لینا چاہیئے، ان کو لکیرون مین لگایا جائے ہر دو لکیرون کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، ان لکیرون کے درمیان گڈھے کھود دلئے جائین اور انھین گڈھون مین جڑین لگا دیجائین اور اوپر سے تین انگل مٹی ڈالدیجائے، اور ہر دو گڈھے کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس کے بعد ان کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور ایسا عمل موسم خریف مین ابر کے دن کرنا چاہیئے، اس کے بعد چوپایون کی کھاد اور خصوصاً گائے کا گوبر ڈالا جائے، اور بار بار پانی سے سیراب کیا جائے، یہانتک کہ پودا نمودار ہو جائے

خ کا قول ہے کہ ہر چوتھے دن اسکو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے یہانتک کہ بڑھنے لگے پھر ہفتہ مین ایک دن سیراب کرین اور یہ سلسلہ موسم گرما تک جاری رکھین، زمین کو وقتاً فوقتاً کوڑتے رہنا چاہیئے، اول خریف مین بانس کاٹا جاتا ہے، اور اکتوبر کے بعد اسکا نہ کاٹنا مضر ہے، سال آئندہ اس کے خراب ہونے کا خطرہ ہے اسی طرح اس کا کوئی حصہ زمین پر باقی نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ بھی اس کے لیے مضر ہے،

بانس کے خود ٹکڑے بھی لگائے جاتے ہین بشرطیکہ وہ سبز ہون یعنی تازے ہون، اس طریقہ پر کہ اسکے کئی ٹکڑے کر دیئے جائین ہر ایک مین کم سے کم دو گرہین ہون اور پھر ان کو لکیر کے گڈھون مین لگا دین، اور بقیہ عمل وہی

کرین جو اس سے قبل بتایا گیا ہے، اس سے بھی اچھے بانس تیار ہون گے،
خ کا قول ہے کہ اگر تم بانس کی زمین کو بیکار رکھنا نہین چاہتے تو بانس کے کاٹنے کے بعد جو حصے زمین پر باقی رہجائین اور کٹ نہ سکین ان کو اکتوبر کے مہینہ مین زمین کی گھاس وغیرہ ڈالکر جلا ڈالین بشرطیکہ اس مین گھاس وغیرہ نہو، زمین پر جو گھاس ہو اس کو جلا ڈالین، اگر یہ زمین بالکل صاف ہوجائے اور اس مین گھاس وغیرہ نہ رہے تو جو اور باقلا کی زراعت بغیر زمین کی تعمیر کے، ہوسکتی ہے، ان کے کاٹنے کے بعد اسکو کھودنے کی ضرورت پڑیگی، بانس کو اس مقام پر نہین لگانا چاہیئے جہان پر دھوان پہنچتا ہو، اس سے اس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین اور اسکو خراب کر دیتے ہین،

فصل

درڈار کی زراعت کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اسکی تین قسمین ہین، ایک وہ ہے جسمین پھل نہین ہوتا ہے اور دوسرے وہ جس مین پھل ہوتے ہین، وہ دو طرح کے ہوتے ہین ایک کا پھل موٹا ہوتا ہے اور دوسرے کا پتلا ہوتا ہے، اس کا بعض اطبار نے السنتہ العصافیر (زبان کنجشک) نام رکھا ہے لیکن بعض یہ کہتے ہین کہ لسان العصافیر کے درخت یہی ہین اور اس مین صرف مشابہت ہوتی ہے، درڈار کی پتیان بادام کے پتے کے مشابہ ہوتی ہین،

[1] اسکو فارسی مین کنجک اور ہندی مین بیولا کہتے ہین بعض لوگون نے اسکو گولر کہا ہے لیکن یہ صحیح نہین ہے محیط ۱۲

ص، خ اور غ نیز دیگر فلاحین نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے کہ اس
درخت کے لیے مرطوب اور تر زمین مفید ہے، یہ زمین خواہ پہاڑ پر ہو یا نہ ہو،
دونون حالت مین نشیب مین ہونا چاہیئے، یہ بھی نہر کے کنارے اور پانی
کے راستون پر یا اس کے قریب لگایا جاتا ہے،

ورّوار کے اوتاد اور اسکی مکبس شاخین لگائی جاتی ہین، نیز اس کے عروق
نوچ کر لگائے جاتے ہین، اس کا پودہ جنگل سے باغون مین منتقل کیا جاتا ہے
اس کے ساتھ اسکی مٹی بھی لائی جاتی ہے، اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہین، جنوری
اور فروری مین تخم ظروف مین بوئے جاتے ہین، اس کے پودے اور مکبس
شاخین مذکورۂ بالا زمین مین منتقل کیجاتی ہین، اس مین گڈھے کھود کر لگائے جاتے
ہین، دو درختون مین کافی فاصلہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ درخت بہت بڑا ہوتا ہے
اس کے اوتاد تھالون مین لگائے جاتے ہین اور پانی کے مقامات پر بھی لگائے
جاتے ہین، جب بڑھ جاتے ہین تو پھر منتقل کئے جاتے ہین، یہ تمام عمل فصل خریف
مین ہونا چاہیئے، تاکہ بارش کے پانی سے غذا حاصل کر سکے،

اپنے ہم جنس کے ساتھ ترکیب کو بھی قبول کرتا ہے، خصوصًا پستہ، مشتہی اور
ارز کے ساتھ اکثر مرکب ہوتا ہے، اس درخت کے لیے پانی کی بڑی
ضرورت ہے کیونکہ یہ ربیعی ہے،

فصل

صفیرا کی زراعت کا طریقہ اسکو دلب بھی کہتے ہین

غ کا قول ہے کہ صفیرا کی چند قسمین ہین بعض تو پانی مین ہوتے ہین اکی

پتّیان بستانی توت کی پتیون کی طرح ہوتی ہین، صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ یہ اس سے قد مین چھوٹا ہوتا ہے، بعض پھلدار ہوتے ہین اور بعض مین مطلقًا پھل نہین ہوتے، اس کے پھل کھائے نہین جاتے کیونکہ ان مین زہر بھرا ہوتا ہے، البتہ صَفیرار کی پتیون سے چیزین رنگی جاتی ہین، اور یہ نفع بخش ہوتا ہے، ظاہر ہی کہ دلب[1] (چنار) جنگلی درختون مین سے ہے، اسکی لکڑیان بہت مضبوط اور سخت ہوتی ہین، حتّٰی کہ انکا چیرنا بہت دشوار ہوتا ہے، موسم سرما مین یہ درخت بہت بڑھتا ہے لیکن اس مین کوئی پھل نہین ہوتا ہے جس سے کسی قسم کا نفع اُٹھایا جائے، چونکہ یہ پانی ہی مین ہوتا ہے اسلیے سیراب کرنے کی ضرورت باقی نہین رہتی ہے، اسکی لکڑیان نادر الوجود ہوتی ہین، اگر دلب کی پتیان اور اسکی تازہ شاخین اس جگہ پر جلائی جائین جہان پر شیر ہو تو اسکی بو سے وہ فورًا بھاگ جائے گا، اسی طرح چمگادڑ بھی بھاگتا ہے، اسکی ہوا سے کیڑے سب مرجاتے ہین، یہ سبزی کے کھیت اور باغون کے لیے بہت مفید ہے، چیونٹیان بھی اس کے نزدیک نہین آتی ہین، اندلس کے فلاحون کی رائے یہ ہے کہ صَفیرار کے لیے پست زمین نہر کے کنارے، اور پانی کے راستے یہ سب موافق ہین، غرضکہ ہر وہ جگہ مناسب ہے جہان پر پانی پہنچ سکتا ہو، اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے اور پودے بھی لگائے جاتے ہین، اور اسکی شاخین نہر کے گدے پانی مین بھی لگائی جاتی ہین، یہ فدری مین ظروف اور حوضون مین بھی لگایا جاتا ہے اور مارچ مین اس کا پودا اگڈھون

[1] ابن بیطار نے لکھا ہی کہ دلب اور صَفیرار ایک نہین ہی اور یہی رائے صاحب محیط کی ہے، صَفیرار کا اب وجود نہین ہی دلب جسکو ہندی مین چنار کہتے ہین پایا جاتا ہی دونون کے خواص مین بہت فرق ہے، "مترجم"

مین منتقل کیا جاتا ہے، ایک دوسرے کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ درخت زیادہ بڑھتا ہے اور جڑین پھیلتی ہین، بقیہ عمل وہی ہی، پانی کی کثرت اس کے لیے مفید ہے، اسکا نہ وتد لگایا جاتا اور نہ تکبیس کیجاتی ہے، نہ یہ مرکب ہوتا اور نہ کوئی دوسرا درخت اس کے ساتھ مرکب کیا جاتا ہی، اس کے پودے اکتوبر کے مہینہ مین نہر کے کنارون سے لائے جاتے ہین جبکہ پتیان جھڑ جاتی ہین، خ نے بیان کیا ہے کہ دردار، دفلی، حنہ احمر وغیرہ کا بھی یہی حال ہے،

فصل

دفلی کی زراعت کا طریقہ (اسکو فارسی مین خرزہرہ اور ہندی مین کنیر کہتے ہین،

خ کا قول ہے کہ یہ انسان اور حیوان کے لیے سمّ قاتل ہے، کھانے کے ساتھ ہی ہلاک کر دیتا ہے، اسکی پتیان پانی مین ابالی جائین اور پھر اس سے غسل کیا جائے تو تمام کیڑے مثلاً چلر اور جوئین وغیرہ مرجائین گے، ط مین ہے کہ دفلی کا دوسرا نام شجرۃ مبارکہ بھی ہے، یہ ایسا درخت ہے کہ جس مین اونٹ، خچر اور گدھے کے لیے زہر ہلاہل ہے، اس کے پھل نہین ہوتے، بلکہ سرخ رنگ کے پھول ہوتے ہین، جس مین سمیت بہت زیادہ ہوتی ہے، یہ اصلاح اور درستگی کا محتاج نہین ہے، اگر اس کو تم تقویت پہنچانا چاہتے ہو تو اسکی جڑ مین پیشاب اور پانی ملا کر ڈالو، بعض نے یہ لکھا ہے کہ یہ بڑا منحوس درخت ہے، بعض کے پھول سفید اور لکڑی خاکی رنگ کی ہوتی ہی، بعض کا یہ قول ہی کہ یہ عفار کی طرح ہوتا ہی،

فصل

بشم اسود اور ابیض نیز صفصاف کی زراعت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ صفصاف کو خلاف (بید) بھی کہتے ہین اور رومی زبان مین اسکو شانیح کہتے ہین، ابن حجاز کا قول ہے کہ خلاف کی ایک قسم عرب ہے جس کو عجمی زبان مین سالج کہتے ہین، اس کے علاوہ خلاف کی اور بھی قسمین ہین، انہین سے بعض کے پتے بادام کے پتون سے بھی بڑے ہوتے ہین، ان کے اندر سفیدی ہوتی ہے اور ظاہر جسم مین سبزی اور سفیدی دونون ہوتی ہی اور دوسری قسم وہ ہے جس کے پتے سرخ اور زرد ہوتے ہین، صفصاف کی لکڑی نرم اور کھوکھلی ہوتی ہے اور اس مین اتنی بھی چوڑائی نہین ہوتی ہے کہ اس کو انگور کے منڈوے مین باندھ سکین، ط مین ہے کہ خلاف کے پھول سخت ہوتے ہین، اس کے پتے زیتون کے پتون کے مثل ہوتے ہین، بلکہ ان سے زیادہ چوڑے اور بڑے ہوتے ہین، اس مین پھل نہین ہوتے ہین، لوگ اسکی لکڑیون سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہین، صفصاف اور بشم کے تمام اقسام کے لیے پست اور مرطوب زمین نرم زمین اور ریتیلی زمین تینون مفید ہوسکتی ہین، نیز اگر یہ پانی کے راستون مین یا کنوئین کے نزدیک لگائے جائین تو بھی بڑھین گے، اس کے پودے بھی لگائے جاتے ہین، اور اسکی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور ان مین سے جدید اور نرم شاخ کا انتخاب کیا جاتا ہے، بڑی لانبی اور گرہدار شاخون کے لگائے

سے اجتناب کرنا چاہیئے، جو اسی طرح لگایا جاتا ہے جیسے صفصاف لگایا جاتا ہے،
طاہین ہے کہ درخت سخت اور شیرین زمین کو بھی پسند کرتا ہے، ان ممالک مین
جہان سردی کم پڑتی ہے اس کے لگانے کا وقت ابتدائے فروری سے آخر مارچ تک ہے،
اسکے پودے پانی کے راستون پر لگائے جاتے ہین اور ہر تیسرے دن سیراب کیئے
جاتے ہین، اسکی شاخ تمام چھوٹی شاخون کی طرح لگائی جاتی ہین جیسے انگور
کی شاخین وتد کے ذریعہ سے لگائی جاتی ہین، پہلے وتد کو گاڑ دیا جاتا ہے پھر
اس کو اکھاڑ کر اس مین شاخ لگائی جاتی ہے، بتّم اسود کے پتے چوڑے ہوتے
ہین، یہ پھلدار نہین ہوتا ہے اور یہ مذکر کہلاتا ہے، اسکی مؤنث کو عبعب کہتے
ہین، اس کے لیے وہی مواقع مفید ہین جنکا ذکر ہو چکا ہے، ابیض اور اسود دونون
کے اوتاد، ملوخ اور لواحق لگائے جاتے ہین، انکی تکبیس بھی ہوتی ہے، جب
پتیان جھڑ جائین تو خریف مین یہ لگائے جاتے ہین، بعض نے کہا ہے کہ جنوری
مین ایسا کرنا چاہیئے، ہر دو درخت قریب رکھے جاتے ہین، فاصلہ چھ ہاتھ
سے زیادہ کا نہ رکھنا چاہیئے،

فصل

علیق (اچھو) اور ورد جبلی کی زراعت کا طریقہ

(یہ دونون باغ کے اطراف مین لگائے جاتے ہین)

علیق تو معروف ہے لیکن ورد جبلی اور علیق الکلب کو اہل طب نسرین کہتے
ہین، (اردو مین سیوتی کہتے ہین) ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ورد جبلی گلاب کے

مشابہ ہوتا ہے ایک سال کے بعد وہ تعلیق ہوجاتا ہے اور اس کا پھل تہنی کے
مشابہ ہوتا ہے، اور چہرے کی طرح سرخ ہوتا ہے، اس کا کنارہ نوکیلا ہوتا ہے
پھل کے اندر روئی کی طرح کا گودا ہوتا ہے، اور پھول سفید گلاب کے مانند ہوتا ہے
لیکن تھوڑی سی سرخی بھی ہوتی ہے، ص اور خ مین ہے کہ ان دونون کیلئے
وہ زمین موافق ہوگی، جو اس زمین کے مشابہ ہو جس مین یہ خودبخود اُگتے ہون،
ان دونون کے پودے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرکے لگائے جاتے
ہین، ان کی شاخین بھی کاٹ کر لگائی جاتی ہین، اور ان کے تخم بھی بوئے جاتے
ہین، تخم بونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب پھل تیار ہوجائین تو ان کو نچوڑ کر دھو دیا جائے
اور ان کے اندر سے بیج نکالکر خشک کرلیے جائین، پھر یہ اکتوبر کے مہینہ مین بارش
کے قبل بعلی زمین مین لکیرون کے اندر بو دیئے جائین، جیسے لکیردار کمل وغیرہ
ہوتے ہین، بونے کے بعد ان کو مٹی اور ریت سے ڈھک دیا جائے اور
بارش تک پانی سے خوب سیراب کیا جائے، یہ جنوری مین بھی بویا جاتا ہے،
ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان کے پختہ پھلون کو مضبوط شاخ کے ساتھ زمین
مین دفن کردیا جائے، اور اوپر سے مٹی ڈالی جائے، اس کے بعد سیراب کیا
جائے یہانتک کہ اُگنے لگے اگر نمو کم ہو تو اس شاخ کو دوسری خالی جگہ پر لیجائین
جیسے تکبیس کا طریقہ ہے، اگر یہ سب عمل خریف مین کئے جائین تو بہت اچھا ہو
تاکہ پانی سے غذا اس وقت بھی حاصل کرین اور بعد مین بھی حاصل کرین،

فصل

زعرور کی زراعت کا طریقہ،

یہ پہاڑون اور پتھر کی چٹانون مین اگتا ہے، اس کے پھل گہرے سرخ اور گہرے زرد رنگ کے ہوتے ہین، ان کے اندر نرم گٹھلی ہوتی ہے اکثر دو دو گٹھلیان ہوتی ہین، یہ درخت ہر سال درستگی کا محتاج ہے، اس لیے ہر سال زمین کو اور درخت کو درست کرتے رہنا چاہیئے، اسکی پتیون اور شاخون کو کسی تیز لوہے سے کاٹنا چاہیئے، کیونکہ لوہا لگنا مضر ہے اگر کوئی خراب لوہا اثر کر گیا تو پھر تمام شاخین خراب ہو جائین گی، اس کے لیے کوئی کھاد موافق نہین ہوتی ہے، اس مین چند بیماریان بھی پیدا ہوتی ہین ایک تو یہ ہوتا ہے کہ تمام پتیان زرد ہو جاتی ہین اور سب کی سب بالکل مرجھا جاتی ہین اور پھل ٹپکنے لگتے ہین، اسکا علاج یہ ہے کہ جب یہ کسی باغ مین ہو تو اس کے اطراف کو کھود ڈالنا چاہیئے اور ان گڈھون کو پہاڑ کی مٹی یا سخت زمین کی مٹی سے جسمین ریت اور کنکر بھرے ہون پر کر دینا چاہیئے، یہ اس وقت درست ہوگا جبکہ یہ کسی پہاڑ سے منتقل کر کے لایا گیا ہو اگر کسی دوسری جگہ سے منتقل کیا گیا ہو تو اسی جگہ کی مٹی گڈھون مین ڈالنی بہتر ہے، اس نئی مٹی کے ڈالنے کے بعد اس مین پھر تر و تازگی آجائے گی، اگر یہ ایک باغ سے دوسرے باغ مین جو اس کے مانند ہو منتقل کیا جائے تو یہ پودہ کمزور ہوگا، اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ گرم پانی اور خون کا چھڑکاؤ کیا جائے

لہ فارسی مین کیل اور کالنج کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ بیر کی ایک قسم ہے،

اور اگر پہلی زمین کی مٹی لاکر ڈالی جائے تو صرف ایک مرتبہ ڈالنا کافی نہ ہوگا بلکہ بار بار ڈالنا چاہیئے، پہلے مٹی ڈالکر دس دن تک چھوڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد پھر کھودنا چاہیئے، اور پہلی مٹی کو جو نکالکر رکھی گئی ہے، دو بار ڈالنا چاہیئے اس طرح بار بار ڈالتے رہنا چاہیئے یہانتک کہ مٹی کافی مقدار مین جمع ہو جائے، اس کے بعد ان مین قوت پیدا ہو جائیگی،

فصل

عوسج کی زراعت کا طریقہ،

عوسج اکثر باغ اور انگور وغیرہ کی حفاظت کے لیے اطراف وجوانب مین لگایا جاتا ہے، اسکی چند قسمین ہین، کسی کا پھول سفید ہوتا ہے، کسی کا سرخ ہوتا ہے، کوئی پھلدار بھی ہوتا ہے، اس کے پھل جمع کرکے کھائے جاتے ہین، جب یہ بہت پرانا ہو جاتا ہے تو اس مین گہرے سرخ رنگ کے پھل نمودار ہوتے ہین، جو چنے کے برابر ہوتے ہین، ذائقہ مین بہت لذیذ ہوتے ہین، عرب اس کو مصنع کہتے ہین، اس سے قبل گذر چکا کہ عوسج کا طریقۂ زراعت وہی ہے جو علیق کا ہے، دگیلانی کی رائے ہے کہ عوسج اور علیق دونون ایک ہی چیز ہے، لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ ان مین فرق ہوتا ہے، فارسی مین عوسج کو سفید خار کہتے ہین کیونکہ یہ خار دار ہوتا ہے،)

باب ہشتم

ان درختون کی ترکیب کے بیان مین جنکے اوصاف مشترک ہوتے ہین اور ترکیب کے اصول اور اسکے اختلافات کے بیان مین

ابن حجاج رحمہ اللہ نے مقنع مین لکھا ہے کہ دمیقراطیس نے ترکیب کا نام انتساب رکھا ہے اور قسطوس نے اضافۃ، اور یونیوس نے تطعیم رکھا ہے لیکن صرف مرسیال نے ترکیب کو ترکیب کہا ہے، اسکی تین قسمین ہین، لیکن ان مین وہ صنف داخل نہین ہے جسکا نام یونیوس نے ترکیب النقب رکھا ہے، یہ انگور کے لیے استعمال کیجاتی ہے، جسکا ذکر آئے گا، ان تین قسمون مین سے ایک یہ ہے کہ چھال اور لکڑی مین علاقہ پیدا کیا جائے، چھال بہت موٹی ہو اور اس مین رطوبت برابر جاری رہے، جسکا اثر لکڑی پر بھی ہو، یہ طریقہ زیتون کے لیے ہمارے ملک مین بہت مفید مانا گیا ہے، اور دوسری یہ کہ کسی شاخ کو لیکر اس کا چھلکا نکالدیا جائے اور اس کا عین جو گرہ کی شکل مین رہ جائے باقی رہنے دیا جائے، اس کے بعد اس شاخ کو دوسری چھلی ہوئی شاخ مین مرکب کردیا جائے، اس طریقہ کا استعمال ہمارے ملک مین انجیر کے لیے ہے، تیسری صورت ترکیب کی وہ ہے، جسکا تقریبًا تمام درختون مین عمل ہوتا ہے،

اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کی ان شاخون کو لین جو مشرقی یا جنوبی سمت مین
آفتاب کے رخ پر ہون اور اس وقت لین جب کہ درخت پھلدار ہون، شاخین
ایک بالشت یا اس سے ذرا زیادہ لانبی کاٹی جائین، اس کے بعد نیچے کی طرف
سے نصف بالشت یا چار انگل چھری سے چھیل دیجائین اور ایک طرف چھلکا
باقی رہنے دیا جائے، یہ شاخین اب چھری کی شکل کی ہوجائینگی کیونکہ جو حصہ
چھیلا گیا ہے وہ دوسرے حصہ سے باریک اور تیز ہوگا اور یہی حال چھری کا ہے
نیچے کے حصہ مین موٹائی ہے اور دوسرے حصہ مین باریکی اور تیزی ہے، ان
شاخون کو اقلام کہتے ہین، ان اقلام کو درست کرکے فوراً پانی مین ڈالدینا چاہیئے
تاکہ ہوا ان کو خراب نہ کرسکے، اس کے بعد اس درخت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے
جس مین یہ شاخین مرکب کیجائین گی، اگر اس کا تنا نیا اور نرم ہو تو اس کو ابتداءً
آرہ سے ذرا سا چیر دین، پھر ایک بڑی چھری اس شق کے اندر ڈالی جائے اور
پتھر سے ٹھوک کر نیچے کی طرف لائی جائے، یہانتک کہ وسط تنے تک پہنچ جائے،
اس کے بعد ٹھیک درمیان مین ایک کلہاڑی رکھدیجائے تاکہ شق نمایان
اور باقی رہے، پھر ایک شاخ لی جائے اور چھلکے کی طرف سے اس شق مین
اچھی طرح داخل کیجائے، اس طرح کہ تنے کی چھال اس سے ملصق ہو جائے اور
دونون کی لکڑیان آپس مین ملجائین، اس کے بعد ایک دوسری شاخ دوسری
جانب سے اسی طرح داخل کیجائے، پھر اس کلہاڑی کو آہستہ سے نکال لین اور
اسی سے ان قلمون کو لکڑی مین مضبوطی سے باندھ دین، اور چکنی مٹی مین خس و
خاشاک ملاکر خوب گوندھین اور اسی سے تمام مقطوعہ جگھون کو بند کردین، درخت

کا جو حصہ کٹ گیا ہے وہ بند کیا جائے اور شقوق بند کئے جائین اور شاخون کے مداخل کو بند کیا جائے، یہ مٹی شاخون کے اس حصّہ پر بھی ڈالین جو چھلکا سمیت اندر چلا گیا ہو غرض کہ شق کا کوئی کھلا نہ رہے، سوائے اس حصہ کے جس مین کوئی شاخ نہ ہو اس قدر سختی سے بند کرنے کی غرض یہ ہے کہ پانی شق مین داخل نہ ہو سکے، ورنہ اگر پانی داخل ہو گا تو شاخین سڑ جائین گی، مٹی کے لگانے کے بعد اوپر سے کتان یا موم جامہ کا ٹکڑا باندھ دین تا کہ مٹی گرنے سے محفوظ رہے، یہ عمل اس وقت ہونا چاہیئے جبکہ پانی لکڑیون سے جاری ہو، کیونکہ تنے کی لکڑی مین ایک قسم کی صلابت ہوتی ہے دوسری شاخ کو ایسے وقت ملصق کرنے مین دقت ہو گی، لگانے کے بعد اگر لکڑی سے پانی خوب جاری ہو گا تو قلمون کی غذا اسی پانی سے حاصل ہو گی، یونیوس کا قول ہے کہ تطعیم کا موافق وقت اول ربیع مین ہے، کیونکہ اس وقت اگر شاخ کاٹی جائے تو اس مین رطوبت نہ زیادہ ہو گی اور نہ بالکل رقیق ہو گی بلکہ ایسی ہو گی جس سے شاخ ملصق ہو سکے،

چھال اور لکڑی کی ترکیب یہ ہے کہ درخت کو آرہ سے ذرا چیرین اور اسمین ایک خشک لکڑی کو قلم کی شکل کا بنالین اور صاف کر کے اس قدر آہستہ سے داخل کرین کہ چھال شق نہ ہونے پائے، لیکن یہ اس وقت کرین جبکہ پانی لکڑیون سے جاری ہونے لگے، تا کہ چھلکا لکڑی سے جدا ہو سکے، کیونکہ اگر مادہ بہت غلیظ ہو گا تو انفصال مشکل ہو گا اور چھلکا پھٹ جائے گا، اس کے بعد اس لکڑی کو جو شق مین داخل کر دیگئی ہے نکالدین اور اسکی جگہ پر شاخون کو داخل کر دین اور انکو اسی سے باندھ دین اور مٹی لگا کر شقوق بند کر دین، اور یہ شاخین جو چھال اور لکڑی

سے ملی ہوئی ہین لکڑی سے ملصق ہوجائینگی، یہ قلم جو تراشے جائین تو بالکل اسیطرح
تراشے جائین جیسے لکھنے کے لیے قلم بنائے جاتے ہین،

صرف چھلکے کے ساتھ جو ترکیب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انجیر یا کسی اور درخت
کی شاخ مین سے وہ آنکھ لیجائے جو ابھی زیادہ کھلی نہ ہو، اسکو چھری سے دونون طرف
چھیل ڈالین اور چھلکا نکال ڈالین لیکن آنکھ محفوظ رکھنی چاہیئے، اسکی شکل انگوٹھے
پور کی جیسی ہوگی، پھر اس درخت کو تلاش کیا جائے جو اسی سال موسم سرما مین کاٹا
چھانٹا گیا ہو اور اسکی شاخین بالکل تر و تازہ ہون، ان مین سے ایک شاخ کو منتخب
کرنا چاہیئے، اور اس کے اور چھلکے کے درمیان ایک شق پیدا کرنا چاہیئے اور اسی مین
یہ آنکھ ڈالدینی چاہیئے، یہ خیال رکھنا چاہیئے، کہ شاخ کی لکڑی کمزور نہ ہو ورنہ زیادہ
التصاق نہ ہوگا، جس وقت اس آنکھ کو شاخ مین داخل کرین اس وقت اس مین
انجیر کا دودھ خوب اچھی طرح لگادین تاکہ یہ لکڑی سے اچھی طرح چمٹ جائے
اور ہوا اندر جانے سے رک جائے، اگر یہ ترکیب انجیر کے علاوہ کسی دوسرے درخت
کے لیے ہو تو دودھ کی جگہ پر اس مین چکنی مٹی استعمال کیجائے، تاکہ ہوا اندر نہ جاسکے،
اس کے بعد اس جگہ کو درخت کی پتیون سے ڈھک دین تاکہ دھوپ کا اثر نہ پہنچے،
یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ نرم چھال والی شاخون مین ترکیب جلد اثر پذیر ہوتی ہے،
برخلاف اس کے پرانی شاخین جب لد اثر قبول نہین کرتی ہین، اسی طرح بعض لوگون
کا یہ خیال ہے کہ ترکیب شاخ مین ہوتی ہے، تنے مین نہین ہوتی ہے، نیز یہ کہ
ترکیب اگر متعدد شاخون مین ہو تو اچھا ہے کیونکہ اگر کوئی ترکیب خراب ہوگئی
تو دوسری کارآمد ہوسکتی ہے، اور بہترین ترکیب انگور کی شاخون کی یہ ہے کہ

ایک مضبوط شاخ لیجائے، جس مین آنکھین ہون، اس کے لیے مستطیل گڈھا کھودا جائے اور ایک دوسرے قسم کی انگور کی نئی شاخ لی جائے، اس کو ہر طرف سے چھیل ڈالین، اور پہلی شاخ مین ایک شگاف بنا دین اور اس شگاف مین یہ چھیلی ہوئی شاخ داخل کر دین، اس کے بعد دونون طرف سے چھال رکھدی جائے اور باندھ دیا جائے، اب دو شاخون کے بجائے ایک رہگئی اسکو اس مستطیل گڈھے مین دفن کر دیا جائے، یہ شاخ جس مین مرکب کیگئی ہے، اس سے غذا حاصل کریگی اور زمین مین پھیل جائیگی دو سال کے بعد مطعم علیہ کو کاٹ دیا جائے، اس کے بعد مطعم شاخ صرف مٹی سے غذا حاصل کرے گی، ایسا ہر قضیب کے ساتھ اگر کیا جائے تو اچھا ہے، مرکب کرنے سے بہت فائدہ ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین عنقریب ترکیب کے متعلق ان ماہرینِ فلاحت کی رایون کو ذکر کرونگا، جنسے مین نے خود ملاقات کی ہے، تاکہ لوگون کے لیے زیادہ نفع بخش ہو،

یونیوس کا قول ہے کہ جس درخت کی چھال موٹی ہو اسکی ترکیب چھال اور لکڑی کے درمیان ہوگی، چھال کا موٹا ہونا اس پر دال ہے، کہ وہ زمین سے رطوبت بہت جذب کرتا ہے اس ترکیب کی صورت یہ ہے کہ ایک سخت لکڑی کا ڈنڈا بنایا جائے، اس سے لکڑی اور چھال کے درمیان شق پیدا کیا جائے لیکن اس قدر آہستہ سے داخل کیا جائے کہ خود چھال نہ پھٹ جائے، اس کے بعد اسکو نکالکر وہ شاخ داخل کیجائے جسکی تطعیم کرنا مقصود ہو، چھال کے پھٹنے سے احتراز کرنا چاہیئے، یہ تطعیم انجیر، آلو بالو، اور اخروٹ کے لیے مفید ہے، لیکن وہ درخت جنکی چھال تپلی اور خشک ہوتی ہے ان کی رطوبت وسط درخت مین ہوتی ہے، اسکی ترکیب

یون ہوتی ہے کہ درخت کی لکڑی کو شق کر کے شاخ کو اندر داخل کر دیتے ہین، یہ دونون ترکیبین جلد ہونی چاہئین، جو شاخین کہ تطعیم کے لیے لی جائین وہ ان درختون سے لی جائین جو اپنے ہمجنسون مین ممتاز ہون اور بکثرت پھل لاتے ہون، یہ شاخین کھرپا یا کسی اور تیز چیز سے کاٹنی چاہئین، شاخ نرم تازی اور مستوی القامت ہونی چاہیئے، ان کی آنکھین قریب قریب ہوتی چاہئین، ان مین دو یا تین سرے ہون یعنی شاخ اعلیٰ دو ہون، اس قسم کی شاخون کے پھل اچھے ہوتے ہین، نیز یہ شاخین ایک مرتبہ پھلدار ہونے کے بعد کاٹی جائین، یہ بہتر ہے کہ شاخین مشرقی اور جنوبی گوشہ سے کاٹی جائین، ان کا مغربی اور شمالی سمت سے کاٹنا اچھا نہین ہے شاخ چھنگلیا سے زیادہ موٹی نہین ہونی چاہیئے، تاکہ درخت کی لکڑی یا چھال اس سے پھٹ نہ جائے، تنے کے اس حصہ کو تطعیم کے لیے منتخب کرنا چاہیئے جو چکنا ہو جس مین گرہین نہ ہون کیونکہ تطعیم کے لیے بہترین جگہ کی ضرورت ہے، اکثر تطعیم زمین کی سطح سے بلند حصہ مین کرتے ہین، جو کچھ آرہ سے چیرا گیا ہے یا درانتی سے شق کیا گیا ہے اس کو مطعم شاخون کے داخل کرنے کے بعد برابر کر دین شاخون کو فوراً داخل کرنا چاہیئے، ان شاخون کے اطراف کو جو شقوق مین داخل کی گئی ہین بالکل صاف کر دینا چاہیئے، صرف مغز کو باقی رکھنا چاہیئے، اور ان کی شکل چھری کی طرح رکھنی چاہیئے یعنی ایک طرف تو موٹی ہون اور دوسری طرف پتلی ہون، جیسے، شق کی شکل ہو، شاخ کا چھیلا ہوا حصہ اس شق مین داخل کیا جائے اس طرح کہ نوکدار حصہ لکڑی کی طرف ہو اور موٹا حصہ چھال کی طرف ہو گویا چھال چھال سے اور لکڑی لکڑی سے ملصق ہو جائے،

اس کے لیے بلوط کی لکڑی یا سینگھ کا ایک کھونٹا بنایا جائے اور تنے کو پھاڑتے
وقت یہ کھونٹا اس کے اندر داخل کر دیا جائے، پھر شاخ کے داخل کرنے کے وقت آہستہ
سے نکال دیا جائے، یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ شق ضرورت سے زیادہ وسیع
نہ ہونے پائے، ورنہ جو شاخ کہ اس مین داخل کیجائے گی وہ خشک ہو جائے گی
یہ بہتر ہوگا کہ ایک شق مین دو شاخین مطعم کی جائین، لیکن اگر شاخ بڑی ہے تو
تنے مین دو شق کرنا چاہیئے تاکہ شاخ اندر سما سکے، جو لوہا یا کھونٹی شق کے درمیان
رکھی جائے وہ کم سے کم دو انگل موٹی ہو، اس سے زیادہ ہو تو کوئی ہرج نہین
ہے، جب یہ شاخین داخل کردی جائین تو پھر ان کو بٹے ہوئے ڈورے سے باندھ
دیا جائے اور اوپر سے مٹی چسپان کر دیجائے، سرخ مٹی اس کام کے لیے مفید
نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کو جلا ڈالتی ہے، سفید مٹی اس کام کے لیے بہتر ہے نیز نہرون
کے کنارے کی مٹی بھی اس کام مین آتی ہے، کیونکہ یہ مٹی ان تمام بندشون کیلیے
کافی ہوگی اور جس کو تم جوڑنا چاہو گے اس سے جوڑ سکتے ہو، بعض لوگون
کی یہ رائے ہے کہ تطعیم اس وقت نہ کرنی چاہیئے جب کہ شمالی ہوا چل رہی
ہو اگر تنا زیادہ موٹا ہو تو کوئی شاخ منتخب کر کے لگا دینا چاہیئے، یہ بھی معلوم
ہونا چاہیئے کہ جب تنے کے، کنارے کی شاخین اور عیون مطعم کئے جائین
تو اس سے تنا زیادہ موٹا ہوتا ہے، لیکن جلد کمزور اور خراب بھی ہو جاتا ہے،
اور جب یہ درمیانی تنے مین رکھے جاتے ہین تو وہ زیادہ دن تک قائم رہتا
ہے، ان چیزون کی نگرانی کی شدید ضرورت پڑتی ہے، شاخون اور عیون کے
ارد گرد جبکہ ان مین کونپلین نکلنے لگین تو رسی باندھ دین کیونکہ یہ چڑیون کی

عادت ہے کہ وہ اس پر جھپٹتی ہین اور نرمی کی وجہ سے توڑ ڈالتی ہین، تمام درختون سے تطعیم کے لیے شاخین اس وقت لیجاتی ہین جبکہ وہ پھلدار نہون،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یونیوس نے انگور کی تطعیم کی ایک نئی ترکیب بتائی ہے وہ "تطعیم بالثقب" کہلاتی ہے، اور اس کو بہترین ترکیب بتاتا ہے، اسکی صورت یہ ہے کہ مطعم اور پھلدار انگور کے تتے مین زمین کے اندر ایک سوراخ بنا دین، اس کے بعد جو انگور کہ زیادہ قریب ہو، اسکی شاخ کو بغیر جدا کئے ہوئے اس سوراخ مین داخل کر دین، اب یہ شاخ اپنی جڑ سے نشو و نما پائے گی، اور اس سے اور اس تنے سے غذا حاصل کرے گی جسمین یہ مرکب کیگئی، اور دو سال کے اندر بالکل تیار ہو جائے گی، اس وقت اس کو کاٹ کر الگ کر دینا چاہیئے، جو شاخ کہ سوراخ سے بہت زیادہ دور ہو اس کو آرہ سے کاٹ کر داخل کرنا چاہیئے، اسی طریقہ پر ایک انگور مین مختلف شاخین مرکب کیجا سکتی ہین، گویا ایک ہی انگور مین مختلف قسم کے خوشے تیار ہون گے تطعیم زیتون کے متعلق لکھا ہے کہ زیتون کے تمام درختون کا مزاج یکسان نہین ہوتا ہے، کیونکہ بعض کا پوست نرم اور بعض کا سخت ہوتا ہے، بعض جلد اُگتے ہین اور بعض دیر مین نشو و نما پاتے ہین، پس جسکا پوست موٹا اور تر ہو، اسکی تطعیم تو پوست ہی مین ہونی چاہیئے، اور جسکا پوست پتلا اور خشک ہو، اسکی تطعیم جسم درخت مین ہونی چاہیئے۔ زیتون کی تطعیم کے اوقات بھی مختلف ہین، گرم مقامات مین تطعیم کا عمل جلد کرنا چاہیئے، اور سرد مقامات مین تاخیر جائز ہے، عام طور سے اسکی تطعیم اعتدال فصل ربیع سے نسر طائر (ستارہ) کے طلوع تک ہے، اس کا وقت پانچ

جولائی تک ہے، یہ ہم بار بار اس بیان مین بتا چکے ہین کہ تطعیم اپنے ہمجنس درختون سے ہوتی ہے،

ویمقراطیس کا قول ہے کہ جن درختون کی چھال رطوبت دار اور موٹی ہو جیسے زیتون، انجیر وغیرہ کی انکی چھال مین تطعیم کا عمل ہوتا ہے اور جنکی چھال پتلی ہو جیسے اترج اور انگور وغیرہ، انکی تطعیم یہ ہے کہ وسط جڑ مین شق بنایا جائے اور اسی مین مطعم علیہ کی شاخ داخل کیجائے، اور پھر سفید مٹی سے شگاف کو اچھی طرح بند کر دیا جائے کیونکہ سرخ مٹی شاخون کو جلا ڈالتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ اضافہ (ترکیب) کی شاخین دوسرون سے زیادہ پھلدار ہوتی ہین، ان کے پھل زیادہ لذیذ اور اچھے ہوتے ہین، جو شاخین کہ بڑھی ہوئی ہون، ان کو آرہ سے کاٹ ڈالنا چاہیئے، ان شاخون مین دو یا تین فرع ہون، جو چھنگلیا کے برابر موٹی ہون، شاخ مضاف کو دو انگل تک چھیل ڈالنا چاہیئے، لیکن گودے کو محفوظ رکھا جائے، اس کے بعد سفید مٹی اوپر سے لپیٹ دین، سرخ مٹی سے احتراز کرین کیونکہ وہ جلا ڈالتی ہے،

سیداغوس کا قول ہے کہ جو شخص کسی پھل کو جلد تیار کرنا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ اس کا تخم حاصل کرے اور اسکو نہایت اچھی طرح زمین مین جسمین کھاد مخلوط کی گئی ہو بو دے، اور برابر اسکو سیراب کرتا رہے یہانتک کہ وہ نشو و نما پائے اور بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچے کہ اسکا تنا ایک انگل کے برابر موٹا ہو جائے. پھر اسی کا ایک دوسرا درخت تلاش کرے اور اسکی شاخ کاٹ کر اس کے تنے مین مرکب کرے، اس سے وہ جلد پھلدار ہوگا، بشرطیکہ یہ حالت قائم رہی، یہ ترکیب بالکل نئی ہے،

فصل

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اس فصل مین فلاحون کے ان اقوال کا ذکر ہوگا جو بعض درختون کی تطعیم کے متعلق ان کی کتابون مین مذکور ہین، ہر ایک قول تفصیلاً اس کے قائل کی طرف منسوب ہوگا، اکثر ہم بہت سی چیزون کا اس غرض سے مکرر ذکر کرتے ہین تاکہ علمائے فلاحت کا اتفاق اور اختلاف ہر ایک پیش نظر رہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کا یونیوس نے ذکر کیا تو قسطوس نے بھی اسکی تائید کی، تو مین ان کے اختلاف اور اتفاق کے اسباب کو دوبارہ بیان کرتا ہون تاکہ ہر شخص کو اجماع اور اتفاق سے اس مسئلۂ مذکورہ مین تقویت پہنچے، مین نے پوری کتاب مین یہی طرز عمل رکھا ہے، تاکہ ہر بات پایہ ثبوت تک پہنچ جائے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اس پر علمای فلاحت کا اجماع ہے، کہ اگر انار انار ہی کے ساتھ مرکب کیا جائے تو بہت اچھا ہو، ایسا مین نے خود بعض مقامات مین دیکھا ہے، لیکن ہمارے ملک کے لوگ اب تک اس ترکیب کے منکر ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ اترج (لیمون کی ایک قسم ہے) کی تطعیم انگور کی طرح ہوتی ہے اور توت اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور اترج سیب کے ساتھ اور سیب اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اس طرح اگر سیب ولب (چنار) کے ساتھ مرکب ہو تو

سیب کے پھل سرخ ہون گے، اور آلو بالو بھی انگور کے ساتھ مطعم ہوتا ہے، شفتالو کا درخت بہت جلد بوڑھا اور کمزور ہو جاتا ہے اگر اسکو آلو بخارا اور باَدام کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی عمر زیادہ ہوگی، آلو بخارا کے ساتھ مرکب کرنے مین اس کے پھل بڑے بڑے ہون گے،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اترج شہتوت کیساتھ اگر مرکب کیا جائے تو اس کے پھل سرخ ہون گے، اور یہ انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، سیاہ آلو بخارا امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے، البتہ بہی ہر قسم کے درخت کی ترکیب کو قبول کرتا ہے، دیمقراطیس نے اپنی کتاب کے آخر مین لکھا ہے کہ سیب بھی امرود اور بہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور سیب انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، انگور کی تطعیم سیاہ آلو بخارا کے ساتھ ہو سکتی ہے، زرد آلو بخارا اترج اور سیب کیساتھ مرکب ہوتا ہے۔

قسطوس کا قول ہے کہ انجیر کا درخت شہتوت کے ساتھ مضاف ہوتا ہے اسی طرح شاہ بلوط، فندق، سیب اور امرود وغیرہ ایک دوسرے کیساتھ مرکب ہوتے ہین، ان کی تطعیم چھال کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور امرود کی شاخ اور اس مین جو درخت مرکب کیا جاتا ہے اسکی شاخ، انار، سفرجل، اور شہتوت، باَدام وغیرہ کیساتھ مرکب ہوتی ہے، جو امرود کہ شہتوت کیساتھ مرکب کیا جائے گا اس کے پھل سرخ ہون گے، اسی طرح سیب امرود اور بہی کیساتھ تطعیم کو پسند کرتا ہے، نیز سیب آلو بخارا کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اس سے اس کے پھل سرخ ہوتے ہین، اور شفتالو، آلو بخارا، باَدام، امرود، سیب اور بہی وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، شاہ بلوط، اخروٹ، بلوط اور بندق کیساتھ ترکیب چاہتا ہے اور بہی امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے ۔

البتہ زرد آلو بادام اور آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اترج کی چھال چونکہ زیادہ پتلی ہوتی ہے اس لیے اسکی تطعیم مین محنت زیادہ ہوتی ہے، اور اترج سیب اور شہتوت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، جو اترج کہ شہتوت کے ساتھ مرکب ہوگا، اس کا پھل سرخ ہوگا، سفرجل کے ساتھ ہر درخت مرکب کیا جاسکتا ہے، سادھمس کا قول ہے کہ انار، اترج سے مانوس ہے اور اس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، قرورانطوس کہتا ہے کہ انگور کی شاخین اگر قراسیا (آلو بالو) کے ساتھ مرکب کی جائین تو فصل ربیع ہی مین وہ تیار ہوجائین گی، زیتون کا درخت بھی انگور کو پسند کرتا ہے، مجھ کو سادھمس کا یہ قول بھی یاد ہے کہ سیب اگر اترج اور آلو بخارا کیساتھ مرکب کیا جائے تو وہ سال مین دومرتبہ پھل لائیگا، لیکن یہ انھین دونون کے ساتھ مخصوص ہے، امرود بھی سیب اور بہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، انجیر شہتوت اور انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بہترین شہتوت وہ ہوتا ہے جو بلوط کے ساتھ ترکیب پائے، اخروٹ اخروٹ ہی کے درخت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، سادھمس کا قول ہے کہ پستہ اخروٹ اور بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، کسینوس نے اپنی کتاب مین جو فلاحت مین ہے، لکھا ہے کہ قرورانطوس نے انگور کو زیتون کے ساتھ مرکب دیکھا اور اس مین سے چند پھل کھائے تو اس مین زیتون اور انگور دونون کا ذائقہ تھا،

مرسیال کہتا ہے کہ انگور انگور ہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اسی طرح سیب صرف سیب اور امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور زیتون ریبوع (لیمون کی ایک قسم ہے) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور شفتالو بادام اور آلو بخارا کے ساتھ ترکیب پاتا ہے، نیز شفتالو کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اترج انجیر مؤنث اور مذکر اور امرود کے

ساتھ مرکب ہوتا ہے،

سمایوس کا قول ہے کہ اخروٹ انجیر امرود، اور آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اسی طرح اترج، انجیر اور امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور آلو بالو آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اترج اگر انار کیساتھ مرکب کیا جائے تو اس کا پھل سرخ ہوگا اور انار صفصاف (بید سفید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور شفتالو امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور آلو بخارا سیب بہی، زرد آلو، اور امرود یہ سب اس مین مرکب ہوتے ہین، اترج سیب کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور سیب اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اسی طرح اترج اگر توت کیساتھ مرکب ہوتا ہے تو اس کا پھل سرخ ہوتا ہے، انار، آس، اور صفصاف کیساتھ مرکب ہوتا ہے، پستہ نشم کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بادام، پستہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

انون کا قول ہے کہ بستانی امرود جنگلی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور زعرور کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اخروٹ آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور سیب امرود کے ساتھ اور بہی انار کے ساتھ اور اترج امرود کے ساتھ اور شفتالو بادام آلو بخارا اور برقوق اور صفصاف کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے ان درختون کی ترکیب و تطعیم کی فہرست بتادی جو ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، لیکن اور دوسرون کا پتہ چلانا وقت اور دشواری سے خالی نہین، اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ان مین سے بعض صورتین ایسی ہین جو قیاس سے بعید ہین، اور بعض کا بعض کے ساتھ متعلق ہونا اور نشو ونما پانا مقتضائے عقل کے خلاف ہے، تو مین یہ جواب دونگا کہ تمہارا

یہ انکار اہل ملک کی ناتجربہ کاری پر دلیل ہے، انھون نے ان مین سے اکثر چیزون کا تجربہ نہ کیا ہوگا، اس بنا پر تمھاری عقل بھی اس کو تسلیم کرنے مین عاری ہے اور کوئی دوسری وجہ نہین ہے، لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ گلاب یا بادام کے ساتھ مرکب ہوا اور نشو و نما پاکر فصل ربیع مین پھول لائے، ایسا اشبیلیہ مین اکثر دیکھا گیا ہے، اندلس کے علاوہ دوسری جگھون مین بھی پایا جاتا ہے، حالانکہ بادام اور گلاب مین کوئی مناسبت نہین ہے اسی طرح انگور رتم کیساتھ مرکب ہوتا ہے اس سے انگور کے پھل بڑے ہوتے ہین لیکن تلخی آجاتی ہے، اور انجیر کنیر کے ساتھ جب مرکب ہوتا ہے، تو اس کے پھل بھی تلخ ہوتے ہین، ابن عرفان کا قول ہے کہ مین نے زیتون کو سیب کے ساتھ مرکب کیا تو وہ بہت عمدہ پھل لایا، فقیہ علی ابن شہاب کہتے ہین کہ مین نے امرود کو انار کے ساتھ مرکب دیکھا، اس سے وہ خوب نشو و نما پاتا ہے، یہ تمام باتین نرالی اور عجیب ہین، پھر مصنف ان باتون کا کیونکر انکار کر سکتا ہے جو قدیم حکماء نے اپنی کتابون مین لکھا ہے یہی اس شخص کے لیے بڑی حجت ہے جو ان باتون کا انکار کرتا ہے اور یہ وہی لوگ ہون گے جو ناتجربہ کار ہین،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ ایک چیز کی ترکیب دوسرے کیساتھ اس صورت مین ہو جب کہ دوسرا اس کے اکثر صفات مین مشابہ ہو، اگر تم ایک درخت کو دوسرے درخت کے ساتھ مرکب کرو اور وہ دونون ایک ہی نوع ایک ہی صورت ایک ہی ذائقہ اور ایک ہی شخصیت کے ہون تو یہ ترکیب نہایت اچھی ہوگی اور ایک دوسرے کو قبول کرے گا، قدمار نے ترکیب کے معنی یہ رکھے ہین،

کہ بعض درخت کو بعض درخت کی طبیعت کے برابر کردین، اور مذموم اور بدذائقہ کو محمود اور خوش ذائقہ
کی طرف منقلب کردین، گویا بعض کی اصلاح مقصود ہوتی ہے اور بعض کی تخریب مقصود ہوتی ہے،
طاین ہے کہ اگر سپستان کی کوئی ہوئی شاخ کاٹی جائے اور اس کو زیتون کے ساتھ
مرکب کیا جائے تو اس ترکیب سے زیتون کے پھل بڑے اور گول ہون گے،
اور سفید اور خوش منظر ہون گے نیز اس کا تیل نہایت شیرین ہو گا، اسی طرح اگر
سیب انار کے ساتھ مرکب کیا جائے تو سیب کے پھل انار کی طرح سرخ اور
شیرین ہونگے اور دانے دانے بڑے بڑے ہونگے اور اگر امرود اترج کیساتھ مرکب کیا جائے تو اترج کی خوشبو
اور اسکا رنگ امرود مین پیدا ہو جائیگا اور نیز اگر شیرین سیب کے ساتھ مرکب کیا جائے تو بھی سیب کے اتنے
بڑے ہون گے اور اسی قدر شیرین ہون گے یہ طریقہ تمام گٹھلی دار درختون
کے لیے عام نہین ہے بلکہ مخصوص درختون کے لیے ہے اگر امرود توت کیساتھ
مرکب کیا جائے تو امرود کے پھل اسی قدر لطیف اور شیرین ہون گے جتنا کہ
توت ہوگا اور تمام دوسرے امرود کے درختون سے قبل اس مین پھل آئین گے
اس کے لیے اور بھی شرطین ہین جسکا ہم پھر ان شاء اللہ ذکر کرین گے،
طاین ہے کہ اگر ترکیب کے وقت مئی کے مہینہ مین شدید گرمی پڑنے لگے
تو انگور اور دوسرے درخت کے رطوبات بہت غلیظ ہو جائین گے، ایسی حالت
مین بعض شاخین دوسری شاخون کی ترکیب کو قبول نہین کرینگی، عدم قبول کی
صورت مین ترکیب کا عمل خراب ہو جائے گا، اندلس کے دوسرے فلاحون
نے اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بحث کی ہے، وہ کہتے ہین کہ ترکیب پودہ
لگانے سے کہین زیادہ نفع بخش اور سودمند ہے، بلکہ یہ عمل بہت جلد کارگر ہوتا ہے

جیساکہ پہلے گذر چکا ہے، اور درحقیقت یہ بھی ایک شاخ کا دوسرے درخت کے
تنے مین بونا ہے تاکہ یہ نرم ہو اور اسی طرح پھلدار ہو جیسے اس کا درخت پھلتا ہے
ترکیب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ پھل جلد آتے ہین اور منفعت فوراً حاصل ہوتی
ہے اور اس سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ کوئی اچھا رنگ پیدا ہو جائے یا
پھل زیادہ ہو جائے یا ترش پھل شیرین ہو جائے، یا چھوٹے دانے بڑے
ہو جائین، مرکب سیب مین جسقدر پھل ہوتے ہین اس قدر غیر مرکب مین نہین ہوتے
یہی حال امرود کا ہے، جو پہاڑی درخت باغون مین منتقل کئے جاتے ہین، وہ
بھی ترکیب کے محتاج ہوتے ہین، اسی طرح وہ شاخین جو نوامی کہلاتی ہین، ان مین
بھی بغیر ترکیب کے پھل کثرت سے نہین آتے ہین۔ اور جس درخت کی گٹھلی
یا تخم لگایا گیا ہو اس کی ترکیب اس وقت کیجاتی ہے جبکہ اس کا پودہ ایک
انگوٹھے کے برابر نکل آئے، اسی سے اس مین پھل جلد آئین گے اور کثرت سے
آئین گے، بعض درخت کی ترکیب بعض کے ساتھ محض خوشنمائی کی غرض سے
کیجاتی ہے، مثلاً بادام کا گلاب کیساتھ مرکب ہونا، جب بادام کے پھلنے کا
وقت ہوتا ہے تو اس مین گلاب کے پھول ہوتے ہین، اس سے اسکی خوشنمائی
بڑھ جاتی ہے، ترکیب سے یہی منافع ہین، یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض کا ذائقہ خراب
ہوتا ہے، دوسرے کے ساتھ مرکب کرنے کے بعد اس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے،
بہترین ترکیب ایک نوع کی دوسرے نوع کے ساتھ ہوتی ہے، مثلاً سیب،
سیب کے ساتھ اور انگور انگور کے ساتھ اور زیتون زیتون کے ساتھ، اور
جنگلی امرود بستانی کیساتھ مرکب کیا جائے، اور اسی قسم کے ہم جنس درختون

کے ساتھ ترکیب کیجائے، اور بعض وقت ترکیب ان دو درختون مین ہوتی ہے
جو ایک دوسرے کے اصاف مین مشترک ہون اور صورت، ذائقہ اور نوعیت
مین بالکل برابر ہون اور بعض وقت بالکلیہ مماثلت تو نہین ہوتی ہے لیکن مذکورہ
بالا اوصاف مین مشابہت ہوتی ہے، مثلاً پتون کے عرض و طول مین مشابہت
ہو یا ایسا ہو کہ پتیان ایک ہی وقت دونون مین نکلتی ہون اور پھل ایک ہی زمانہ
مین پکتے ہون اور پتے ایک ہی موسم مین جھڑتے ہون اور ان مین مائیت ایک ہی
طرح کی ہو، ان کے مادہ مین ہم مقدار دودھ ہو یا دونون تخمی ہون یا گٹھلی دار ہون
یا لکڑی مین ایک ہی طرح کی سختی یا نرمی ہو، ان اوصاف کے اشتراک مین ترکیب
کے بگڑنے کا خطرہ نہین ہے مین نے تقریباً ان سب کا تجربہ کیا ہے اور بنظر خود دیکھا ہے
اسی طرح ان مین بھی ترکیب ہوتی ہے جنکے بعض اوصاف دوسرے مین نہین
پائے جاتے یا مختلف اوصاف پائے جاتے ہین، لیکن وہ درخت جن مین کوئی
ظاہری مشابہت یا ان اوصاف کا اشتراک نہ ہو بلکہ ایک دوسرے مین منافرت
ہو تو ان کی ترکیب صحیح نہین ہے کیونکہ ان دونون مین کوئی تعلق نہین ہے، اگر
کسی تجربہ کی بنا پر ان کا تعلق صحیح بھی ہو تو اصل وجہ کو دریافت کرنے کی کوشش
کرنی چاہیئے، شاید یہ کہ ان دونون مین باطنی کوئی الفت ہو جو ظاہراً نظر نہ آتی ہو
مثلاً بہی، سیب، امرود، بری اور بستانی یہ سب کے سب اپنی نوع کے ساتھ مرکب
ہوتے ہین اور اچھے پھل لاتے ہین، اور ان کے پھل، تخم اور ذائقہ کے لحاظ سے
مشابہ ہین، اور مائیت مین بھی مشترک ہین، لیکن بعض اوصاف مین ایک دوسرے
کے مخالف ہین تو ان سب کی ترکیب بھی تجربتہً مفید اور کامیاب ثابت ہوئی ہے،

جیسے مذکورۂ بالا درختون کے مشابہ وہ زعرور بھی ہی جس کے دانے گول ہوتے ہین،
یہ امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور اچھی طرح ثمرآور ہوتا ہے، اور شفتالو، آلو بخارا
اور زرد آلو وغیرہ بھی اپنی نوع کیساتھ مرکب ہوتے ہین، اور یہ تینون اوصاف
کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہین، اس طرح پر کہ تینون گٹھلی دار ہین،
اور تینون کا گودا شیرین اور نرم ہوتا ہے،

اور جو ذوات الصموغ (گوندار) یا ذوات اللبون، (دودھارا) یا ذوات الدہن
(روغن دار) ہوتے ہین، انکی بھی آپسمین ترکیب ہوتی ہے اور یہ کار آمد ثابت ہوتی
ہے، اور جو ان کے اوصاف کے مشابہ ہوتے ہین مثلاً بادام، اسکی بھی ترکیب انکے
ساتھ ہو سکتی ہے، مادہ انجیر، نر انجیر اور توت یہ سب اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتے
ہین اور اچھی طرح بڑھتے ہین، اور چونکہ یہ سب ذوات الالبان ہونے مین مشترک
ہین، اس لیے اس مین بھی مرکب ہوتے ہین اور خوب پھلدار ہوتے ہین، انجیر
کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کنیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، لیکن پھل
مین تلخی ہوتی ہے، حالانکہ ان دونون مین کوئی مشابہت نہین ہے سوائے
اس کے کہ دونون کی لکڑی یکسان طور پر نرم ہوتی ہے اور کنیر کی مائیت مین
تھوڑی سی لبنیت بھی ہوتی ہے، بعض فلاحون نے ترکیب کے لحاظ سے موافق
اور مخالف درختون کی ایک تعریف کی ہے جو بالکل جامع اور مانع ہے، انھون
نے ایک ہی وصف کے اعتبار سے درختون کے اتحاد اور اختلاف کو دکھلایا ہے،
اور اسکی چار قسمین کی ہین، ایک کو ذوات الادہان کہتے ہین جس کے پھل
کے ظاہری جسم اور گودے مین روغن ہو جیسے زیتون رند (آس بری)، ضرو، کتم

اورحبۃ الخضرا (ہندی مین تلامس کہتے ہین) دوسری قسم کو ذوات الاصماغ کہتے
ہین، جنکے پھل مین گوند زیادہ ہو جیسے شفتالو، زردآلو، آلو بخارا، بادام، پستہ وغیرہ
ہین، تیسری کو ذوات المیاہ کہتے ہین اور اسکی دو قسمین ہین ایک وہ جنمین پانی
ہلکا ہوتا ہے، یہ اس قسم کے درختون مین ہوتا ہے جنکے پتے موسم سرما مین جھڑجاتے
ہین، جیسے سیب، بہی، امرود، انگور اور انار وغیرہ اور دوسرے وہ جنمین پانی
بھاری ہوتا ہے، جیسے زیتون، رند، ریحان، بلوط، سرو وغیرہ، ان چار قسمون
کو فلاحون نے اپنی جگہ پر اصل قرار دیا ہے، اور ان چارون کا نام امہات الاجناس
رکھا ہے، ہر اصل کو دوسرے سے نفرت ہے، دو اصلون مین ترکیب ناممکن
ہے سوائے ترکیب بالنقب کے جیسے انگور مین سوراخ بناکر عمل کیاجاتا ہے،
یا ترکیب اعمی کیساتھ جسکا ذکر آئندہ آئے گا، البتہ ہر اصل اپنے ہم جنس کے ساتھ
مرکب ہوسکتا ہے، ذوات الادہان آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ مرکب
ہوسکتا ہے، اسی طرح ذوات الالبان کا ہر فرد دوسرے کے ساتھ مرکب ہوسکتا
ہے اور ذوات الصموغ مین بھی آپس مین ترکیب ہوسکتی ہے، نیز ذوات المیاہ
کی دونون قسمون مین ترکیب ہوسکتی ہے، لیکن ہلکے پانی کا درخت اپنے ہمجنس
ہی کے ساتھ مرکب ہوگا اور یہی حال بھاری پانی والے درخت کا ہے،

ص کا قول ہے کہ ان اصول مین بعض بعض کیطرف مائل ہوتے ہین اور ترکیب
کو قبول کرتے ہین، مثلاً بعض ذوات الادہان بعض ذوات الاصماغ کے ساتھ مرکب
ہوتے ہین اور اچھی طرح بڑھتے ہین بلکہ دوسری ترکیبون سے بہتر ہوتے ہین ، ا
ص کہتا ہے کہ ذوات الاصماغ کی ترکیب ذوات المیاہ سے زیادہ پائدار ہوتی ہے،

وہ درخت جو اپنی نوع مین منفرد ہوتے ہین یا جو مشابہ ہوتے ہین، انکی بھی آپس مین ترکیب ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وقت اور ہوا موافق ہو،

منفرد اور وہ متشابہ جو کل یا اکثر اوصاف مین متشابہ ہو اس کے لئے ترکیب کی بہترین زمین وہ ہے جسکی مٹی عمدہ ہو اور جسمین کنکریان ہون اور وہ متشابہ جو بعض اوصاف مین مشابہت رکھتا ہو یا صرف لکڑی کی نرمی اور ملائمت مین اشتراک ہو تو اسکی ترکیب کے لیے وہ ظروف زیادہ مناسب ہون گے جنمین عمدہ مٹی بھری ہو یا زمین کے اندر ترکیب کا عمل کیا جائے، ان سب کا ذکر انشاء اللہ آیندہ آئے گا، اگر تمام درختون کی ترکیب ظروف مین کیجائے تو سب سے بہتر ہے، ان درختون مین جو بعض دوسرے درختون کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، زیتون بھی ہے، یہ اپنے تمام انواع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے حتی کہ زیتوج کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے[1] (زیتوج جنگلی زیتون کو کہتے ہین) اور زیتوج کے ساتھ مرکب ہونے مین یہ بکثرت ثمردار ہوتا ہے، اور زیتون کے اوصاف کے مشابہ رند (آس بری) بھی ہے کیونکہ دونون ذوات الادہان اور ذوات المیاہ الثقال (بھاری پانی والے) مین سے ہین اور دونون کے پھول ایک ہی وقت مین نکلتے ہین، اور دونون کے پھل ایک ہی زمانہ مین تیار ہوتے ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ رند کا پتا اس سے لانبا ہوتا ہے، اور تنا ذرا جھکا ہوتا ہے، یہ دونون ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اسی طرح حبۃ خضرا بھی زیتون کے مشابہ ہوتا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ اس کے پتے جھڑ جاتے ہین اور ان مین تھوڑا سا گوند بھی ہوتا ہے،

[1] اس سے قبل یہ لفظ ربنوح لکھا گیا ہے جو غلط ہے تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ زیتوج کی تصحیف ہے، اس کتاب مین ہر جگہ ربنوح ہی لکھا ہے۔ محیط،

زَند کی ترکیب زیتون کے ساتھ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ زیتون زَند کے ساتھ مرکب کیا جائے،

ک کا قول ہے کہ زیتون انگور کے مناسب ہے اگر ان دونون کو مرکب کیا جائے تو ثمر آور ہون گے، اور اگر زیتون انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو انگور کے ساتھ ساتھ زیتون بھی پھلے گا، ق مین ہے کہ اگر زیتون کی کوئی شاخ انگور کی جڑ مین سوراخ کر کے لگا دی جائے، تو یہ زیتون انگور ہی کیطرح شیرین ہوگا اور اگر انگور زیتون مین لگایا جائے تو انگور مشترک شکل کے ہون گے، اور اگر زیتون کا درخت انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو انگور کا ذائقہ زیتون کی طرح ہوگا، اسوقت انگور کے درخت کو ایک لکڑی پر ٹیک دینا چاہیئے، تاکہ زیتون کے بوجھ سے یہ کمزور نہ ہو جائے، یہ فلاحون کا مسلمہ قول ہے کہ زیتون اور انگور مین کوئی مناسبت نہین ہے اور ان مین اوصاف کا اشتراک ہی کیونکہ زیتون ذوات المیاہ الثقال (بھاری پانی والون) اور ذوات الادہان مین سے ہے اور انگور ذوات المیاہ الخفاف (ہلکے پانی والون) مین ہے، البتہ یہ کہا جاسکتا ہی کہ ان دونون مین شائد کوئی پوشیدہ الفت یا محبت ہو، زیتون تیب کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے، انار اپنے ہم جنس کیساتھ مرکب ہوتا ہے، حصوصًا اس وقت مرکب کرنا بہت مناسب ہے، جبکہ اس مین پتے نکل رہے ہون، یہ گلنار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے کیونکہ گلنار اس کے ہجنس ہے، اسکو ندکر انار بھی کہتے ہین، ان دونون مین فرق اتنا ہے کہ گلنار مین پھل نہین ہوتے ہین، لبقیہ اوصاف ایک ہین، اسی طرح ریحان اور غرب (فارسی مین بدہ کہتے ہین) ایک دوسرے کے مشابہ ہین،

جیسے انار اور گلنار مشابہ ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ ان دونون کے پتے نہین جھڑتے ہین، اسی طرح انارہ، رتم، باربریس، نقض، اور عوسج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بعض بعض کے ساتھ مرکب ہوتے ہین،

ص کا قول ہے کہ انار صفصاف (بید سفید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور امرود اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے مثلاً جنگلی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے جسکو برجون بھی کہتے ہین، اور امرود بہی اور سیب کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، یہ بھی کسی کا قول ہے کہ امرود، صفصاف (سفید بید) صفیرا (وہ درخت جسکی لکڑی سے رنگتے ہین) دردار (درخت خوش سایہ) اور مشمش کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور اگر مذکورہ بالا درختون مین سے کوئی امرود کے ساتھ مرکب کیا جائے تو وہ انکی ترکیب کو قبول کرلیتا ہے، یہ انار کیساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، اور سیب اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، یا ان درختون کے ساتھ جنمین اس کے مشابہ اوصاف موجود ہون، یہ کمثرا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور کمثرا اسکے ساتھ مرکب ہوتا ہے اسیطرح بہی اسکے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور یہ بہی کیساتھ مرکب ہوتا ہے اگر میٹھا سیب کسی ترش سیب کیساتھ مرکب کیا گیا تو اسکی شیرینی ترشی سے بدلجائیگی، سیب اور اترج کی ترکیب بہت مقبول ہوتی ہے، جب دونون کی شاخین متصل ہون تو ترکیب بالثقب کے ذریعہ سے مرکب کردین، اس سے اترج اور سیب دونون پیدا ہون گے، سیب اگر پھلدار اترج اور آلو بخارا کیساتھ مضاف کیا جائے تو بہت اچھا ہو، ان دونون مین سے کسی کیساتھ بھی اگر سیب مضاف کردیا جائے تو سال مین دوبار پھل لائے گا، اس مقام کے باشندے گرمی اور سرما دونون مین سیب کہائین گے، ص کا قول ہے کہ بہی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے لیکن ایک خرابی یہ پیدا ہوجاتی ہے کہ مقام ترکیب پر ایک سخت گرہ نکل آتی ہے،

جو نہایت مضر ہوتی ہے، اور یہی سیب کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اچھی طرح نشو ونما پاتا ہے، اور سیب سے زیادہ قائم رہتا ہے، یہی کیساتھ تمام وہ درخت جو ہلکے پانی والے ہین مرکب ہوتے ہین، انگور اپنے تمام اقسام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور یہ رتم (لوبیا کی طرح کا ایک درخت ہے) کے ساتھ بھی زمین کے اندر مرکب ہوتا ہے، لیکن اس ترکیب سے انگور تلخ ہون گے، انگور زیتون کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہین کہ وہ توت کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، ان مین سے بعض کا بیان گذر چکا ہے، انگور مین سماق (ہندی مین تماتیر کہتے ہین) سیب، امرود اور یہی وغیرہ مرکب ہوتے ہین، یہ آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اور پستہ بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور شفتالو اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور زرد آلو کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ شاداب زمین مین ہو، زرد آلو کیساتھ یہ بہت اچھا ہوتا ہے، اور شفتالو بادام اور قراسیا (آلوبالو) کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، قسطوس کی کتاب مین ہے، کہ اگر برقوق (آلوچہ) بادام کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کا پھل بادام کے ذائقہ کا ہوگا، اسی طرح شفتالو بھی جنوری کے مہینہ مین بادام کیساتھ مرکب کیا جاتا ہے، اور قراسیا آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور آلو بخارا بھی اس کے ساتھ اور زرد آلو کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور بادام آلو بخارا اور پستہ کے ساتھ ترکیب پاتا ہے، اور پستہ بادام کیساتھ مرکب ہوتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ بادام صفصاف (بید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، لیکن بعض کے نزدیک بادام کا پستہ کے ساتھ مرکب ہونا صحیح نہین ہے، انجیر اپنے تمام انواع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، نیز انجیر کنیر اور توت کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ انجیر کنیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

لیکن اس کے پھل تلخ ہوتے ہین،

آلو بخارا اپنے تمام اصناف کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بادام کیساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ زرد رنگ کا آلو بخارا سیب کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور اترج کی ترکیب کا طریقہ یہ ہے کہ شیرین کو ترش کیساتھ اور ترش کو شیرین کے ساتھ اسی طرح مرکب کرتے ہین جیسے انگور آپس مین مرکب ہوتے ہین، انجیر بھی اترج کیساتھ مرکب ہوتا ہے، بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ اترج اگر انار کیساتھ مضاف کیا جائے تو وہ ثمر آور ہوگا، غ کا قول ہے کہ میرے تجربہ کے لحاظ سے یہ صحیح نہین ہے،

شہتوت کے متعلق خ کا قول ہے کہ وہ انجیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے لیکن نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کا پتہ ریشم کے کیڑون کے قابل نہین رہتا یہ نر انجیر کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، توت کے بعض درخت اپنے دوسرے ہمجنسون کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اس کے علاوہ وہ بشنم، اخروٹ، زعرور، زردآلو، قراسیا اور آلو بخارا کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے،

ریحان انار، رند (آس) اور ضرو (اڑیسہ) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور یہ سب ریحان کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اور ضرو، رند، اور بطم (بن) کیساتھ مرکب ہوتا ہے، البتہ بطم اس کے ساتھ مرکب نہین ہوتا، بعض یہ کہتے ہین کہ نفض کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور رند زیتون ضرو اور حبتہ حضرا کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اور رند کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے لیکن سیب اس کے ساتھ مرکب نہین ہوتا ہے، گلاب اس جنگلی گلاب کیساتھ مرکب ہوتا ہے جسکو نسرین کہتے ہین اور علیق

(اچھو) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ گلاب بادام کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے لیکن اس کا جلد جدا کر دینا بہتر ہے جیسا کہ تجربہ شاہد ہے، نیز یہ گلنار اور انگور کے ساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، اس کے قلم ان شاخون سے لیے جاتے ہین جو ذرا سخت اور اندرونی جڑ کے قریب ہوتی ہین کیونکہ گلاب کی شاخ اوپر کی جانب بہت کمزور ہوتی ہے لیکن اس کا وہ حصہ جو جڑ کے متصل ہوتا ہے، ذرا مضبوط ہوتا ہے، زمین کھود کر تھوڑی مٹی ہٹا دینی چاہیئے، اس کے بعد شاخ کو اندر سے کاٹنا چاہیئے، یاسمین (چنبیلی) ارطی (یاسمین اصفر) کے ساتھ مرکب ہوتی ہے اور ظیان یعنی یاسمین بری کے ساتھ بھی مرکب ہوتی ہے جسکو خیزران کہتے ہین، اور دفلی (کنیر) انجیر اور توت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہین کہ یہ تیس اور دردار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور یہ سب اس کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اور کتم رند (آس) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور دردار (ہندی مین تبولا کہتے ہین) ازادرخت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بیگن کپاس کیساتھ ترکیب بالشق کے ذریعہ سے مرکب ہوتی ہے اور کپاس بھی اس مین مرکب ہوتی ہے اور تخم کدو دشتی پیاز کیساتھ مرکب ہوتا ہے، بلکہ یہ بہت زیادہ مجرب ہے اور کھیرا، ککڑی اور خربوزہ یہ سب کے سب کحیلا (گاؤزبان) اور کدو کی جڑ مین مرکب ہوتے ہین، اور تخم خربوزہ عوسج، سوسن، توت، خطمی، اور انجیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور موز قلقاس کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اور اسکی پوری ترکیب انشاء اللہ بعد مین آئے گی اور اس سے قبل ابن حجاج کی کتاب سے اور فلاحت نبطیہ سے جو کچھ ماخوذ ہے اس پر غور کرو تو انشاء اللہ صراط مستقیم پاؤ گے،

فصل

اوقات ترکیب کے بیان مین ۱

ق کا قول ہے کہ اکثر اشجار کی ترکیب کا وقت وسط فروری سے مارچ کے پہلے عشرہ تک ہے، بعض نے نصف مارچ تک متعین کیا ہی بعض نے یہ کہا ہی کہ ترکیب کا وقت اسوقت ہے جبکہ درخت کی لکڑیون سے پانی جاری ہو پس جنوری مین ترکیب کی تیاری شروع کیجائے اور وسط فروری مین دونون کو مرکب کیا جائے اور پھر اپنی حالت پر چھوڑ دیئے جائین، مارچ، اپریل یا مئی تک یہ ترکیب مکمل ہو جائے گی، کیونکہ اکتوبر، نومبر اور دسمبر کے مہینون مین درخت کی جڑون مین پانی جذب ہونے لگتا ہے اور یہ اختلاف پانی کی خفت اور اس کے ثقل کی بنا پر ہوتا ہے،

بہر حال تمام درختون کی ترکیب کا وقت اس وقت ہی جبکہ ان درختون مین جنسے ترکیب کے لیے قلم حاصل کیے جاتے ہین، پھول آجائین اور وہ سرسبز و شاداب ہون، درخت کی اس حالت کو اشتہار کہتے ہین، قلم اسی قسم کے درختون سے لیے جائین اور اسی قسم کے درختون مین مرکب کیے جائین اور اگر اس حالت کے پیدا ہونے سے قبل مرکب کر دیئے جائین تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے بلکہ یہ صورت ان درختون کے لیے جنکی پتیان جھڑ جاتی ہین مفید ہے، لیکن جن درختون کی پتیان نہین جھڑتی ہین، جیسے زیتون، رند، اور خروب وغیرہ تو ان کی قوت ترکیب نصف مارچ سے آخر ماہ مئی تک باقی رہتی ہے بلکہ جون تک ان مین یہ قوت

موجود رہتی ہے، مین نے اس کا تجربہ زیتون مین کیا تو بالکل ٹھیک پایا، اس مدت کے اختلاف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان درختون مین جنکا پانی بھاری ہوتا ہے اور پتیان نہین جھڑتی ہین، کبھی ان مین پانی جلد جاری ہوتا ہے اور کبھی ذرا دیر مین جاری ہوتا ہے، اور اس کے پہچاننے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک شاخ مین تھوڑی سے جگہ کو تیز لوہے سے چارون طرف چھیل دین اور چھلکا آہستہ سے نکالدین، پس اگر اس چھلکے اور لکڑی کے درمیان رطوبت خارج ہو تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ پانی جاری ہو گیا اور ترکیب کا وقت آگیا، اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو اس حالت کا انتظار کرنا چاہیئے، بعض درختون کی ترکیب کے لیے وقت متعین کیا گیا ہے مثلاً انجیر کی ترکیب کا وقت انبوب (نے) اور رقعہ (پیوند) کے ساتھ عید خمسین کے دن سے نصف اگست تک ہے اور اس مین ترکیب بالشق اس جڑ مین کیجائے جو زمین کے اندر ہو اس کے بعد مقام ترکیب پر سے مٹی ڈال دیجائے، یا ان شاخون مین یہ ترکیب کیجائے جو اوپر ہون پھر ان کو بڑے ظروف مین داخل کر کے مٹی پھر دیجائے یہ ترکیب دسمبر، جنوری، اور فروری مین بھی ہو سکتی ہے، اسی طرح توت کی ترکیب انجیر کے ساتھ نصف فروری سے نصف اپریل تک کیجاتی ہے اور شفتالو زرد آلو کے ساتھ نصف جنوری سے نصف مارچ تک مرکب ہوتا ہے اور سیب کی ترکیب سیب کے ساتھ نصف اپریل سے نصف جون تک ہوتی ہے، اور بادام اور مشمش جنوری مین مرکب ہوتے ہین کیونکہ یہ دونون تمام درختون سے پہلے بار آور ہوتے ہین اور انار گلنار فروری کے آخری عشرہ مین مرکب ہوتے ہین، ان کا قلم ایسی شاخ سے لینا چاہیئے جو بہت پرانی ہو، اور امرود کی ترکیب امرود بری اور اصلی

کیساتھ فروری کی دسوین کو ہوتی ہے اور بعضون نے ماہ محرم مین اس دن کو ترکیب کیلیے مخصوص کیا ہے جس دن ہوا اچھی ہو، نہ اس مین ٹھنڈک ہو اور نہ تیزی ہو،

فصل

ترکیب کے لئے درختون کو کیونکر اور کس وقت کاٹنا اور شق کرنا چاہیئے

زیتون کی ترکیب کے لیے اول اوپر کی جانب کاٹ دین، یہ قطع قد آدم کے برابر کی اونچائی پر واقع ہو، ایسا ٹھیک ترکیب کے وقت کرنا چاہیئے، اس کے بعد ترکیب مین تاخیر کی مطلق گنجائش نہین ہے، یہی صحیح اور مجرب طریقہ ہے، بعض کی یہ رائے ہے کہ جنوری یا فروری مین کاٹ کر چھوڑ دیا جائے، اور مقام مقطوع مین سفید چکنی مٹی لگاکر کپڑے سے مضبوط کر کے باندھ دین تا کہ بارش اسکو بہا نہ دے، پھر جب ترکیب کا وقت ہو تو قطع اول کے نیچے سے ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ چھوڑ کر دوبارہ قطع کردین،

ص اور دوسرن کا قول ہے کہ شاخ کی چھوٹی اور بڑی شاخون کو اس حد تک چھوڑ دینا چاہیئے کہ جہانتک یہ شاخ ان کا بوجھ برداشت کر سکے، یا ہر شاخ کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے رکھنا چاہیئے تا کہ اس پر بار نہ ہو، بقیہ کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور جو شاخین چھوڑ دیجائین ان کو نصف یا ربع کر دینا چاہیئے کیونکہ اگر ایک یا دو شاخین پوری چھوڑی جائین گی تو مادہ نمو کم ہو جائے گا، اور ترکیب کیلئے یہ مضر ہوگا، اسی طرح اگر کل یا اکثر شاخون کو مرکب کر دیا جائے تو درخت کا جوہر منقسم ہو جائے گا اور ترکیب مین ضعف پیدا ہو جائے گا، اسلیے یہ ضروری ہے کہ اسی حد تک

شاخین چھوڑ دیجائین، جس حد تک بڑی شاخ مین قوتِ برداشت ہو، بقیہ کو صاف کر دینا چاہیئے، اس کا خیال رہے کہ قوی اور سیدھی شاخ کو چھوڑ دینا چاہیئے اور کمزور اور ٹیڑھی شاخ کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، شاخین بالکل برابر کاٹی جائین، بعض حصہ بعض سے بلند نہ ہونے پائے، یہ واضح رہے کہ ان کو نہایت تیز لوہے سے آہستہ کاٹنا چاہیئے، تاکہ شاخ کا کوئی حصہ پھٹنے نہ پائے، ورنہ نقصان دہ ہوگا،

انگور، بادام اور مشتہی وغیرہ کی ترکیب مین زمین کے اندر نصف بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک بالشت نیچے جڑ کے قریب شق کیا جائے اور مرکب کرکے اس پر مٹی ڈالدی جائے، لیکن اگر احتیاط سے انگور کے تنے تک کوئی پہنچ جائے تو انگور کو ایک قدآدم اونچائی پر قطع کرے اور اسی وقت مطعم علیہ کو کسی ظرف مین رکھکر ترکیب دیدے، بادام اور مشتہی مین زمین سے ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچا قطع کیاجائے اور پھر مرکب کیے جائین، اور مقام ترکیب مین مٹی اچھی طرح لپیٹ دیجائے اور اسکی احتیاط کیجائے کہ قلم مین جنبش نہ ہو، یا دوسری صورت یہ ہے، کہ مقامِ ترکیب کو کسی ظرف مین داخل کردین اور اس ظرف کو نہایت عمدہ اور خالص مٹی سے بھر دین، یہ طریقۂ عمل انجیر مین بھی مستعمل ہے بالخصوص جبکہ وہ تطعیم بالشق سے مرکب کیا جائے، اور سیب امرود، آلو بخارا، قراسیا اور پستہ وغیرہ مین زمین کے بالکل متصل شق کیا جائے صرف ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ اونچا چاہیئے، البتہ اگر احتیاط سے تنے تک پہنچ جائے، تو ایک قدآدم چھوڑ کر تنے ہی مین قطع کیا جائے اور فوراً ترکیب دیدیجائے اور بقیہ شاخون کو زیتون کی طرح کاٹ ڈالا جائے، تنے اور شاخون مین ترکیب دوسرے مواضع سے بہت اچھی ہوتی ہے کیونکہ اس مین احتیاط کی بڑی ضرورت

ہوتی ہے اور اس بنا پر چند ہی دنون مین ترکیب بار آور ہوجاتی ہے، البتہ انجیر نر اور مادہ مین ترکیب انبوب (سنی) اور رقعہ (پیوند) کے لیے علوی حصہ مین شق کرین اور اس کا وقت درخت کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے ہے، اگر درخت کمزور ہے، تو جنوری ہی مین اس کا عمل کر دین اور اگر قوی ہے تو فروری مین ایسا کرین، ترکیب کے بعد بقیہ شاخون کو جیسا کہ زیتون مین بتایا گیا ہے کاٹ ڈالا جائے، البتہ ان کو چھوڑ دینا چاہیئے، جسمین آئندہ ہم کوئی ترکیب کرنے کا قصد رکھتے ہون، اس کا مفصل ذکر پھر آئے گا،

ترکیب بالشق اور دوسری ترکیبون کے لیے بھی شاخ کا وہ حصہ منتخب کرنا چاہیئے جو نہایت عمدہ اور نرم ہو، ایسے مقام کو آرہ سے اس طرح پر کاٹنا چاہیئے کہ کاٹ پوست پر واقع ہو اور کاٹتے وقت دھار پر میٹھا پانی کپڑے سے لیکر ٹپکاتے جائین، یہ اس وقت جبکہ کسی مقام پر آلۂ قاطعہ رک جائے، لیکن ایسے موقعہ پر روغن کا استعمال ممنوع ہے، اگر ترکیب بالشق مقصود ہو تو شاخ یا تنے کے درمیان تیز دھار والی پتلی چھری کو رکھین جسکی دھار کم سے کم ایک انگل کے برابر ہو اور جو بالکل درانتی کی طرح مستوی ہو تاکہ جسکو شق کیا جائے وہ بھی بالکل برابر قطع ہو، اسی چھری کو رکھنے کے بعد اس کے اوپر بائین ہاتھ سے لکڑی یا پتھر سے مارین تاکہ وہ شاخ کے اندر نصف انگل یا اس سے زیادہ داخل ہو جائے، اس کے بعد چھری کو اسی مقام سے آہستہ سے نکال لینا چاہیئے اور مقام مقطوعہ کو کپڑے سے ڈھک دینا چاہیئے، تاکہ ہوا نقصان نہ پہنچائے، یہان تک کہ قلم مرکب کئے جائین، لیکن شق کے بعد ترکیب مین مطلقاً تاخیر نہ کرنی چاہیئے، بلکہ جہان تک جلد ممکن ہو اس عمل کو ختم کرنا چاہیئے،

انشاء اللہ آئندہ قلمون کے تراشنے کا بیان مفصل آئے گا، اور اس سے قبل کتاب ابن حجاج اور دوسرے مصنفات سے جو معلومات اخذ کئے گئے ان پر دوبارہ نظر کرنی چاہیئے،

فصل

مقام ترکیب کی حفاظت کا طریقہ اور اس مین قلمون کے لگانیکی تدبیر،

ص، غ، اور خ مین ہے کہ مقام ترکیب کو قلمون کے لگانے کے بعد چکنی مٹی اور شیرین خاک لگا کر محفوظ کر دین کیونکہ اس قسم کی مٹی مین برودت، رطوبت اور لزوجت سب ہی یکجا ہوتی ہین یا باریک مٹی کو بھوسہ کے ساتھ خوب گوندھ کر بقدر ضرورت لگا دین اسمین فضلہ نہین ہوتا ہے، اور منتہی شق کے نیچے تقریباً ثلث یا اس سے کچھ زیادہ جگہ کو محفوظ کر دین یا صرف ایک یا نصف انگل کے برابر چھوڑ دین یا انگور کی دو گرہون کے برابر جگہ چھوڑ دین، بہرحال شق کے اکثر حصہ کو مٹی لگا کر محفوظ کر دین، مٹی کے اوپر ایک کپڑے کی دھجی اچھی طرح سے باندھ دین تاکہ آفتاب کی گرمی اور ہوا کی خشکی سے محفوظ رہے، اور پانی اور چیونٹی کے داخل ہونے کا کوئی راستہ نہ رہے، انگور اور اس کے ہمجنس کی ترکیب مٹی کے ظروف اور کونڈون مین کیجاتی ہے، ان ظروف کو مٹی سے اچھی طرح بھر دیتے ہین، بعض کا قول ہے کہ مقام ترکیب کو بٹی ہوئی ڈوری سے مضبوط باندھنے کے بعد ایک کپڑا لپیٹ دین، اور اس کے اوپر بھی تھوڑی سی مٹی لگا دین اور اس مٹی کو کپڑے سے پھر باندھ دین، جن درختون مین اس قسم کا عمل کیا جاتا ہے ان کی لکڑی مین صلابت ہوتی ہے، جیسے سیب، امرود، بہی، آلوبخارا، زیتون اور انار وغیرہ بین، لیکن جن درختون کی لکڑیان نرم ہوتی ہین، جیسے انگور اور انجیر

وغیرہ ان کی ترکیب اگر شق کے ساتھ ہوئی تو بعض کی ترکیب زمین کے نیچے ہوتی ہے
اور موضع ترکیب پر نصف بالشت یا اس سے زیادہ شق کے نیچے تک مٹی ڈالدین
اور اکثر قلم ظروف مین رکھے جاتے ہین، اس طرح کہ ان کو مٹی کے نئے ظروف مین رکھین
اور اُن کے نیچے ایک سوراخ کر دین تاکہ شاخ اس سوراخ کے اندر داخل ہو سکے،
اس سے قبل ان ظروف کو عمدہ مٹی سے بھر دینا چاہیئے، اور اس مین زمین کی خاک بھی ملادین
ترکیب سے قبل ان ظروف کو اچھی طرح درست کر لینا چاہیئے، ان ظروف کی بڑائی چھوٹائی
اُس تنے یا شاخ کی رقت اور غلظت کے لحاظ سے رکھنی چاہیئے جو اس مین رکھی جائیگی،
مقام ترکیب کو وسط ظرف مین رکھنا چاہیئے مٹی کے ظروف بڑی ہانڈیون اور گملون کے
برابر ہون اور اگر یہ نہ مل سکین تو ایسے حلقے اور دائرے بنا لیے جائین، ظروف کے
نیچے جیسا کہ اس سے قبل لکھا گیا ہے ایک سوراخ بنانا چاہیئے، اور اس مین شاخ
داخل کرنی چاہیئے، اس ظرف کو مقام ترکیب سے نیچے لانا چاہیئے، اور عمل سے فراغت
کے بعد پھر اوپر کر دینا چاہیئے تاکہ مقام ترکیب وسط ظرف مین رہے، اور ظرف کے
نیچے شاخ کے ارد گرد ایک بڑی ڈوری لپیٹ کر مضبوطی سے باندھ دینا چاہیئے
اور اسکی شکل ایک خلخال کے مانند ہو جائے گی، اس سے ظرف اپنی جگہ پر قائم رہیگا
اور نیچے آنے سے یہ گرہ روکے گی، جہان تک ممکن ہو اس عمل کو اچھی طرح کرنا چاہیئے،
ان ظروف کو خوب عمدہ مٹی سے بھر دینا چاہیئے اور بھرنے کے بعد اس کو آہستہ سے
دبا کر برابر کر دینا چاہیئے، اور اس کا اچھی طرح خیال کرنا چاہیئے کہ قلم مین جنبش نہ پیدا ہو،
ص نے لکھا ہے کہ ظرف کی مٹی کو تھوڑے پانی سے برابر سیراب کرتے رہین،
تاکہ جلد خشک نہ ہونے پائے، بعض کا قول ہے کہ ایک دن چھوڑ کر پانی ڈالا جائے،

بعض کی یہ رائے ہے کہ اس پر ایک اسپنج یا صاف روئی کو پانی مین بھگا کر اول شب مین رکھدین اور دوسرے دن تک چھوڑ دین، یہ ترکیب شدید گرمی مین ضرور کرنی چاہیے

ق کا قول ہے کہ مقام ترکیب سے اوپر شیرین پانی سے بھرا ہوا ایک کوزہ لٹکا دین اور اس کے نیچے ایک باریک کپڑا رکھدین، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ زیتون کی ترکیب اس کوزہ والی صورت کی بے حد محتاج ہے، کوزہ مین میٹھا پانی بھر دیا جائے اور اس کے نیچے ایک باریک کپڑا رکھا جائے تاکہ اس کا پانی قطرہ قطرہ کر کے اس پر ٹپکے اور جب اس کوزہ کا پانی ختم ہو جائے تو فوراً دوسرا پانی بھر دینا چاہیے کیونکہ زیتون کی جڑ بہت زیادہ پیاسی ہوتی ہے، اس کا بیان درختون کے لگانے کے بیان مین کیا جاچکا ہے، اور جو درخت کہ ظروف کے محتاج ہوتے ہین انہین بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے،

اگر گلاب کی شاخ انگور اور بادام کے ساتھ مرکب کی جائے یا انجیر نر اور مادہ ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کئے جائین تو ان کو ترکیب بالشق یا ترکیب رومی سے زمین کے اوپر مرکب کرین گے، ص کا قول ہے کہ ان کو زمین کے اوپر مرکب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی لکڑیان بہت کمزور ہوتی ہین، زمین کے اندر مرکب کرنے سے کیڑے لگ جانے کا بہت جلد خطرہ ہوتا ہے، اسی طرح اگر انجیر توت، یا شہتی کے ساتھ مرکب کیا جائے، اور زیتون رند کے ساتھ یا رند زیتون اور ضرو کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا سیب خطمی کے ساتھ اور بادام، جنگلی آلو بخارا کیساتھ یا خوخ آلو بخارا اپنی جنگلی نسل کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا حب الملوک آلو بخارا مین مرکب کیا جائے اور بری آلو بخارا شفتالو کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا پستہ بادام کے ساتھ مرکب کیا جائے اور اترج، نارنج، رنبوع اور لیمون کے ساتھ مرکب کیا جائے یا

انگور انگور کیساتھ مرکب کیا جائے توان تمام صورتون مین ظروف کا لگانا ضروری ہی
اوران مین مٹی اورپانی کاڈالنا بھی ضروری ہے، لیکن اشجار کہ ظروف سے مستغنی ہوتے
ہین اور صرف مٹی اور بندش ان کے لیے کافی ہوتی ہے، جیساکہ اوپر بیان کیا
گیا ہے' ان کو بھی اگر ظروف مین رکھکر مرکب کرین تو بہتر ہے' اس سے ترکیب
بہتر ہوگی، مثلاً زیتون اوراس کے اقسام کے درخت امرود اور بہی کے ساتھ مرکب
کیئے جائین، اسی طرح امرود اور بہی انگور کے ساتھ مرکب ہون اور انار اپنے اقسام
مثلاً گلنار وغیرہ کے ساتھ مرکب ہون اور آلو بخارا اپنے اقسام کے ساتھ مرکب ہو،
اسی طرح بادام اور انگور زمین کی سطح پر تم کے ساتھ مرکب کیے جائین جن درختون کی
ترکیب ظروف مین کیجاتی ہے ان کا صحیح وقت گذار کر اگر مرکب کئے جائین تو بہتر
ہے، مین نے شیرین امرود کے متعدد قلم کو بہی کے بڑے درخت کے ساتھ مرکب
کیا، اس مین کوئی ایسی نرم اور چکنی جگہ نصف قدم تک نہ تھی جو ترکیب کے لیے مناسب
ہوئی، مجبوراً مین نے اس کو اسی قدر بلندی پر مرکب کیا اور اس مین ایک بڑا ظرف
لگادیا جیسے ایک بڑا مرتبان ہو اور اس مین وہی عمل کیا جو اس سے قبل ذکر کیا
گیا ہے، چنانچہ یہ ترکیب بہت مفید ثابت ہوئی اور ایک سال کے اندر دس
بالشت کا پودہ تیار ہوگیا، اور بہت اچھی طرح نشو ونما پاتا رہا، چند سال کے بعد وہ
ظرف ٹوٹ گیا اور بہی کی جڑ سے مٹی بھی جھڑ گئی، بلکہ جڑ بالکل بوسیدہ اور کھوکھلی
ہوگئی اور ان قلمون مین ظرف کے اندر نئی جڑین پیدا ہوگئین اور بڑھتے بڑھتے
زمین کے اندر غائب ہوگئین اور اُن کی مستقل جڑ بنگئی' پھر بھی اوپر کے بوجھ سے
ان مین ضعف موجود تھا، اسلیے مین نے دوسرے ظروف مین اس ترکیب کو

منتقل کر دیا اور مٹی سے ان کو بھر دیا، اس طرح کئی سال تک چھوڑ دیا پھر یہ دوسرے
ظروف بھی ٹوٹ گئے تب مین نے قلم کی جڑ دن کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا لیکن
ہر طرف سے لکڑیون کا ٹیک لگا دیا تاکہ بوجھ کو برداشت کر سکین، اسی حالت
مین جڑین موٹی ہوتی گئین، بالآخر یہ سب آمرود کے نہایت شاداب درخت
تیار ہو گئے اور کئی سال تک پھل لاتے رہے، یہ اس پر دلیل واضح ہے کہ
ہر قسم کے درخت کے لیے ظروف کا لگانا کپڑے کی بندش اور مٹی لگانے سے
زیادہ اچھا ہے، مین نے اشبیلیہ کے ایک ماہر فلاحت کو دیکھا کہ اس نے
سیب کے ملوخ کو پانی کی نالیون کے درمیان لگایا اس کے بعد اس نے
آمرود کو سطحِ زمین کے متصل سیب کے ساتھ مرکب کیا اور مقامِ ترکیب کو مٹی اور
کپڑے سے باندھ دیا اور نالی کے اردگرد کی مٹی مقامِ ترکیب پر ڈالدی یہان تک
کہ اس کا اکثر حصہ مٹی کے اندر چھپ گیا، کچھ دن بعد یہ ترکیب بہت عمدہ ثابت ہوئی
مین نے خود آمرود کو سیب کے ایک بڑے درخت کی جڑ مین مرکب کیا، اور یہ ترکیب
بارآور ہوئی اور مرکب شدہ پودا دس بالشت تک بڑھا، اس کے بعد وہ گرمی
کی شدت سے خشک ہو گیا، کیونکہ سیب کا یہ پودہ نہر یا پانی کے راستہ کے
قریب نہ تھا اور نہ پانی سے زیادہ سیراب کیا جا سکتا تھا، تو میرے تجربہ مین
یہ بات آئی کہ آمرود کی ترکیب سیب کیساتھ اس مقام پر ہو سکتی ہے جہان پر
پانی موجود ہو،

فصل

ترکیب کیلئے کیونکر قلم حاصل کئے جائین اور ان کا طول وعرض اور

عمق کیا رکھا جائے، اگر وہ فوراً نہ استعمال کئے جائین توان کی
حفاظت کی کیا تدبیر اختیار کیجائے اور ایک مقام سے دوسرے
مقام بعید تک کیونکر منتقل کئے جائین،

ائمۂ فلاحت کہتے ہین کہ قلم ان درختون سے لیے جائین جنمین بکثرت اچھے
پھل آتے ہون، قلم نہ بہت اونچے مقام سے لیا جائے اور نہ بہت اسفل حصہ سے
لیا جائے بلکہ وسط مقام سے لینا چاہیئے، مشرق یا قبلہ[1] کی سمت سے یہ لیے جائین
یہ شاخین صحیح اور تندرست ہون، بوسیدگی اور گھنگی اور دوسرے عوارض سے
محفوظ ہون، بلکہ مضبوط، اور پانی سے بھری اور تروتازہ ہون اور ان مین گرہین
قریب قریب ہون،

ق اور دوسرے دن کا قول ہے کہ قلم مین دو تین چھوٹی شاخین بھی نکل آئی ہون
جو آپس مین مساوی ہون، قلم کی چھال اس درخت کی چھال کے مشابہ ہو جسمین
وہ مرکب ہوگا، یہ شاخ جو قلم کے لیے لیجائے، کم سے کم دو سال کی ہو کیونکہ ایک
سال کی شاخ تو جلد اگنے والی اور پھل لانے والی ہوتی ہے، لیکن اس سے خطرہ
ہمیشہ رہتا ہے اور انگور کے ہر قلم مین دو یا تین گرہین ہونی چاہئین، میوہ جات کے
قلم ایسے ہونے چاہئین کہ اس مین چھوٹی کلیان بھی ہون جو کھلنے کے قریب ہون
لیکن کھلی نہ ہون یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شاخین چکنی نرم اور کم گرہ رکھنے والی ہونگی
وہ ترکیب کے لیے ازحد مفید ہونگی،

خ کا قول ہے کہ بعض لوگون کی یہ رائے ہے کہ ترکیب کے لیے قلم اس وقت

[1] اندلس کا قبلہ رخ مشرقی شمالی گوشہ مین واقع ہے، اور وہان کا مشرق مغرب اور جنوب کے درمیان مین ہے

لیا جائے جبکہ درخت شاداب ہون اور پتیان خوب تر و تازہ ہون جیسا کہ زیتون
کا قلم لیا جاتا ہے، زارع کو اس کا ارادہ کرنا چاہیئے کہ وہ اس وقت قلم تراشے
جب کہ درخت پتیون سے سرسبز ہو، کیونکہ وہ مادہ جو مطعم علیہ کے درخت مین ہوتا
ہے قلم کی تازی پتیون کی وجہ سے بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور مطعم کی شاخ کو
کافی غذا ملتی ہے،

ص کا قول ہے کہ قلمون کا طول ڈیڑھ بالشت ہونا چاہیئے، لیکن اس کا خیال
رکھنا چاہیئے کہ اس مین ضعف یا کوئی خرابی نہ ہو، ق کہتا ہے قلم کی ضخامت سبابہ
(انگوٹھے کے بعد کی انگلی) کے برابر ہو، ایک دوسری جگہ پر کہتا ہے کہ ان کی موٹائی
انگوٹھی کے برابر ہو اور قلم انگور کی ضخامت انگوٹھے کے برابر ہو، اس قلم کا طول جو
انگور کی جڑ مین مرکب کیا جاتا ہے دو ہاتھ ہونا چاہیئے اور اس کا طول جو اوپر کی
جانب مرکب کیا جاتا ہے، ایک ہاتھ رکھنا چاہیئے، ص نے اس قول کے بعد کہ قلم
کی موٹائی چھنگلیا کے برابر ہو یہ لکھا ہے کہ پتلی اور نرم شاخ جلد نشو و نما پاتی ہے،
اور اس کے برخلاف موٹی شاخ ہے اور پتلی شاخ اگر پرانی اور پھلدار ہو تو وہ
اوسط ضخامت کے درختون کے لیے اور دوسری پتلی شاخون کے لیے کارآمد ہو سکتی
ہے اور موٹی شاخ موٹے درختون اور موٹی شاخون کی ترکیب کے لیے مفید ہے،
یہ شاخین ایسے تیز لوہے سے کاٹی جائین جس کے کاٹنے مین آواز نہ پیدا ہو، اگر
ہاتھ سے توڑ لیجائین تو بہت اچھا ہے، یہ لحاظ رہے کہ شاخین اچھے دنون مین کاٹی
یا توڑی جائین جبکہ ہوا معتدل ہو، دوپہر کے وقت بہت تند و تیز نہ چلے،

ق کہتا ہے کہ یہ شاخین چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ مین کاٹی جائین کاٹنے کے

بعد عمدہ، مرطوب اور میٹھے پانی سے سیراب شدہ مٹی مین رکھدین یا پانی کے اندر مٹی مین دس یا بارہ دن تک رکھین، اس کے بعد پھر تطعیم کرین، کیونکہ اگر اس وقت کاٹ کر مرکب کر دیجائین تو اچھی طرح مطعم سے لگاؤ نہ پیدا ہوگا، یہ بھی اسی کا قول ہے کہ انگور کی شاخین تراشنے کے بعد ہی مرکب نہ کر دی جائین، بلکہ کٹی ہی جگہ پر مٹی اور گیلا گوبر رکھدین اور پھر اس کو کسی گڈھے مین رکھکر تر مٹی سے ڈھک دین، اسی حال مین نو یا دس دن گڈھے کے اندر رکھین اور اوپر سے اسقدر گھیر دین کہ ہوا سے محفوظ رہے، اس کے بعد اس کو نکال کر پھر مرکب کرین،

اس کی یہ بھی رائے ہے کہ اگر تمھارے اس پودے یا ترکیب پر بارش کا پانی پڑ جائے تو نفع بخش ہوگا، برخلاف اس کے جو درخت کہ چھال کے ذریعہ سے مرکب کئے جاتے ہین ان کے لیے بارش سخت مضر ہے، عامہ فلاحین کا قول ہے کہ اگر ہوا تند ہو جائے، اور ٹھنڈ گرنے لگے تو ترکیب کا عمل روکدینا چاہیئے اور اچھے دن اور معتدل ہوا کا انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ موجودہ ہوا اس کے لیے سخت مضر ہے، یہ مٹی اور زمین مین شق پیدا کر دیتی ہے، ایسے وقت مین قلمون کی شدید حفاظت کی ضرورت ہے، قلمون کو سایہ دار مقام پر ایک ہاتھ گڈھا کھود کر اس مین رکھدینا چاہیئے اور گڈھے کے اندر عمدہ قسم کی مٹی ڈالنی چاہیئے، پھر گڈھے کو دوسری مٹی سے خوب بھر دینا چاہیئے، حتی کہ کوئی جگہ نظر نہ آئے، ہوا کی اصلاح تک ان کو اسی جگہ رہنے دینا چاہیئے، خواہ اس انتظار مین ایک ہفتہ سے زاید کیون نہ ہو جائے، البتہ خ کا قول ہے کہ اس سے زیادہ مدت تک انتظار نہ کرنا چاہیئے،

ص کا قول ہے کہ جب قلم اس گڈھے سے نکال لیے جائین تو ترکیب سے قبل ان پر پانی چھڑک دیا جائے، لیکن ان کو پانی مین بھگایا نہ جائے ورنہ ہوا ان کو خراب کر دے گی، البتہ غرس کے وقت اگر بضرورت پانی مین ڈالدئیے جائین تو کوئی ہرج نہین ہے، مگر صرف ایک یا دو دن پانی مین ڈال سکتے ہین، اس سے زیادہ اگر رکھین گے تو خرابی لاحق ہو جائے گی، انگور کی شاخ اس قاعدہ سے مستثنی ہے، وہ پانی مین رکھی جا سکتی ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے کہ وہ خراب نہین ہوتی ہے، قلمون کے استحفاظ کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ ان کو مٹی کے ظروف مین جنکا منھ تنگ ہو رکھین، یہ ظروف کورے ہون لیکن اگر میٹھے پانی کو جذب کئے ہوئے ہون تو اچھا ہے، ان مین قلمون کو رکھ کر اوپر سے ایک کپڑا باندھ دین تاکہ ہوا کا داخلہ نہ ہو سکے، ان مین پانی ڈالنے کی ضرورت نہین ہے، اس کے بعد یہ مٹکے زمین کے اندر دفن کر دیئے جائین، اسی طریقہ پر قلم ایک ملک سے دوسرے ملک مین منتقل کئے جاتے ہین، اور اسی طرح وہ قلم بھی محفوظ کر لیے جاتے ہین جنکے درخت مین پتے جلد آتے ہون اور جنمین وہ مرکب کئے جائین گے، ان مین دیر مین آتے ہون، تو اس وقت تک کیلئے جب تک وہ شاداب نہ ہون ان کو محفوظ کر لیا جائے، کیونکہ یہ مفتی بہ مسئلہ ہے کہ اس درخت مین ترکیب کرنا زیادہ انسب ہے جسمین پتیان تازی آئی ہون، خصوصاً انار کے درخت مین یہ ضروری ہے، ق کا قول ہے کہ اگر قلم دوسرے ملک مین لیجانا مقصود ہو تو ان کو ایک مٹکے مین اس طرح پر رکھین کہ اول مٹکے کے اندر عمدہ مٹی ڈالین اور قلمون کو رکھنے کے بعد بھی تھوڑی مرطوب مٹی ڈالین،

اور خود مٹکے کے ظاہری حصہ کو مٹی سے لیپ دین،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ قلم ان درختون سے لیے جائین جنکی موجودہ پتیان نئی پتیون کے نکلنے سے قبل جھڑی نہ ہون، یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ درخت مین نئی پتیون کے نکلنے کا ہیجان ہوتا ہے، اور درخت سے پانی جاری ہو جاتا ہے، کیونکہ قلم مین جب نئی پتیان آجاتی ہین تو ان کا اصلی مادہ ختم ہو جاتا ہے، اسلیے قبل ہی قلم لے لیے جائین تو اچھا ہے، یہی صورت ملوخ اور پودون کے لیے ہے، اس سے صرف انار مستثنیٰ ہے، اگر لقاح سے قبل شاخین نہ مل سکین اور ترکیب کی شدید ضرورت ہو تو پتیون کے نکلنے کے بعد بھی قلم لے سکتے ہین، مگر اس کے لیے ان شاخون کو منتخب کرنا چاہیئے جو جڑ مین یا تنے مین نکلی ہون، ان کی آنکھون کو سب سے پہلے پھوڑ دینا چاہیئے اور پتیون کو توڑ کر پھینک دینا چاہیئے اور دس دن تک اسی حال مین چھوڑ دینا چاہیئے، یہان تک کہ ان مین اصلی مادہ پھر لوٹ آئے اور خوب جم جائے اور اس قدر زور پیدا ہو جائے کہ دوبارہ پتیون کے نکلنے کے آثار نمودار ہو جائین جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو ان مین سے سخت مقام کو کاٹ کر قلم بنا لین، اور شاداب درخت کے ساتھ مرکب کر دین، اُمید ہے کہ انشاء اللہ یہ ترکیب مفید ہو گی، اس قسم کا عمل ان شاخون مین کرنا چاہیئے جو ترکیب کے لیے ٹھیک ہون اور آنکھین جنکا ذکر کیا گیا ہے غالبًا مادہ سے خالی ہون لیکن شاخین ایسی نہ ہون،

انجیر کے لیے قلم کا انتخاب جڑ کی شاخون سے یا تنے کی شاخون سے کرنا چاہیئے یا ان دونون کے متصل مقام سے لینا چاہیئے، اس وقت قلم کاٹنا چاہیئے جبکہ

درخت مین پانی جاری ہو جائے اور وہ شاخین لیجائین جنکا پوست سرخ ہو اور
پرانی اور پتلی ہون زیادہ موٹی نہ ہون اور ان مین گودہ کم ہو، یہ شاخین یا جڑ کی
ہون یا تنے پر کی ہون یا ان شاخون مین سے ہون جو درخت مین مختلف جہات
مین نکل آئی ہون، بشرطیکہ کسی غیر محمود سمت مین نہ ہون، ان مین سے نرم شاخ
کو قلم کے لیے لینا چاہیئے، بلکہ جو سبز ہون انھین کو منتخب کرنا چاہیئے، انجیر اور انگور
کے قلمون کو چند دنون کے لیے زمین کے اندر دفن کر سکتے ہین یہ ان کے لیے
مضر نہ ہو گا، بلکہ ان درختون کے قلم جنکی پتیان گر جاتی ہین زمین کے اندر دفن کیے
جا سکتے ہین اور وہ اس کے متحمل بھی ہو سکتے ہین، لیکن زیتون وغیرہ جنکے پتے
نہین گرتے اور بالکل ننگے نہین ہوتے تو اس قسم کے درختون کی شاخین کا ٹکر
فوراً لگا دیجاتی ہین، کیونکہ تاخیر کو یہ برداشت نہین کر سکتی ہین، مگر جب ان کو محفوظ
رکھنے کی شدید ضرورت واقع ہو جائے جیسا کہ بیان کیا گیا،

غ کا قول ہے کہ گلاب اگر بادام سیب اور انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے
تو اس کے قلم ان جڑون سے لیے جائین، جو زمین کے اندر ہون، زمین کھود کر
ان مین سے سخت حصہ کو کاٹنا چاہیئے، ص کا قول ہے کہ گلاب کے قلم کے لیے
اس کا ہر حصہ کار آمد ہے، لیکن اس حصہ کو لینا چاہیئے جو نازک ہو اور حجم کم ہو،
مگر ساتھ ہی سخت مقام سے انتخاب کرنا چاہیئے، یہ قلم ہر اس درخت کے ساتھ مرکب
ہو سکتا ہے جس مین مادہ قوی موجود ہو، جیسے سیب انگور اور بادام وغیرہ مین گلاب
ترکیب بالشق سے مرکب ہوتا ہے، مرکب کرنے کے بعد مقام ترکیب کو ان ظروف
مین محفوظ کر دین، جس مین عمدہ قسم کی مٹی اور ریت بھری ہو، اور بار بار اس کو سیراب

کرتے رہین، اس طرح پر عمل کرنے سے گلاب بہت خوشنما پھول لائے گا، اور ان درختون کے ہم عمر ہوگا جن مین یہ مرکب کیا گیا ہے، انگور کے قلم ان شاخون کیلئے لیے جاتے ہین جنکے اوصاف ایسے ہون جیسے پھلدار شاخون کے ہوتے ہین، خ کا قول ہے کہ ان شاخون کو قلم کے لیے منتخب کرنا چاہیئے، جو کسی موٹی اور بڑی شاخ کے فروع ہون اور ان مین گرہین قریب قریب ہون، بادام کی وہ شاخ ترکیب کے لیے لیجاتی ہے جو جڑ مین نمودار ہوتی ہے، اس کیلئے ابن حجاج کی کتاب اور فلاحۃ نبطیہ کا مطالعہ کرو،

فصل

قلمون کے تراشنے کا طریقہ، ص، غ، اور خ کی کتابون سے

علمار کا قول ہے کہ وہ اقلام جن سے پوست اور مغز کی ترکیب عمل مین آتی ہے اور جو رومی ترکیب کے نام سے مشہور ہے، کتابت کے قلم کی شکل کے تراشے جائین، اس طریقہ سے کہ ایک جانب نصف شاخ سے ذرا کم چھیلین کیونکہ اس سے زیادہ چھیلنا مناسب نہین ہے، تراش بالکل برابر ہو، اصل گودہ یا مغز کو تراشنا نہین چاہیئے، البتہ قلم کی نوک پر جو مغز ہو اس کو چھانٹ ڈالین، بقیہ نصف حصہ کو بالکل صحیح وسالم رکھین، لیکن اگر اس کے پوست کو بھی آہستہ سے کھرچ دین تو بہت اچھا ہو بالخصوص اس وقت جبکہ قلم کے پوست مین سختی ہو، میری رائے ہے کہ قلم کے آخری حصّہ کو اگر اس قلم کے مانند بنائین جو ترکیب بالشق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور مغز کو کاٹنے سے محفوظ رکھین تو بہتر ہے کیونکہ یہ مجرب ہے،

کہ مغز کا اگر زیادہ حصہ کاٹ چھانٹ مین چلا گیا تو وہ اچھی طرح نشو ہی نہ پائے گا،
مین نے قلم کے بقیہ نصف حصہ کو چھیلکر بھی لگایا ہے، میرے نزدیک کوئی نقصان
نہین ہے، مقطوعہ حصہ کا طول انگوٹھے کے برابر ہونا چاہیئے، بعض نے کہا ہے کہ
نصف انگلی کے برابر ہو، بعض نے کہا کہ اسی قدر کاٹنا چاہیئے جتنا کہ لکھنے کا قلم
کاٹا جاتا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ اس شاخ کی ضخامت اور لطافت کے لحاظ سے
ہوگا، جس مین ان قلمون کو مرکب کرنا مقصود ہو، ق کہتا ہے کہ قلم کو دو انگل کے
برابر کاٹنا چاہیئے اور ایسا نہ کاٹنا چاہیئے کہ اس کے گودے سے بھی کچھ حصہ کٹ جائے،
وہ قلم جو ترکیب بالشق کے لیے تیار کیا جاتا ہے جسکو ترکیب نبطی بھی کہتے
ہین، دروازے کی کنڈی کی شکل کا بنایا جاتا ہے، جس طرف سے شاخ کاٹی گئی
ہو اسی طرف سے اس کو چھانٹنا چاہیئے، تراش بالکل برابر ہو خواہ شاخ کتنی ہی موٹی ہو،
صرف نچلے حصہ کو اوپر کے حصہ سے ذرا زیادہ باریک اور پتلا کر دین، جس شاخ مین
یہ قلم مرکب کیا جائے اس کے وسط شق کو کسی آلہ سے کھول دین، اس مقطوعہ قلم
کی شکل بہر حال اس بڑی چھری کی طرح ہوگی جسکی دھار بالکل پتلی ہوتی ہے اور پچھلا
حصہ موٹا ہوتا ہے، قلم کا جو دبیز حصہ ہو اس کو مرکب کرتے وقت باہر کی طرف رکھین،
اور جو باریک ہو اس کو مطعم کے شق مین داخل کر دین، اس قسم کا قلم نصف انگل کے
برابر ہونا چاہیئے، اور اسکی سطح بالکل برابر ہونی چاہیئے، بیچ مین کوئی ایسی ضخامت
نہ ہو جسکی وجہ سے دونون شاخین اچھی طرح جٹ نہ سکین،

ق کا قول ہے کہ انگور کا قلم ڈھائی انگل کے برابر ہو، اسکو اس طرح کاٹا جائے
کہ اس کا گودہ صحیح وسالم رہے، البتہ باریک کرنے مین اگر کچھ مغز کٹ جائے تو حرج

نہین ہے انگور کے پودے مین بھی اسی طرح شق کیا جاتا ہے جیساکہ بیان کیا گیا زیادہ یاکم کرنے کی ضرورت نہین ہے، اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ قلم مین آنکھین ہون تاکہ ان کی وجہ سے اس شق کی حفاظت ہو سکے، گودے کے چھانٹنے سے تمام قلمون مین احتیاط کی ضرورت ہے، تراشیدہ اقلام کو میٹھے پانی مین ایک ظرف کے اندر رکھین، جب کوئی قلم درست کرلیا جائے تو اسکو دوسرے قلمون کی درستگی تک پانی مین ڈالدینا چاہیئے، ابن حجاج کی کتاب سے جو کچھ اس بارے مین اخذ کیا گیا ہے وہ لکھ دیا گیا ہے،

فصل

ترکیب بالشق یعنی ترکیب نبطی کا طریقۂ عمل ص، غ اور خ کی کتابون سے،

ان کا قول یہ ہے کہ ترکیب نبطی کا استعمال ان درختون کے لیے ہوتا ہے جنکا چھلکا پتلا ہوتا ہے مثلاً سیب، جوان امرود، سفرجل، شفتالو، آلو بخارا، زرد آلو، انگور اور وہ زیتون جو جوان ہو جسکی چھال بالکل پتلی ہو نیز انجیر وغیرہ مین ترکیب بالشق کا استعمال ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کا کوئی حصہ کاٹا جائے جیساکہ قبل مین بتایا گیا اور اس سے پہلے قلمون کو اسی شکل مین تراشا جائے، اس کے بعد مطعم کے تنے یا شاخ مین ایک شق پیدا کیا جائے اور اس کے وسط مین برما یا سینگھ کی کنڈی یا لکڑی کی کوئی سیخ ٹھونکدیجائے اور اس کو بائین ہاتھ سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہین اور اوپر سے پتھر یا لکڑی سے ٹھونکین، تاکہ قلم کے برابر اس مین شق پیدا ہو جائے۔

اگر شق مین دوسرے راستے پیدا ہونے لگین تو لوہے کو آہستہ سے کھینچ لین اس کے بعد قلم کو اس کے اندر داخل کرین اور اس کا دبیز حصہ باہر کی جانب رکھین، قلم اور اس شاخ یا تنے کے چھلکے کو جس مین یہ قلم مرکب کیا جائے بالکل برابر کر دینا چاہیئے، بلکہ دونون پوست کی سطح برابر کر دینی چاہیئے اور اس قدر اندر سے ملصق کر دینا چاہیے کہ دونون دو نہ معلوم ہون بلکہ ایک ہی دکھلائی دین اور اس کا امتیاز کرنا بھی مشکل ہو غرضنکہ اچھی طرح جما دین، کتاب ابن حجاج مین ہے کہ اس طرح مرکب کرین کہ مغز سے مغز ملصق ہو جائے،

تمام علمار کا قول ہے کہ قلم کو اس شق مین آہستہ سے داخل کرین، نہ بہت سختی اور تنگی کے ساتھ اور نہ بالکل نرمی کے ساتھ بلکہ اوسط طریقہ سے تہ تک پہنچا دین، اگر اتنی گنجائش نہ ہو کہ اندر جائے تو برما کو رکھکر اوپر سے ذرا آہستہ سے ٹھونکین اور اس طرح شق کی درازی بڑھائین پھر قلم کو داخل کرین یا دوسری ترکیب یہ ہے کہ قلم ہی کو چھوٹا کر دین، یہان تک کہ وہ شق کے برابر ہو جائے، اسی طرح دوسرے قلم کے لیے دوسری جانب اسی طرح کا شق بنانا چاہیئے، اگر شاخ یا تنا جس مین ترکیب ہو گی، زیادہ موٹا ہو تو اس مین شق ذرا عمیق کرنا چاہیئے، جیسے بیگین مین شق بنایا جاتا ہے اور اس مین چار قلمون کو مرکب کرنا چاہیئے، اگر اس سے بھی زیادہ موٹا ہو تو ہر نصف حصہ مین دو شق بنانا چاہیئے اور اس مین چھ قلمون کو مرکب کرنا چاہیئے، ہر دو قلم طول اور غلظت مین مساوی ہون، قلمون کے داخل کرنے کے بعد برما کو نکال لینا چاہیئے اور قلمون کو اچھی طرح جما دینا چاہیئے، اگر شاخ یا تنا غیر معمولی طریقہ پر موٹا ہو اور یہ خوف ہو کہ شقوق برما کے نکالنے کے بعد تنگ ہو جائین گے،

جس سے قلمون کی بالیدگی کو نقصان پہنچیگا اور ان کی چھال لکڑی سے جدا ہو جائیگی
یا لکڑی پر ضرب آجائیگی تو برما کی جگہ پر لکڑی کی ایک چھوٹی سی کھونٹی داخل کردین
اور آہستہ سے اس کو ٹھونک کر اندر کر دین تاکہ شقوق قلمون کے لیے تنگ
نہ ہون، اگر کھونٹی زیادہ لانبی ہو تو جو حصہ شق سے باہر ہو اس کو کاٹ ڈالین،
اور بقیہ کو اندر ہی رہنے دین، دو قلمون کے درمیان جو شق ہو اس کو اسی درخت
کی چھال سے بند کر دینا چاہیئے تاکہ اندر کوئی شے نہ جا سکے، بعض کی یہ رائے ہی
کہ اس شق کو راکھ سے بھرنا چاہیئے، ق کہتا ہے کہ اس کو نرم مٹی اور تر کیچڑ سے پُر
کرنا چاہیئے، اور شق کے طول مین دونون طرف درخت کی چھال رکھ کر ایک
دھاگے سے باندھ دینا چاہیئے، اگر عمدگی سے یہ شاخ یا تنا اس قلم پر جم جائے،
یعنی نہ زیادہ تنگ ہو اور نہ ڈھیلا ہو اور اگر اس مین کوئی فتور رہجائے تو موضع
شق کو اُون کے ڈورے سے یا کتان کے ٹکڑے سے یا کتان کے بٹے ہوئے دھاگے
سے چارون طرف باندھ دین اور اتنا مضبوط باندھین کہ شق قلم کے ساتھ جما رہے،
کسی دوسری رسی یا کھجور کی رسی سے باندھنا نہ چاہیئے کیونکہ اس مین صلابت
ہوتی ہے اور اس سے پوست کٹ جانے کا خطرہ ہے، قلم جب کاٹے جائین
تو سب سے پہلے ان مین مٹی لپیٹ دینی چاہیئے، اور پھر ان کو ظروف مین رکھدیا جائے،
جیساکہ پہلے گذر چکا ہے،

غ، خ اور دوسرے فلاحین کا قول ہے کہ اگر وہ شاخ جسمین قلمون کو مرکب
کیا جائے گا کلائی کے برابر موٹی ہو تو اس مین دو قلمون کو مرکب کرنا چاہیئے اور
اگر اس سے زیادہ موٹی ہو تو چار اور اس سے زیادہ قلمون کو مرکب کر سکتے ہین،

خ کا قول ہے کہ سرخ انگور بہت زیادہ نرم ہوتے ہین حتی کہ وہ گوندھے ہوئے
آٹے کے مانند ہو جاتے ہین، اس کو اگر نمناک مٹی کی جگہ پر مقام ترکیب مین استعمال
کرین تو بہت بہتر ہو، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ گائے کا تازہ گوبر بھی اس جگہ پر استعمال
کیا جاسکتا ہے، اگر موضع ترکیب زمین کے اندر ہو تو اس پر مٹی ڈال کر برابر کردو
اور دبا دین تاکہ قلم متحرک نہ ہون، اس مین تر مٹی لگانے کی ضرورت نہین ہے،
البتہ نشانی کے طور پر کوئی لکڑی یا دوسری چیز نصب کردین تاکہ قلمون کو مضبوط
رکھے اور ہوا کے جھونکون سے محفوظ رکھے، اور مقام ترکیب زمین کی سطح سے کچھ
اوپر ہو تو اس جگہ پر مٹی جمع کر دین اور اطراف وجوانب سے اس کو برابر کر دین یا
دوسری صورت یہ ہے کہ اس مین کوئی مٹی کا ظرف داخل کر دین اور اس کو مٹی
سے پر کر دین، انگور کی شاخین ترکیب بالشق کے ذریعہ سے زمین کے اندر جڑ کے
متصل مرکب کی جاتی ہین، کیونکہ وہان پر تھوڑی سی سختی ہوتی ہے، منڈوے کے
انگور مین ایک قد آدم کی اونچائی پر ترکیب ہوتی ہے مقام ترکیب کو ظروف مین رکھتے
ہین اور اس کو لکڑی پر قائم رکھتے ہین تاکہ ہوا اس کو گرا نہ دے،

ترکیب بالشق کی دوسری صورت

جبکہ جڑ سے ذرا فاصلہ پر عمل کیا جائے

غ وغیرہ کا قول ہے کہ درخت کے ارد گرد جڑ سے فاصلہ پر گڈھا کھودا جائے،
یہان تک کہ وہ جڑون تک پہنچ جائے، اس کے بعد ان مین سے جو موٹی جڑ ہو
اس کو ترکیب کے لیے منتخب کرنا چاہیئے اور پھر اسکو قطع کرنا چاہیئے اور شاخ کے
دونون جانب کو زمین سے ذرا بلند کر کے ہر ایک مین قلمون کو مرکب کر دیا جائے

مرکب کرنے کے بعد مٹی لگا دینی چاہیئے اور اس پر موم جامہ یا کوئی اور مضبوط کپڑا باندھ دینا چاہیئے، یا کہ مقام ترکیب کو کسی ظرف مین رکھدین اور اس کو گڈھے کی مٹی سے پُر کر دین اور مقام ترکیب پر ایک علامت بنا دین، اس طریقہ پر یہ پودا مرکب ہو جائے گا اور پھر تم اس کو دوسری مناسب جگہ پر بھی منتقل کر سکتے ہو،

فصل

اس ترکیب کے بیان مین جو لکڑی اور چھال کے درمیان ہوتی ہی جس کو ترکیب رومی کہتے ہین ص، خ، اور غ کی کتابون سی اُسکا ماخذ،

ان فلاحون کا قول ہے کہ یہ ترکیب ان درختون کے لیے کار آمد ہے جس کی چھال موٹی اور رطوبت دار ہو، جیسے زیتون خصوصًا وہ زیتون جو بہت زیادہ پرانا اور قدیم ہو، اور اسی طرح، آس بری، قسطل، اور انجیر مذکر اور مؤنث ہے، ان مین یہ ترکیب زمین کے نیچے جڑون کے اندر کیجاتی ہے، امرود، بہی اور سیب بھی اس ترکیب کو قبول کرتے ہین بشرطیکہ ان کی چھال موٹی ہو، اور ان کے علاوہ جتنے موٹی چھال کے اشجار ہون گے ان مین اسی طرح ترکیب ہو سکتی ہے، اسکا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے علوی یا سفلی حصہ مین زمین کی سطح کے قریب یا زمین کے اندر جڑ مین ایک شگاف بنائین، زمین کے اندر ان درختون مین ترکیب ہوتی ہے جنکی لکڑی نرم ہو اور وہ اس کے محتاج ہون کہ ترکیب کے بعد ان کو مٹی سے ڈھک دیا جائے یا ظروف مین محفوظ کر لیا جائے، جیسے انجیر مذکر اور مؤنث وغیرہ ہین، قطع کی شکل وہی ہونی چاہیئے، جو اوپر بیان کیگئی ہے، اس ترکیب کیلئے

اسی طرح کا قلم لینا چاہیئے جیسا کہ ذکر کیا گیا قلم کے ایک جانب کو چھیل کر ایسا
بنا لین جیسا کہ لکھنے کا قلم ہوتا ہے اور اسکی شکل یہ ہو گی،
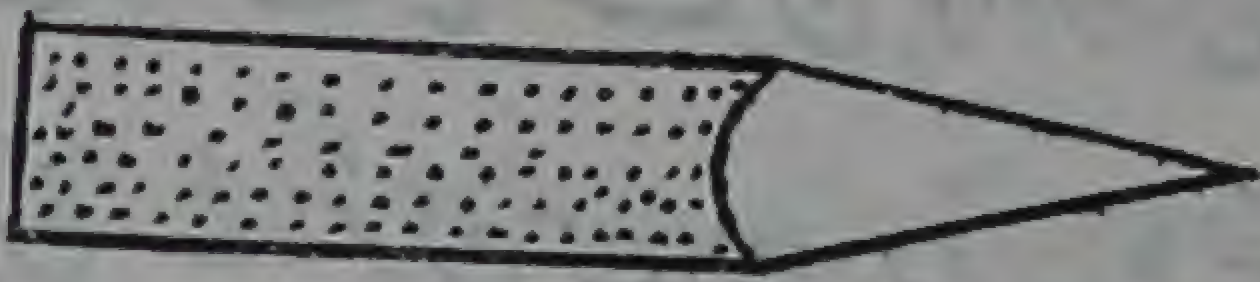
اس کے بعد قلم کے طول اور غلظ کے برابر درخت کے پوست اور لکڑی مین
ایک تیز لوہے سے مقطوعہ جگہ کو کھولین اور شگاف کو بڑھائین لوہا برما کی شکل کا
ہو اور اسی طرح تیز ہو اور شگاف کو اس قلم کے برابر بڑھائین جو اس مین مرکب
کیا جائے گا، اور اس لوہے کی شکل ایسی ہونی چاہیئے،
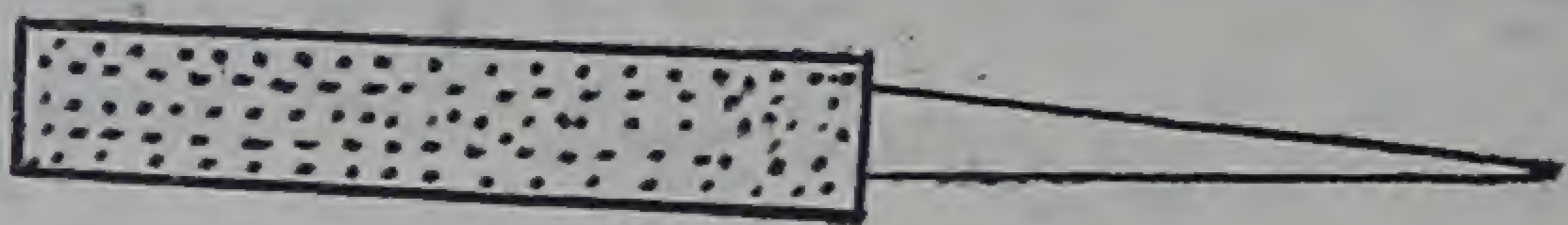
یا اسی طرح لکڑی کی کوئی شے بنالی جائے جو اس لوہے کے قائم مقام ہو سکے
یہ لوہا پوست اور تنے کے درمیان بہت آہستہ سے اس مقام مین داخل کیا جائے
جہان پر تم قلم کو مرکب کرنا چاہتے ہو، اس قدر آہستہ سے داخل کیا جائے کہ پوست
اجڑنے نہ پائے، پھر آہستہ سے اس کو نکالکر قلم داخل کر دیا جائے، قلم کو بھی بہت
ہلکے سے داخل کرنا چاہیئے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، قلم کے داخل
کرتے وقت پوست کو بٹے ہوئے دھاگے سے خوب مضبوط کر کے باندھ دین
یا ایک مضبوط کپڑے کے حاشیہ کو چارون طرف لپیٹ دین اور پھر اس کو باندھ
دین تاکہ قلم کے دخول کے وقت پوست پھٹنے نہ پائے، اور عظم سے وہ جدا نہ ہو سکے
اس کے بعد قلمون کو نہایت عمدگی سے اندر داخل کرین، یہانتک کہ پورا قلم داخل

ہو جائے اگر رکاب ہو تو رکاب کے ذریعہ سے نیچے اتارین لیکن بغیر رکاب کے اگر ایسا عمل کرین تو اچھا ہے، قلم کا مغز شاخ یا تنے کے مغز کی جانب ہو اور اسکا پوست بھی شاخ کے پوست کی سمت مین ہو، اگر اس کے خلاف بھی ہو تو کوئی ہرج نہین ہے، مین نے زیتون مین ان دونون طریقون کا تجربہ کیا ہے، میرے خیال مین دوسری صورت مین کوئی مضائقہ نہین ہے، اور اسی طرح مین نے کئی مرتبہ پوست کو قلم کے داخل کرنے کے بعد بہت زیادہ ملصق کر دیا، اس سے بھی کوئی نقصان نہین ہوا،

قلم بنانے اور ان پر ترکیب کے وقت مٹی لگانے یا ظروف کے لٹکانے کا بیان گذر چکا ہے، جب ترکیب سے تم فارغ ہو جاؤ تو مرکب درخت کو میٹھے پانی سے خوب سیراب کر دو،

اشجار مذکورہ کی ترکیب کی دوسری ترکیب

خ کا قول ہے کہ درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر ایک متوسط فاصلہ پر کسی جڑ کا انتخاب کرنا چاہیئے، جس قدر تم موٹی جڑ دیکھو اسی کو منتخب کرو اور اس کے بیچ مین ایک شق کرو، اس شق کے دو جانب ہون گے، ایک جڑ کی طرف ہوگا اور دوسری شاخ کی طرف، دونون جانب کو ایک لکڑی لگا کر ذرا مرتفع کر دو، اور پھر دونون جانب قلمون کو مرکب کر دو، خواہ ترکیب بالشق کے اشجار ہون یا دوسرے قسم کے، ہر ایک کی ترکیب ہو سکتی ہے،

فصل

اس ترکیب کا بیان جو انبوب اور رقعہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے

عوام انبوب کو فلیبچ اور رقعہ کو عجنہ کہتے ہین، رقعہ طویل مربع اور مستدیر شکلون کا ہوتا ہے
ص، خ اور ع کی کتابون سے ماخوذ ہے، فلاحون کا قول ہے کہ اس ترکیب کا استعمال
انجیر مذکر اور مؤنث اور توت مین ہوتا ہے یہ ترکیب علوی شاخون کے علاوہ جڑ مین
مین بھی ہوتی ہے، خروب اور زیتون نیز دیگر میوہ جات مین بھی اس ترکیب کا
عمل ہوتا ہے، انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر مفصل بیان آئے گا، اس کا طریقہ عمل یہ ہے
کہ انجیر یا اس کے ہم مثل درخت کے علوی حصہ کو جنوری یا فروری مین کاٹ ڈالین،
تا کہ ان مین نئی شاخین نکل آئین اور ترکیب ہو سکے، اگر جڑ کے قریب کوئی نئی شاخ
نکل رہی ہو تو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیئے تا کہ مادہ نمو علوی حصہ مین پہنچ سکے،
جب شاخین نکل آئین تو ان مین جون کے مہینہ مین عمل ترکیب شروع کرنا چاہیئے
پہلے کمزور شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے اور بقیہ کو چھوڑ دینا چاہیئے، تا کہ ترکیب
ان کے دودھ سے قوی ہو سکے، اس کے بعد ایک مضبوط شاخ کا انتخاب کرنا چاہیئے
اور جس قدر ضرورت ہو اس قدر باقی رکھکر بقیہ کو چھانٹ دینا چاہیئے اور اس کے
طول کا اعتبار درخت کی بڑائی اور چھوٹائی اور اس کے قوت اور ضعف پر ہے، بعض
وقت چھوٹے درخت کی شاخ بڑے درخت کی مناسبت سے زیادہ لانبی رکھی جاتی ہے اسی طرح کمزور
قوی سے زیادہ لانبی رکھی جاتی ہے جون کے مہینہ مین بھی شاخین اگر کمزور نظر آئین اور انکی چھال اب تک سرخ
نہ ہوئی ہو تو انکو چھوڑ دین اور شاخون کے اوپر کے حصہ کو دوبارہ کاٹ ڈالین،

اور صرف تین یا چار گرہ کے انداز سے چھوڑ دینا چاہیئے، اگر موٹی ہون تو اس سے زیادہ چھوڑ دینا چاہیئے، آٹھ یا دس دن کے بعد جبکہ عنصرہ کے دن قریب ہون تو ان شاخون پر پھر نظر نہ ڈالی جائے اگر شاخ کی چھال سرخ ہو گئی ہو تو ترکیب کیلئے کار آمد ہو سکے گی، لیکن اگر اب بھی سبزی غالب رہے تو ۱۵ اگست تک اُن کو پھر اُسی حال پر چھوڑ دینا چاہیئے، یہ اس ترکیب کی آخری مدّت ہے، اس درمیان مین برابر نگاہ رکھنی چاہیئے، جب بھی سرخی آجائے ترکیب کر دینا چاہیئے، اس کے بعد اس منتخب درخت پر نظر کرنی چاہیئے، جسکو مرکب کرنا ہو اور ان شاخون کا انتخاب کرنا چاہیئے جو زمین کے قریب ہون اور جو مشرق اور قبلہ کے رخ پر ہون اور جنمین آنکھین نکل آئی ہون، ان آنکھون مین سے اس آنکھ کا انتخاب کرنا چاہیئے جو اپنی غلظت مین مطعم کے برابر ہو،

اگر مطعم کی شاخون مین آنکھین نہ ہون اور یہ ترکیب ضروری ہو تو اسکی ان شاخون کو جو مشرق اور قبلہ کے رخ پر ہون، ضرورت سے دو چار دن قبل ہی چھانٹ ڈالنا چاہیئے اور کنارون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے تاکہ مادہ صعود کر سکے، اور آنکھین نمودار ہو سکین، جب آنکھین نکل آئین تو ان کو پوست کے ساتھ نکال لینا چاہیئے، اور یہی آنکھ چھلکا سمیت انبوب یعنی نئے کہلاتی ہے، آنکھ نکالنے کے طریقے مختلف ہین لیکن تھوڑا ہی فرق ہے، پہلا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ والی شاخون مین سے ایک کو چھری کی پتلی اور تیز دھار سے اس طرح کاٹین کہ آنکھ کو لیتے ہوئے پوست کو آگے تک کاٹ ڈالین دونون طرف چھلکا ہو اور پورے وسط مین آنکھ ہو چھری کی تراش مین مغز بھی آجائے، اس انبوب کا طول کم سے کم نصف انگل ہونا چاہیئے، ق کا قول ہے

کہ طول ایک انگوٹھے کے برابر ہونا چاہیئے، اس کے لیے چھری وہی استعمال کرنی چاہیے
جو ترکیب رومی کے لیے بتائی گئی ہے، جسکی دھار تیز ہو اور شکل ہلالی ہو، ص کا قول
ہے کہ چھری اس سے باریک ہونی چاہیئے جسکا پھل ذرا چوڑا ہو اور نشتر کے آلہ سے
مشابہ ہو، دوسرون کا قول ہے کہ اگر لوہے کی کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکے تو بانس
کے ٹکڑے کی چھری بنا لین اسکے بعد مطعم کی شاخ سے آنکھ کو چھلکا سمیت اسطرح
نکال لین کہ چھلکے اور مغز مین دونون طرف سے چھری مارین یا جس طرح ممکن ہو
تراش لین اور اسکو کپڑا یا رسی سے لپیٹ دین اور یہ عمل انگوٹھے اور اس کے قریب
کی انگلی سے کرنا چاہیئے اور شاخ کو کاٹتے وقت مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے، جب
انبوب صحیح وسالم نکل جائے تو اس کو ایک صاف برتن مین میٹھے پانی کے اندر
رکھین، بعض کا یہ قول ہے، کہ انبوب کو طول مین اس جہت سے شق کر دین،
جسمین آنکھ بیچ مین نہ پڑے، اس سے قبل اسفل اور اعلی دونون جانب کو چھری
سے الگ کر دین تاکہ آسانی سے شاخ سے جدا ہو سکے، اس کے بعد اس کو ہلکے
دھاگے سے باندھ دین اور پانی مین رکھدین، بہر حال جس صورت سے بھی ممکن ہو
اس کو شاخ سے جدا کر لین لیکن آنکھ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، ہر درخت کے لیے
مختلف طول وعرض کے انبوب حاصل کیے جاتے ہین، ص مین انجیر وغیرہ سے
انبوب نکالنے کا طریقہ درج ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس شاخ مین انبوب ہون
اس کو انبوب کے قریب سے چھانٹ دینا چاہیئے اور ان مین سے اس کا انتخاب
کرنا چاہیئے، جو زیادہ نمو دار نہ ہوا ہو اس کے قریب پوست اور لکڑی کے درمیان
چاقو کو داخل کر دینا چاہیئے اور آہستہ سے اسکو چارون طرف اندرون مغز مین گھماتے

ہوئے اس سمت سے لیجانا چاہیئے جہان سے تراشنا شروع کیا ہے، یہان تک کہ پوست آنکھ سمیت جدا ہو جائے، اس طرح پر کہ وہ انبوب آسانی سے نکل آئے،

پھران منتخب شاخون پر نظر ڈالیجائے جو مطعم کے علوی حصہ مین کانٹ چھانٹ کر درست کیگئی ہین کہ ایا ان کا پوست سرخ ہوگیا یا نہین، اگر شاخین زیادہ لانبی ہون توان کو چھوٹی کر دینا چاہیئے، یہانتک کہ ہر شاخ مین تین یا چار گرہین رہ جائین، یہ شاخین اپنی غلظت اور انبوب کے طول کے لحاظ سے بڑی چھوٹی رکھی جائین، اسکا خوب خیال رکھنا چاہیئے کہ انبوب شاخ کے اس مقام سے کاٹا جائے جو بالکل سرخ ہو اور سبز نہ ہو، اس کے بعد مطعم کی چھال کو اوپر کی جانب سے گرہ تک اتار لین، اس مقام مین جو حصہ زیادہ سرخ ہوگا وہ ترکیب کے لیے بہتر ہوگا، پھر اس مشقوق جگہ مین انبوب کو رکھدین جو غلظت اور رقت، طول اور عرض مین اس کے برابر ہو اور انبوب کو اوپر کی سمت سے داخل کرنا چاہیئے، اگر انبوب شاخ مین اچھی طرح بیٹھ جائے تب تو خیر ورنہ اس سے چھوٹا یا اس سے بڑا انبوب کاٹکر رکھا جائے تاکہ نشست ٹھیک ہو سکے، انبوب کو ذرا دبا کر جما دین تاکہ پوست کی جگہ پر پوست اور آنکھ کی جگہ پر آنکھ بیٹھ جائے، پس اگر آنکھ اس شاخ کے درمیان مناسب طریقہ پر جم گئی تو بہت اچھا ہے ورنہ انبوب کو اُلٹکر داخل کرنا ہوگا، اعلیٰ کو اسفل اور اسفل کو اعلیٰ کر کے رکھنا پڑے گا، انبوب کو جمانے کے بعد اس کو اور دونون پوست کو دھاگے یا ریشم کے ڈورے سے مضبوط کر کے باندھ دین، زیادہ سخت نہ باندھین بلکہ ایک متوسط اندازے سے باندھین، اس کے بعد انبوب کو اعلیٰ اور اسفل ہر طرف سے انجیر کے دودھ سے سیراب کرین، ان ہی شاخ اور پتون سے دودھ نکالکر

ڈالنا چاہیئے جنمین ترکیب گیگئی ہو یا جو قریب ہون اس طریقہ پر کہ سبز جگہ پر ایک تیز لوہے سے ایک کج شگاف بنائین اور اس کو انبوب کے پوست کے قریب کرین تاکہ اس سے انبوب پر دودھ ٹپکے، بار بار ایسا کرتے رہین تاکہ انبوب پوست اور مغز سے پیوست ہو جائے، اور اگر دودھ کے ساتھ انبوب کے اندرونی حصہ مین روغن بھی لگا دین تو وہ آسانی کیساتھ داخل ہو جائے گا، اور جم جائے گا اور اگر تم کو خوف ہو کہ انبوب کو جبرًا داخل کرنے سے تسگاف پڑ جائے تو انبوب کو رئیشم یا کپڑے کے دھاگے سے لپیٹ دین تاکہ محفوظ ہو جائے، دوسرے دن اگر انجیر کے دودھ سے پھر سیراب کر دین تو اچھا ہے،

انبوب کو درخت کے پتون سے سایہ پہنچانا چاہیئے اس طرح پر کہ چند پتون کو اوپر نیچے رکھکر شاخ کے مشقوق جانب رکھکر اور انبوب کے قریب کر دین تاکہ وہ دھوپ اور ہوا سے محفوظ ہو جائے، اور اگر اسکی بجائے کوئی بانس کا انبوب رکھدین تو اور اچھا ہے، یہ تمام عمل گرمیون کے موسم مین کرنا چاہیئے جبکہ ہوا مین تندی نہ ہو، ترکیب کے بعد مرکب شاخون کو ان کے نباتات سے تنقیہ کرتے رہنا چاہیئے نیز درخت کی اور پیداوار خواہ اسفل مین ہو یا اعلی مین کاٹتے چھانٹتے رہنا چاہیئے، اگر یہ نباتات چھوڑ دیئے گئے اور ان سے غفلت برتی گئی تو ترکیب کو ضعیف کر دین گے، ترکیب سے فراغت کے بعد مطعم کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے

خ کا قول ہے کہ دودھ سے سیراب کرنے کے بعد خوب پیسی ہوئی سفید مٹی مقام ترکیب پر لگا دین تاکہ وہ محفوظ ہو جائے، اگر دو انبوب ایک ہی شاخ مین مرکب کیئے جائین اور ان مین وہی عمل کیا جائے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے

تو دونون بارآور ہون گے، اگرچہ دونون دو مختلف رنگ کے کیون نہ ہون، ہر انبوب اپنے ہم جنس کے رنگ کا پھل لائے گا اور انبوب کی شکل یہ ہو گی،
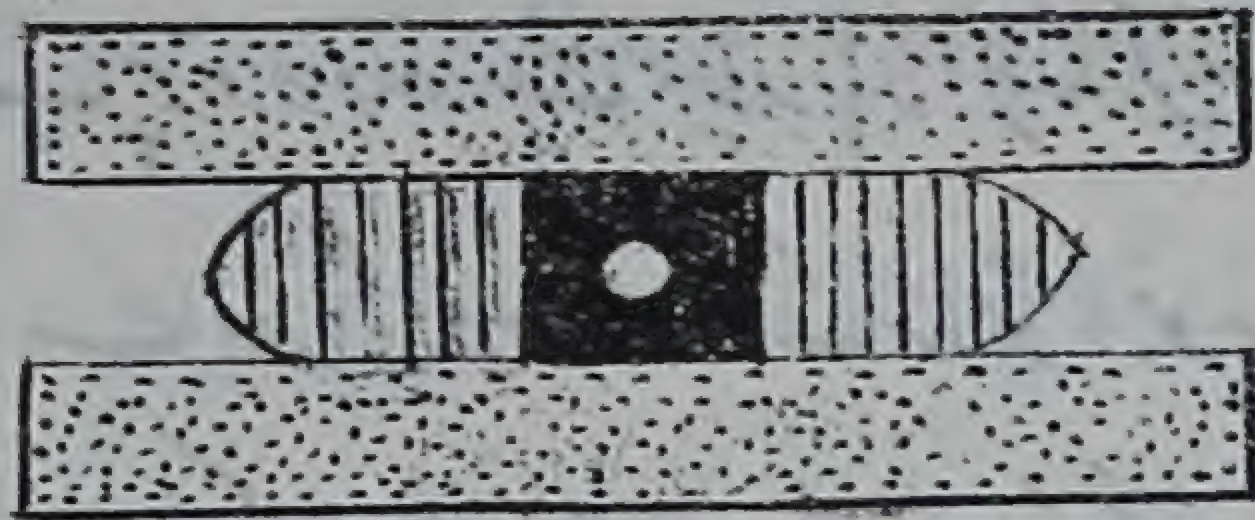
سفید نقطہ جو اندر نظر آرہا ہے وہی آنکھ کے قائم مقام ہے، ابن حجاج کی کتاب سے جو ملخص لکھا گیا ہے اس پر دوبارہ غور کرکے نتائج کو استنباط کرنا چاہیئے،

انجیر اور دوسرے درختون کے لیے ترکیب بالانبوب کا دوسرا طریقہ

غ اور دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ انجیر کی ان جڑون سے مٹی ہٹائین جو جڑون سے ذرا فاصلہ پر ہون اور ان مین سے اس جڑ کو منتخب کرین جو زیادہ پتلی ہو اور اس کو بڑی جڑ سے جدا کر دین تا کہ وہ مستقل طور پر زمین سے غذا حاصل کرے، پھر اس کو نصف انگل کے برابر زمین سے باہر نکالین اور اس کا پوست اتار کر انجیر کے انبوب اس کے ہم مقدار داخل کرین اور ترکیب کے بعد اس کو انجیر کے دودھ سے سیراب کرین، اور پتون سے مقام ترکیب کو ڈھک دین یہ مقطوعہ جڑ اپنے اس حصہ سے جو زمین کے اندر ہے غذا پائے گی، اس طرح پر کہ ایک مرکب پودہ تیار ہو جائے گا، اس کے بعد اگر اس کو دوسری جگہ منتقل کرنا چاہین تو منتقل کر سکتے ہین، بشرطیکہ وہ جگہ اس سے اچھی ہو، میرا خیال ہے کہ اگر اس جڑ کی دوسری جانب مین جو بڑی جڑ کی طرف ہے ترکیب کیجائے تو وہ بھی کار آمد ہو گا،

سیب، امرود، بہی، اخروٹ، توت اور دوسرے میوہ جات کی شاخون مین ترکیب بالانبوب کا طریقہ،

غ اور دوسرے زارعین کا قول ہے کہ اس درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے جسکی چھال موٹی ہو، پھر اس مین سے ایک نرم تازی شاخ کو پسند کرین جو کم سے کم نیزے کے برابر موٹی ہو، یا اس سے ذرا زاید موٹی ہو اور اس مین گرہین زیادہ ہون تاکہ کلے پھوٹ سکین، اس شاخ کو کئی ٹکڑے کر کے کاٹین ہر ٹکڑہ دو انگل کے برابر ہو یا انجیر کے انبوب کے مساوی ہو، ہر ٹکڑے مین ایک گرہ ضرور رہنی چاہیئے تاکہ اس مین سے شاخین پھوٹ سکین، ان ٹکڑون مین سے کسی ایک مین مغز کی جانب باریک لوہے سے سوراخ بنائین، اس کے بعد کسی دوسرے لوہے سے جو ذرا موٹا ہو سوراخ بڑھائین پھر چھری یا چاقو کی نوک سے اسکو اور وسیع کرین یہان تک کہ پورا مغز نکل جائے اور صرف پوست باقی رہجائے جو ایک حلقہ کی شکل مین ہوگا، یہ بالکل انجیر کے انبوب کے مثل ہوگا، اس عمل کے درمیان ٹھنڈا اور میٹھا پانی زارع کے ہاتھ پر دیتے رہنا چاہیئے، تاکہ اس کے ہاتھ کی گرمی انبوب کو خشک نہ کردے، خ کا قول ہے کہ اس کے بعد ترکیب کے لیے اس پودے کا انتخاب کرنا چاہیے جو بالکل علیحدہ ہو یا اس شاخ کو منتخب کرین جو زمین سے الگ نکلی ہو اور موٹائی وغیرہ مین اس حلقہ کے بالکل برابر ہو، جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس مین ترکیب موافق ہوگی تو اس کے علوی حصہ کو کاٹ دین اور پھر پوست کو اوپر سے نیچے سے حلقہ بناکر اتارلین اس کا یہ عمل انجیر کی ترکیب کے مخالف ہے کیونکہ اس کا پوست اوپر سے تراشا

جاتا ہے، جب پوست تراش لیا جائے تو اس مین اس انبوب کو داخل کر دین،
اور اس طرح جما دین کہ کوئی فرق نہ معلوم ہو اور اس کا اسفل حصہ پوست کی جگہ پر
اچھی طرح بیٹھ جائے، نہ زیادہ نظر آئے نہ کم دکھلائی دے، اگر انبوب زیادہ بڑا
ہو اور یہ جگہ اس کے لیے کافی نہ ہو تو شاخ کے سفلی حصہ مین ذرا موٹی جگہ پر تقشیر کا
عمل کرین تاکہ دونون برابر ہو جائین اور شاخ اور انبوب دونون بالکل ملصق
ہو جائین، اس کے بعد انبوب کی گرہ سے ذرا نیچے ہٹ کر سفید انگور کا تخم رکھدین؛
تاکہ یہ مقام ہوا کی شدت سے محفوظ رہے اور مقام ترکیب کو دھاگے سے باندھ
دین اور اس کے اوپر سفید مٹی لگا دین، اور پھر اس کو دھجیون سے باندھ دین اور
ہر طرف سے اس پر سایہ کر دین، انشاء اللہ اسی طرح بڑھ جائے گا، اس کو انجیر
کے دودھ یا کسی دوسری چیز سے سیراب کرنے کی ضرورت نہین ہے، لیکن
البتہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ مقشور شاخ مین انبوب داخل کرنے سے قبل سفید انگور کا
تخم پیسکر لگا دین تاکہ انبوب اچھی طرح اسکی لزوجت کی وجہ سے چسپان ہو جائے
یا اردن کوٹ کر لگا دین، اس کو شارہ بھی کہتے ہین،

خ اور ط مین بھی یہی طریقہ مذکور ہے، ترکیب کرنے کے بعد مقام ترکیب
سے اوپر ایک مٹی کا ظرف لٹکا دیا جائے جسمین میٹھا پانی بھرا ہو، اس ظرف کے
پیندے مین ایک چھوٹا سوراخ کر دین تاکہ قطرہ قطرہ پانی مقام ترکیب پر ٹپکے،
جب پانی کم ہو جائے تو دوسرا پانی ڈال دیا جائے، اس طرح اس وقت تک
کرتے رہین جب تک یہ نشو و نما نہ پائے یا جب تک موسم سرما کی بارشں نہ
شروع ہو جائے،

فصل

ترکیب بالرقعہ کا طریقۂ عمل جسکو ترکیب یونانی کہتے ہین اور عوام عجنہ کہتے ہین ،

اس سے پہلے یہ لکھا جاچکا ہے کہ رقعہ (پیوند) تین شکلون کا ہوتا ہے ، ایک تو آس کے پتون کی طرح ہوتا ہے، دوسرا مستدیر شکل کا ہوتا ہے اور تیسرا مربع شکل کا ہوتا ہے، یہ ترکیب انجیر نر و مادہ، زیتون اور خروب مین مستعمل ہے لیکن یہ خروب کے لئے مخصوص ہے اس مین اس کے علاوہ کوئی ترکیب جائز نہین ہے ،

اس پیوند کا طریقۂ عمل جو آس کے پتے کے مشابہ ہو

اس کے لیے ایک درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے ، جسکو جنوری مین اسی طرح چھانٹنا چاہیئے جیساکہ پہلے لکھا جاچکا ہے، تاکہ وہ شاخ دوبارہ نشو ونما پائے ، جب پھر یہ تروتازہ ہوکر نکلے اور اتنی مدت اس پر گذر جائے کہ وہ مضبوط ہوجائے اور اس کا پوست سرخ ہوجائے، تو جون کے مہینہ مین ان شاخون کی آنکھین کاٹ دیجائین جو ترکیب کے قابل ہوگئی ہین اور دوسری کمزور شاخون کو کاٹکر پھینکدینا چاہیئے اور اس کے بعد دس دن تک اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے ، تاکہ مادہ ان نئی شاخون تک متصاعد ہو جنکی آنکھین کاٹ دیگئی ہین اور دوسری آنکھین نمودار ہون، اس کے بعد جب درخت کی ترکیب مقصود ہو اس کی آنکھین پیوند کی شکل مین نکالی جائین اور ہر پیوند ورق ریحان کے برابر ہو اور جس کا طول انگوٹھے کے برابر اور عرض اس سے

ذرا کم ہو اور ہر پیوند کے وسط مین گرہ ہو جس مین یہ آنکھ ہو اس طرح پر ہو کہ پوست تیز چھری سے طول مین کاٹا جائے، اور آنکھ کے یمین وشمال جانب بھی چھری لگائی جائے، اس کے بعد ترکیب رومی کا آلہ سے یا اس کے مشابہ کوئی چیز پوست کے نیچے داخل کیجائے اور آہستہ سے پیوند جدا کرلین تاکہ آنکھ محفوظ رہے، اور رقعہ شق نہ ہونے پائے۔ اس رقعہ کو ایک نئے ظرف مین میٹھے پانی کے اندر رکھین، یہانتک کہ وہ کام کے قابل ہو جائے۔ اس کے بعد ان شاخون کو دیکھنا چاہیئے جن مین مادہ کا ہیجان ہو گیا ہو، اور آنکھین نمودار ہو چکی ہون، ان شاخون مین سے ایک کی گرہ کے وسط مین جہان پر سرخی بہت زیادہ ہو، چاقو سے پوست شق کیا جائے، جسکا اثر لکڑی پر بھی پہنچے اور اس شگاف کا طول رقعہ کے برابر ہو، اور اس گرہ کے یمین اور شمال جانب بھی پوست کاٹ دیا جائے لیکن شاخ سے جدا نہ کیا جائے بلکہ اس پوست کے نیچے اس رقعہ کی جگہ بنائی جائے اس کے بعد آہستہ سے رقعہ کے باریک کنارے کو شق کے علوی جانب سے یا سفلی جانب سے جس طرح ممکن ہو داخل کر دین، داخل کرنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ نہ زیادہ تنگی ہو، اور نہ زیادہ کشادگی ہو بلکہ ایک متوسط فرجہ ہو جس مین یہ داخل کیا جاسکے رقعہ کے ہر دو جانب اس پوست کے بالکل نیچے واقع ہون گے، اور رقعہ کا تحتانی حصہ جس مین آنکھ ہوتی ہے شاخ کے اوپر کی لکڑی پر واقع ہو، اس کے داخل کرنے کے بعد اس کی حفاظت کرنی چاہیئے، کہ پیوند اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ وہ پوست کے بالکل نیچے واقع ہو جیسا کہ ترکیب بالا بنوب مین بیان کیا جاچکا ہے۔ اسکا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ پیوند الٹ نہ جائے

یعنی علوی حصہ اسفل ہو جائے اور اسفل اعلیٰ ہو جائے،

پیوند اور پوست کو اچھی طرح برابر کرنے کے بعد دونوں کو دھاگے یا ریشم سے باندھ دین، باندھنے سے قبل انجیر کے دودھ سے سیراب کرین، اور اسکے بعد بھی سیراب کرین، یہان تک کہ دودھ جم جائے، اس کے بعد پتون سے مقام ترکیب کو چھپا دین، اس کا لحاظ رکھین کہ بندش پیوند کی آنکھ پر نہ ہو، ترکیب کے بعد مطعم سے دودھ سے برابر سیراب کرتے رہین، ایسے تمام درختون مین یہی عمل ہوتا ہے، اگر درخت کی بکثرت قوت کی وجہ سے قابل ترکیب شاخین زیادہ ہون تو ہر شاخ مین ایک پیوند کو مرکب کر دینا چاہیئے، اور اگر پوست کی جگہ پر انگور اور ارون پیسکر لگا دین تو بہت اچھا ہے، مختلف قسم کے پیوند اگر ایک ہی شاخ مین لگا دیئے جائین تو ایک ہی شاخ سے مختلف قسم کے انجیر بھی پیدا ہون گے، اس رقعہ (پیوند) کی شکل یہ ہے،
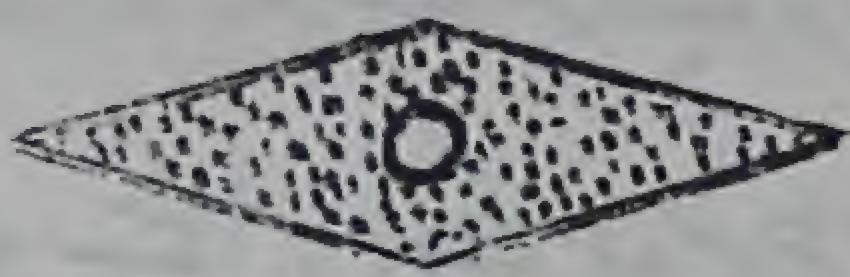
سفید نقطہ جو درمیان مین ہے آنکھ کے قائم مقام ہے،

رقعہ مستدیرہ کی ترکیب،

خ اور غ وغیرہ کا قول ہے کہ ایک لوہا لیا جائے جسکی دھار تیز اور دائرہ نما ہو، اندر اتنا جوف ہو کہ چھوٹی انگلی سما سکے، اور اسکی شکل محراب کی جیسی ہو، اس کے بعد انجیر نر یا مادہ کے درخت کے قریب جائین، اور مشرقی اور قبلہ کی جانب کی شاخون کو ترکیب کے لیے منتخب کرین جنمین آنکھین نمودار ہو گئی،

ہون اور آنکھ ہی کے قریب یہ لوہا لگایا جائے اور ہاتھ سے زور دیکر پوست کو
آنکھ سمیت کاٹ لین، اس طرح کہ آنکھ وسط مین ہو اور اس کے ارد گرد پوست
ہو اور اس پیوند کی شکل بالکل مستدیر درہم کے مانند ہو، جب یہ نکل جائے تو اسکو
پانی مین ڈال دین جیسا کہ قبل لکھا گیا ہے اسی طرح دوسری آنکھون کو بھی نکال
لین، پھر اس درخت کی طرف توجہ کرو جس مین تم ترکیب کرنا چاہتے ہو، ان کی
شاخون مین بھی وہی عمل کرنا چاہیئے جو ترکیب بالانبوب اور بالرقعہ مین بتایا
گیا ہے. اس کے بعد ہر شاخ کی ہر گرہ مین اس لوہے سے وہی شکل بنانی چاہیئے
جو پیوند کی ہے یعنی اوپر کا پوست درہم کی شکل مین کاٹ کر پھینکدینا چاہیئے اور
اس کی جگہ پر ایک پیوند رکھدینا چاہیئے بایں طور کہ پیوند کا باطنی حصہ شاخ کے
مقطوعہ حصہ مین اچھی طرح بیٹھ جائے اور ان دونون کی موافقت مین غایت
درجہ کی کوشش کرنی چاہیئے، اس کا خیال رہے کہ پیوند الٹا نہ رکھا جائے،
ترکیب کے بعد اس کو مطعم کے دودھ سے سیراب کرنا چاہیئے، اور دھاگے سے
مقام ترکیب کو باندھ دینا چاہیئے اس کے بعد ہر طرف دودھ ڈالنا چاہیئے تاکہ
وہ اچھی طرح جم جائے، اور اگر سفید انگور کے تخم کو پیس کر لگا دین تو اچھا ہے لیکن
آنکھ چھپنے نہ پائے اس کے بعد پتیون سے مقام مذکور چھپا دین، اگر ایک ہی شاخ
مین کئی پیوند لگا دیئے جائین جو مختلف الوان کے ہون تو بھی کوئی حرج نہین
رقعہ مستدیرہ کی شکل یہ ہو گی
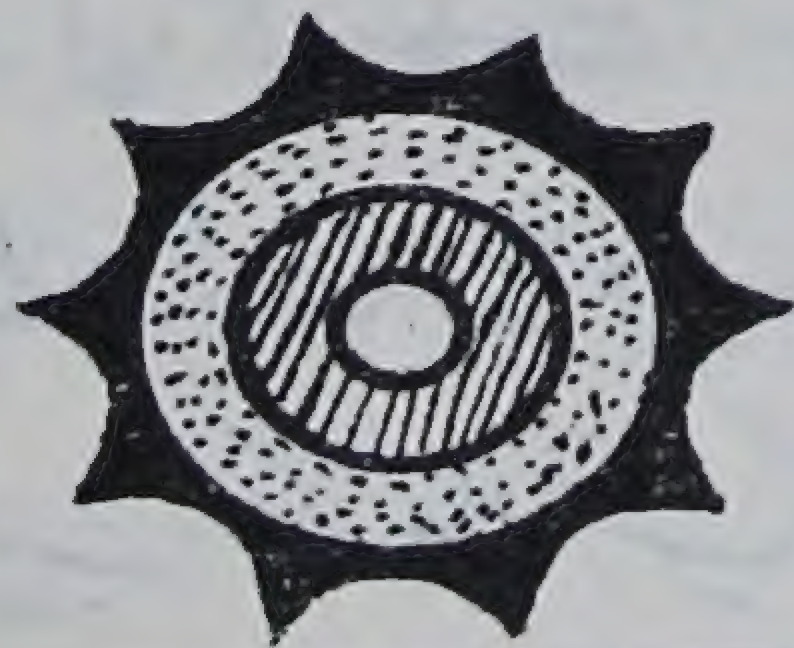
سفید نقطہ آنکھ کے قائم مقام ہے، یہ ترکیب بہت سے درختون مین مستعمل ہے جیسے زیتون وغیرہ مین،

رقعہ مربعہ کی ترکیب

ایک تیز چھری سے مربع شکل کا پیوند تراشین جس مین آنکھ صحیح و سالم نکل آئے، اس کے بعد اس کو پانی مین ڈالتے جائین یہانتک کہ ایک کافی تعداد تراش لین، اس کے بعد ان شاخون کو جو پہلے سے ترکیب کے لیے درست کیگئی ہین دیکھنا چاہیئے جب وہ ترکیب کے قابل ہوجائین تو ان کی گرہ کی جگہ کو پیوند کے برابر کاٹ کر نکالدین اور اس کے عوض مین یہ پیوند رکھدین اور دونون کو برابر کردین، اس طرح کہ رقعہ کا باطنی حصہ شاخ کی لکڑی پر جم جائے پھر دونون کو باندھ دین، اور دودھ سے سیراب کرین خواہ ترکیب انجیر مین ہو ہو یا توت مین، غرضکہ ان درختون مین جنمین دودھ ہوتا ہے، یہی عمل ہوگا، ترکیب کے بعد اس مین تخم انگور یا آرون پیسکر لگادین، بقیہ وہی عمل ہے، جو بتایا گیا بعض نے یہ کہا ہے کہ زیتون مین بھی مستعمل، رقعہ مربعہ کی شکل یہ ہوگی،
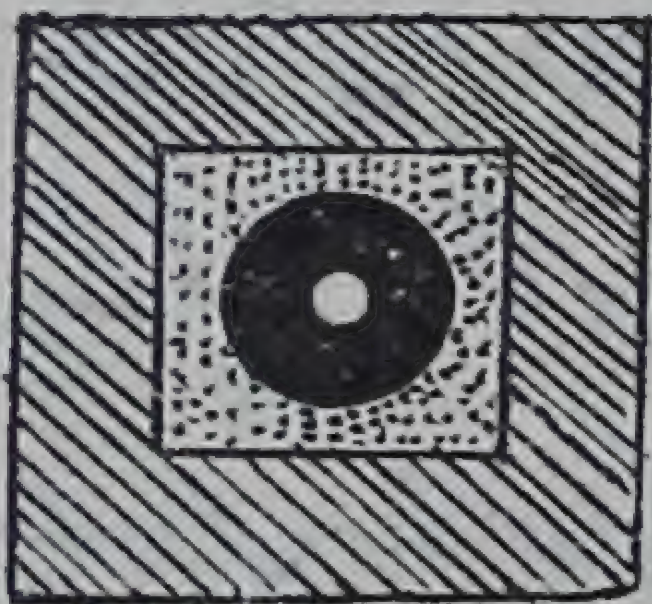
سفید نقطہ آنکھ کے قائم مقام ہے،

اترج کی رند اور زیتون کے ساتھ ترکیب بالانبوب کا طریقہ

اترج کی ایک نرم سیدھی شاخ لی جائے اور اس کے پوست سے ایک انبوب جس کا طول ایک بالشت ہو مذکورہ بالا طریقہ پر لیا جائے جیسا کہ سیب، سفرجل وغیرہ کی ترکیب مین بتایا گیا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شاخ مین سوراخ کرکے مغز کو ہر طرف سے نکالدین، یہانتک کہ صرف پوست باقی رہجائے، جسکی شکل حلقہ کے مانند ہوگی، یا انبوب (یعنی بانس کا ایک پور) کی طرح ہوگی، یہ دوسرے درخت کی اس شاخ مین مرکب کیا جائے جو غلظت اور رقت مین اس کے مساوی ہو، پہلے سے اس شاخ کو اور اس کے مضافات کو کاٹ دیا جائے تاکہ مواد کا صعود اسی طرف ہو، یا رند اور زیتون کے ایک ایسے پودہ مین مرکب کیا جائے جو تازہ ہوا اور اکیلا ہو، ترکیب عمل وہی ہوگی جو اس سے قبل فواکہ کی ترکیب مین بتائی گئی ہے،

دونون کو ملانے مین پوری کوشش کرنی چاہیئے، ذرا بھی فرق نہ ہو، مقام ترکیب پر سفید یا بقول خ سرخ انگور کے تخم کا آٹا لگا دینا چاہیئے، اور اس کے اوپر ریشم کا کپڑا یا دھاگا لپیٹ دینا چاہیئے، اس کے بعد ایک مٹی کا برتن لیا جائے اور اس کے پیندے مین ایک باریک سوراخ سوئی کے ناکہ کے برابر کردین اور ظرف مین میٹھا پانی بھردین اور مقام ترکیب کے اوپر لٹکا دین تاکہ اس جگہ پر قطرہ بنکر پانی ٹپکتا رہے، یہ ترکیب اپریل کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، انشاء اللہ

اترج کے پھل زیتون یا رند کے پھل کے برابر ہون گے، لیکن وقت کی کوئی تعیین نہین کیجا سکتی ہے، کبھی دیر یا سویر ہوتا ہے۔

فصل

ترکیب بالثقب کا طریقۂ عمل جسکو انشاب اور ترکیب قرطی بھی کہتے ہین اور یہ قرط کی طرف منسوب ہے

انشاب ایک درخت کا دوسرے غیر جنس درخت کے ساتھ تعلق پیدا کر دینے کو کہتے ہین، خواہ دونون مین موافقت ہو یا نہ ہو، یہ ترکیب ہر قسم کے درختون مین مستعمل ہے، خصوصًا ان مین جو ایک دوسرے کے ساتھ منافرت رکھتے ہون، جیسے امہات الاشجار وغیرہ، لیکن انشاب عام حالات مین کوئی زیادہ مفید نہین ہے، اس کا عمل محض درختون کو ممتاز کرنے کے لیے ہوتا ہے، انگور کی ترکیب آپس مین اسی طرح ہوتی ہے، نیز انگور آلو بخارا صفصاف، ریحان اور سیب کے ساتھ بھی اسی طرح ترکیب ہوتی ہے، اور اخروٹ اخروٹ کے ساتھ اور پستہ، بطم اور انجیر کیساتھ اسی طریقہ سے مرکب ہوتا ہے، کیونکہ اخروٹ ان مذکورہ اشجار کی طرح، قوت اور حرارت مین یکسان ہوتا ہے اور اترج سیب کیساتھ اسی طرح مرکب ہوتا ہے، اس سے اترج اور سیب دونون پیدا ہوتے ہین، ان چیزون کی ترکیب کا زمانہ نومبر سے فروری تک ہے، اور شفتالو جب صفصاف کیساتھ مرکب ہوتا ہے تو بغیر گٹھلی کے ہوتا ہے، اور کرز (خرجینہ) اور تفاح مین بھی یہ ترکیب ہوتی ہے، ق کا قول ہے کہ دونون

کی جڑ ایک ہی ہوگی البتہ پھل دونون مختلف ہون گے اور اس کا عمل وہی ہے جو شفتالو اور صفصاف انجیر اور قراسیا، حب الملوک اور شہتوت کی ترکیب کا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شہتوت کی ایک شاخ گرما یا خریف مین انجیر کے درخت کے ساتھ مضاف کردیجائے، جاڑے مین ایسا کرنا ممنوع ہے، ان دونون کی جڑ ایک ہی ہوگی اور پھل مختلف ہونگے بقیہ عمل وہی ہے جو صفصاف اور شفتالو کا ہے، جس کا ذکر انشاء اللہ آگے آئے گا، جھاؤ اور انار کی لکڑی سے سوراخ کرنا چاہیئے، قؔ کا قول ہے کہ انار غیر جنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے حتی کہ بالکل ملصق ہوجاتا ہے، جڑ تو ایک ہی ہوتی ہے البتہ پھل مختلف ہوتے ہین، یہی حال بہی کا بھی ہے اور گلاب سیب کے پوست مین مرکب کیا جاتا ہے تو پھلنے کے وقت تک گلاب کے پھول بھی نکل آتے ہین، اسی طرح بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے تو اس مین کلیون کے نکلنے کے ساتھ ہی گلاب بھی نکل آتے ہین،

انگور کا سیاہ آلو بخارا، صفصاف، اور ریحان کیساتھ ترکیب انشاب کا طریقہ

یہ اس وقت کیا جاتا ہے جب دونون قریب قریب واقع ہون یا دونون کسی طرح قریب کر دیئے جائین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انگور کی جڑ اور مذکورۂ بالا درختون کی جڑ کے درمیان دو بالشت یا اس سے کچھ بڑی نالی کھودی جائے، اور انگور کی شاخ کو جو اپنی جڑ سے جدا نہ ہو اس نالی مین پھیلا دین اور اتنا بڑھائین کہ دوسرے درخت کی جڑ تک یہ شاخ پہنچ جائے اس کے بعد دوسرے درخت

کی جڑ مین ایک سوراخ شاخ کی حجم کے لحاظ سے کرین اور اس مین شاخ کا ایک کنارہ داخل کر کے دوسری طرف اس کو نکال لین اور جہان پر شاخ موٹی ہو اور سوراخ سے باہر نہ نکل سکے تو وہین پر چھوڑ دین اور سوراخ کو لسدار مٹی سے بند کر دین، اور اس گڈھے یا نالی کو بھی جس مین یہ شاخ پھیلی ہے بھر دین اور مطعم کے درخت کی جڑ مین بھی مٹی ڈالدین اور اس کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہین، تعمیر کے وقت اس کا خیال رکھین کہ اس شاخ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اسی حال پر کچھ دن چھوڑ دیا جائے یہانتک کہ یہ سوراخ بھر جائیگا، اور یہ نظر آئے گا کہ گویا اسی سے یہ شاخ نکلی ہے، اور اسی سے غذا اور قوت حاصل کر رہی ہے، ایسا اس وقت ہو گا جب کہ یہ شاخ طول اور غلظت مین برابر بڑھ رہی ہو، جب یہ شاخ بالکل تیار ہو جائے تو اسکو اس سوراخ کے اوپر سے جدا کر دین اور اسی طرح اس کو اپنی جڑ سے بھی الگ کر دین پھر وہ خود مستقل طور پر انگور کے پھل لائے گی، یہ ترکیب تو اس صورت مین ہے جب کہ جڑ مین تطعیم کیجائے لیکن جب تنے مین تطعیم کرنا مقصود ہو تو اس مین بھی شاخ کی غلظت کے لحاظ سے سوراخ کرین اور شاخ کے علوی حصہ کو اس مین داخل کر کے دوسری جانب کھینچ لین، یہانتک کہ شاخ سوراخ مین پھنس جائے، اس کے بعد سوراخ کے دونون جانب سفید، شیرین، اور چکنی مٹی لپیٹ دین اور چار دن ظرف سے ایک کپڑا لپیٹ دین اور دھاگے سے باندھ دین، پھر اگر ممکن ہو سکے تو اس پر ایک ظرف داخل کر دین جسمین مٹی بھر دین اور کئی سال تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین، ص کا قول ہے، کہ دو یا تین سال تک یہ شاخ اپنی جڑ سے غذا حاصل کرتی رہے گی، اور موٹی ہوتی جائے گی، یہانتک کہ سوراخ شاخ کی موٹائی سے بھر جائے گا اور

اور دونون مین کوئی فرجہ باقی نہ رہے گا، شاخ کا وہ حصہ جو سوراخ سے باہر ہے وہ بھی موٹا ہوتا جائے گا اور جڑ کی طرف کا حصہ پتلا ہوتا جائے گا، یہان تک کہ یہ معلوم ہو کہ یہ شاخ اپنی جڑ سے بالکل مستغنی ہو گئی ہے، اور دوسرے درخت کے تنے سے بالکل متصل ہو گئی ہے، جب یہ حالت پیدا ہو جائے، تو وہ اپنی جڑ سے الگ کردیجائے اور مقام ترکیب سے اوپر قطع کیجائے، ص کا قول ہے کہ شاخ کا کوئی حصہ ایسا نہ ہو جو اس مطعم درخت سے غذا حاصل نہ کرتا ہو، گویا وہ اسی مین لگائی گئی ہے اور اب اسی طرح نشو و نما پا رہی ہے جیسا کہ پہلے نشو و نما پاتی تھی اور اسکی غذا مین کوئی کمی نہ ہو کیونکہ اب یہ جڑ پہلی جڑ کے قائم مقام ہو گئی، اس کے بعد اس درخت کا علوی حصہ چھانٹ دین تاکہ اسکی قوت اس شاخ کی طرف منتقل ہو جائے،

ص کا قول ہے کہ اگر انگور سیاہ آلو بخارا مین مرکب کیا جائے تو اس کی شیرینی باقی رہے گی اور کوئی تغیر نہ ہوگا، بلکہ یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے انگور سے قبل ہی یہ تیار ہو جائے گا،

لیکن اگر صفصاف کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی شیرینی کم ہو جائیگی اور مزہ بھی بدل جائے گا، آلو بخارا کے ساتھ اس کی ترکیب بہت عمدہ ہے، اور ریحان کے ساتھ مرکب کرنے مین بھی ریحان ہی کا مزہ آجاتا ہے،

اخروٹ کا اخروٹ کے ساتھ انتساب بھی اسی طرح ہوتا ہے، جب اخروٹ کے دو درخت اس طرح متصل ہون کہ ایک کی شاخ دوسرے کی شاخ سے ملصق ہو سکے تو اس کو ترکیب بالثقب سے مرکب کر دینا چاہیئے، ق کا قول ہے کہ بعض علمائے سلف کا یہ خیال ہے کہ اخروٹ اور دوسرے خوشبو دار مغز والے درخت کسی کیساتھ

ترکیب کو پسند نہین کرتے لیکن میرے تجربہ کے یہ خلاف ہے، مین نے دونون کو
مرکب کیا لیکن کوئی نقصان نہین پہنچا، اخروٹ پستہ اور بطم کے ساتھ بھی اسی طرح
مضاف ہوتا ہے، بشرطیکہ دونون متصل ہون اگر ایسا نہ ہو تو کسی ایک درخت
کو دوسرے درخت کے متصل لگائین اور ایک سال تک بڑھنے دین، جب بڑھ
جائے تو اخروٹ کو درخت پستہ کی طرف جھکائین اور پستہ کی جڑ یا تنے یا کسی
مضبوط شاخ مین اس کو مرکب کر دین، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو انگور کے لیے
بتایا گیا ہے، ترکیب کے بعد اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، اس سے
اور اخروٹ کی طبعی حرارت سے جلد بڑھے گا، اور شفتالو اور صفصاف کی ترکیب
سے بغیر گٹھلی کے شفتالو پیدا ہوتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ صفصاف کی ایک
شاخ یا کوئی وتد لیا جائے جب وہ بڑھنے لگے تو اس کو قوس کی شکل کا اس طرح
بنا دین کہ شاخ کے علوی حصہ کو زمین مین دفن کر دین یا یہ کرین کہ جب شاخ لگائین
تو اس کے دونون کنارون کو پہلے ہی زمین مین دفن کر دین یہ بھی قوس ہی
کی شکل ہوگی، پھر جب بڑھتے دیکھین تو قوس کے نیچے شفتالو کی ایک یا دو گٹھلی
بو دین یا اس کا کوئی پودہ لگا دین اور ایک سال کے اندر یہ عمل ختم کر دینا چاہیئے
جب شفتالو کا پودا بڑھے گا تو اس قوس پر غیر معمولی بوجھ ہوگا، اسلئے قوس مین
ایک بڑا شگاف بنائین تاکہ یہ پودا اس کے اندر داخل ہو سکے، جب شق کر دین
تو آہستہ سے شگاف کھول کر اس مین پودہ کو داخل کر دین اور اوپر کی جانب کھینچ
لین یہان تک کہ وہ خود قائم ہو جائے، اس کے بعد اس شق کو کسی دھاگے سے
باندھ دین اور اس کے اوپر اچھی مٹی لگا کر کپڑے اور دھاگے سے دوبارہ باندھ دین

جب دوسرا سال شروع ہوجائے اور یہ معلوم ہو کہ شفتالو کا پودا اپنی جڑ سے مستغنی ہوگیا ہے تو اس کو کاٹ کر الگ کردین، خ کہتا ہے کہ پھلنے سے قبل ہی یہ قوس سے غذا حاصل کرنے لگے گا، اور اس کے پھل بغیر گٹھلی کے ہون گے، بعض کا یہ قول ہے کہ جب ایک درخت دوسرے درخت مین مضاف کیا جائے تو اس کو میٹھے پانی سے سیراب کرنا ضروری ہی،

ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول یون منقول ہے کہ انگور کا انگور کیسا ترکیب بالثقب اس طرح ہوتی ہے کہ ایک کی شاخ کو دوسرے کی جڑ مین جو زمین کے اندر ہو سوراخ کرکے داخل کردین، اور یہی عمل انگور اور سیاہ آلو بخارا کے انشاب مین ہے، اگر کسی اچھے انگور کی شاخ لینا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہی ہی جب تطعیم سے شاخ بڑھ جائے تو اس کو اصل سے جدا کردینا چاہیئے،

شفتالو کی ترکیب انشاب صفصاف کے علوی حصہ مین دوسرے طریقہ پر،

جب شفتالو اور صفصاف دونون اس طرح قریب ہون کہ ایک کی شاخ دوسرے کی شاخ سے متصل ہوجائے، تو ایام ربیع مین صفصاف کی ان موٹی شاخون کو جو شفتالو کی طرف جھکی ہوئی ہون شق کیا جائے اور ہر شاخ مین شفتالو کی ایک شاخ داخل کیجائے پھر اس شق کو قنب کے دھاگے سے مضبوطی سے باندھ دین اور اس پر گرم مٹی لپیٹ دین اور پھر اس کو کپڑے کے کسی ٹکڑے سے باندھ دین، اس کے بعد اس مقام ترکیب سے اوپر میٹھے پانی سے لبریز ایک کوزہ لٹکا دین اور اس کے نیچے باریک سا سوراخ بنا دین تاکہ پانی رس رس کے اس مقام پر ٹپکے

پورے موسم گرما مین ایسا ہی عمل کرنا چاہیئے، جب دوسرا سال شروع ہوجائے
تو شفتالو کی وہ شاخین جو صفصاف کی شاخون مین مرکب کیگئی ہین، شق کے
نیچے سے کاٹ دیجائین جیسا کہ انگور اور آلو بخارا کے انتساب کے بیان مین آچکا
ہے، اور یہ شاخین اسی حالت مین چھوڑ دیجائین تاکہ وہ صفصاف کی شاخون سے
غذا حاصل کرین، بڑھتے بڑھتے اس مین پھل آجائین گے لیکن گٹھلیان نہ ہون گی،
انتساب کا ایک طریقہ ایسا بھی ہے کہ جس مین مطعم اور مطعم علیہ دونون مین پھل آئین،
مثلاً شفتالو کی شاخین اگر بادام یا سیب کے ساتھ مضاف کردیجائین تو دونون کی
اصل ایک ہی ہوگی، لیکن پھل دونون کے مختلف ہون گے، اسی طرح امرود کو
اگر سیب اور بہی کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اصل ایک ہوگی لیکن اثمار مختلف
ہون گے، اور اسی طرح انجیر اور شہتوت کی ترکیب مین دو قسم کے پھل ہون گے
اور جڑ ایک ہوگی ان تمام مین طریقہ عمل وہی ہے جو صفصاف اور شفتالو کا ہے،

فصل

اس ترکیب کے بیان مین جسکو اعمی کہتے ہین اور جو نغر است اور زراعت کے بالکل مشابہ ہی ص، خ اور غ، کی کتابون سے ماخوذ ہے

اس ترکیب کا عمل گٹھلی، تخم اور پودون کیساتھ ہوتا ہے اس ترکیب سے ایک
جنس دوسرے کے ساتھ مضاف کیجاتی ہے، ان مین سے ایک کا طریقہ ہم بیان
کرتے ہین تاکہ دوسرون کو اسی پر قیاس کرلیا جائے، انجیر اور توت وغیرہ زیتون

اور اس کے ہمجنس درختون کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اس طرح پر کہ ایک زیتون
کا درخت یا اس کی شاخ منتخب کیجائے اور وہ بالکل برابر کاٹی جائے جس طرح
آرہ سے مستوی السطح کاٹی جاتی ہے، اس کے بعد اس شاخ کو اسی چھری سے
شق کیا جائے جس کا ذکر ترکیب کے بیان مین ہو چکا ہے، پھر یہ شق کلہاڑی سے
یا کسی دوسری چیز سے بڑھایا جائے، اگر تم اس شاخ کو اسی طرح شق کرنا چاہتے
ہو جس طرح بیگن وغیرہ مین شق کئے جاتے ہین تو تم اسی درخت کی لکڑی سے
دو کھونٹیان بناؤ اور دونون کو شق کے ایک کنارے مین داخل کرو، اور اس قدر
مضبوطی سے رکھو کہ اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائین، اس کے بعد ان کو کسی چیز سے آہستہ
سے ٹھوکو یہان تک کہ دونون کھونٹیان شق کے اندر غائب ہو جائین لیکن یہ خیال
رہے کہ جو مقام قطع ہے اسکی سطح جس طرح قبل مین برابر تھی اسی طرح اب بھی برابر
رہے، اور یہ شق تقریبًا تین انگل کشادہ ہو جائے، پھر مٹی کا ایک بڑا ظرف لیا جائے
جو کم سے کم اس مشقوق شاخ کے اتنا کشادہ ہو، کیونکہ اس کو مٹی کی ضرورت دوسرے
مرکب درختون سے بہت زیادہ ہے، اس ظرف کے سفلی حصہ مین اتنا بڑا سوراخ
کیا جائے کہ جس مین درخت کا مشقوق حصہ اندر جا سکے، اس سے نہ کم ہو اور نہ زیادہ
پھر منتہی شق کے قریب شاخ کی چارون طرف ایک ڈور باندھ دین جسکی شکل بالکل
پازیب کی سی ہو جائے، اور یہ بندش منتہی شق کے نیچے بالشت کے دو ثلث حصہ
پر واقع ہو، اس کے بعد ظرف کو شاخ کے اندر داخل کر دین اور اس بندش پر جو
خلخال کے مانند ہے جما دین، اور نشست بالکل سیدھی رکھین،
اس کا عمل وہی ہے جیسا کہ ترکیب کے بیان مین جا چکا ہے، اور یہ مشقوق

حصہ ظرف کے نصف حصہ مین ہو یا ثلث مین ہو اس کے بعد ظرف کے سوراخ
کو نرم اور لسدار مٹی سے اندر اور باہر دونون طرف سے بند کر دین تاکہ شاخ اور
ظرف کے درمیان کوئی خلا باقی نہ رہے، بلکہ خوب عمدگی کے ساتھ راستہ مسدود
ہو جائے، تاکہ پانی یا مٹی کے نکلنے کا موقعہ نہ رہے، پھر سڑا ہوا گوبر جسکی حرارت
بالکل غائب ہو گئی ہو اور صرف رطوبت رہگئی ہو وہ لیا جائے یا ایک حصہ آدمی
کا غلیظ لیا جائے اور ایک حصہ سیاہ بدبو دار مٹی لی جائے، اور تیسرا حصہ اسی قسم
کے گوبر کا ہو ان تینون کا مساوی حصہ لیکر خوب ملا دین اور کسی غلہ کا بھوسہ
بھی ملا دین، اس سے اس شق کو بھی بند کر دین اور ظرف مین بھی ڈالدین، صرف
اتنا حصہ چھوڑ دین کہ جس مین پانی ڈالا جا سکے، ظرف مین یہ چیزین ڈالکر خوب
ہاتھ سے دبا دین، اس کے بعد سیب، بہی، توت، اترج، گلاب، انار، انگور اور
ریحان وغیرہ کے تخم لیے جائین اور اس شق مین بو دیئے جائین، اور اس کو کافی
طور پر ظرف کی مٹی سے ڈھانک دین، لیکن اسی قدر مٹی دیجائے جس قدر
کہ وہ تخم یا گٹھلی برداشت کر سکین، بونے کے بعد اس کو برابر پانی سے سیراب
کرتے رہین، کبھی مٹی کو خشک ہونے کا موقع نہ دین، اور اگر اس مقام پر پانی سے
بھرا ہوا ظرف لٹکا دین جس مین چھوٹا سا سوراخ بھی ہو، تو یہ زیادہ اولٰے ہے،
یہ تخم اسی شق مین نمو پائے گا اور اس کی باریک رگین اس مین پھیلین گی غرضکہ
وہ اسی شق سے بڑھے گا، اُگنے کے بعد سیرابی سے غفلت کرنی سخت مضر ہے،
جب تک خوب قوی نہ ہو جائے اور تم کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اب یہ شاخ
سے غذا حاصل کر رہا ہے، اس وقت تک پانی ڈالتے رہو، جب اس کا تیقن

ہو جائے تو چند سال کے بعد اس پانی والے ظرف کو اتار دو اور اب براہ راست
شاخ سے غذا پائے گا، یہ طریقہ تمام درختون مین رائج ہے، مثلاً ریحان، انجیر،
اور زیتون کے ساتھ اور اترج بادام کے ساتھ اور توت زیتون کے ساتھ اور انجیر
زیتون کے ساتھ اس طرح بھی مرکب ہوتے ہین، اس صورت مین تنقیہ کی بھی شدید
ضرورت ہے،

ترکیب اعمی کا دوسرا طریقہ

جو شخص یہ چاہے کہ یہی طریقہ عمل شفتالو اور آلو بخارا وغیرہ کے پودون
کے ساتھ کرے تو اس کو تخم یا گٹھلی کا وہ پودہ منتخب کرنا چاہیئے جو ایک انگل
لانبا ہو، پودہ کو جڑ سمیت اکھاڑ لین اور اگر ممکن ہو تو جڑ کے ساتھ مٹی بھی لے لین،
بلکہ یہ صورت زیادہ اچھی ہے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ پودہ کی چھال ایک سال
کے بعد جب سرخ ہو جائے، تب اس کو اکھاڑین، پھر اس پودے کو اس شق
مین داخل کر دین اور برابر میٹھے اور اچھے پانی سے سیراب کرتے رہین تاکہ اس کی
مٹی خشک نہ ہونے پائے، اس ترکیب سے وہ جلد بڑھے گا اور قوی ہو گا،

ایک اور ترکیب

گٹھلیون کے ساتھ بھی ایسا ہی عمل کیا جاتا ہے، جیسے لوز، برقوق، عیون البقر،
زیتون، رند، خوخ، اور قراسیا وغیرہ کی گٹھلیان بھی اسی طرح بوئی جاتی ہین
گٹھلی اسی طرح شق مین رکھدیجاتی ہے، جیساکہ دوسری گٹھلیان بوئی جاتی
ہین، فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس ترکیب مین گٹھلی مین ہلکا سا شق کر کے بوتے
ہین، اور پھر اس کو دو یا تین انگل مٹی سے بھر دیتے ہین اور برابر پانی سے سیراب

کرتے رہتے ہین کسی وقت بھی مٹی خشک نہین ہونے پاتی، انشاء اللہ اسی شق
مین جڑ کے ساتھ پودہ نکلے گا، اور اسی درخت سے وہ قوت پائے گا، اور زیتون
مین بادام، اور حب الملوک کی بھی تطعیم ہوسکتی ہے، اور رند، زیتون اور برقوق
کے ساتھ مرکب ہوسکتا ہے، اور یہ سب آپس مین بھی مرکب ہوسکتے ہین،
گٹھلیون کے اس طرح بونے مین اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر نوع کی تین
گٹھلیان اسی طرح بوئی جائین تاکہ اگر کوئی خراب ہوجائے تو دوسری کارآمد
ہوسکے جب پوری قوت پودہ مین آجائے تو جو حصے غیر مفید ہون ان کو کاٹ
ڈالنا چاہیئے، اور اسی طرح دوسرے میوہ جات کے تخم کے ساتھ بھی عمل کیا جاتا
ہے، اگر ایسا عمل ایک سے زیادہ شاخون کے ساتھ کیا گیا اور ہر شاخ مین دوسرے
قسم کا تخم بویا گیا تو یہ عجیب وغریب بات ہوگی کہ ایک درخت سے مختلف درخت
پیدا ہون گے اور اسی سے قوت حاصل کرین گے،

فصل

مشابہات ترکیب مین، گٹھلی اور تخم کو نباتات، مثلاً پیاز، گاؤزبان، شہتوت وغیرہ کیساتھ ملحق کرنا،

ککڑی، خربوزہ، کھیرا، وغیرہ، گاؤزبان کے ساتھ ملحق ہوتے ہین، یہ شکل
ترکیب اور زراعت دونون کے مشابہ[1] ہے، طریقہ یہ ہے کہ گاؤزبان کا مضبوط
پودہ لیا جائے، یا ایک سال پورے ہونے سے قبل پودے کو کسی باغ مین

[1] اسی وجہ سے یہ مشابہات ترکیب کہلاتی ہے،

منتقل کردیا جائے اور کافی نگرانی کیجائے تاکہ وہ جلد قوت حاصل کرلے، پھر جڑ کی مٹی ہٹا دیجائے اور جڑ کے طول مین ایک لوہے سے آلہ نشتر کے برابر ایک شق کرین یا اس سے ذرا بڑا رکھین اور ککڑی خربوزہ اور کھیرا مین سے جسکو چاہو اس کا ایک تخم اس شق مین ڈالدو، ان تخمون کو پہلے میٹھے پانی مین رات بھر چھوڑ دو داخل کرنے کے بعد میدان کی باریک اور خشک مٹی جڑ مین ڈالدو اور موضع تخم کو دو انگل یا اس سے زاید مٹی سے بھر دو، اگر ریت میسر ہو سکے تو اس سے بھی پر کر دو، یہ عمل تو گاؤزبان کے اسفل حصہ مین ہو اور اگر تم علوی حصہ مین کرنا چاہو تو اوپر کے حصہ کو برابر قطع کرو اور پوست اور لکڑی کے درمیان ککڑی، خربوزہ اور کھیرا کے تخم رکھو، پھر ان کو خشک مٹی سے ڈھانک دو انشاء اللہ یہ ترکیب کامیاب ہوگی،

فصل

دوسری ترکیب کدو کو عنصل (پیاز دشتی) کیساتھ ملحق کرنے کی اسکو بصل الخنزیر اور بصل الفار دونون کہتے ہین

ص و غیرہ کی کتاب سے ماخوذ ہے،

جہان پر پیاز کے پودے ملے ہوئے ہون، وہان اس عمل کو یون کرنا چاہیے کہ پیاز کے علوی حصہ سے ثلث حصہ نوچ کر پھینکدینا چاہیے اور دو ثلث حصہ مین ایک شق کرنا چاہیے جس کا عمق ایک انگل ہو، بانس کی چھری بناکر

اگر یہ عمل کیا جائے تو اچھا ہے، پھر شق کے ہر کنارے میں ایک مزروعہ تخم کدو داخل کر دین اور تخم کو کھڑا رکھین، اس کا پتلا سرا اوپر ہو، ان تخمون کو بھی شب بھر پانی میں رکھنے کے بعد ملحق کرین اور مقامِ ترکیب کو دھاگے یا کپڑے سے باندھ دین، یا بَردی (بانس کی ایک قسم ہے اور بَردی کھجور کو کہتے ہین) کے پتون سے لپیٹ دین، پیاز کو ہمیشہ اس کے مناسب گڈھون مین بونا چاہیئے اور اس زمین کی تعمیر کماحقہ کرنی چاہیئے، اس ترکیب کے بعد مقام ترکیب مین ریت یا مٹی ڈالدینی چاہیئے، پھر پانی سے اس طرح سیراب کرنا چاہیئے کہ تخم تک پانی پہنچے لیکن خود پودے پر پانی ڈالنے کی ضرورت نہین ہے، اس طرح پر عمل کرنے سے سبز رنگ کے بڑے بڑے کدو نکلین گے جس مین نہ پیاز کی بو ہو گی اور نہ اس قسم کا مزہ ہو گا، اس مین پانی کی زیادہ ضرورت نہین ہے، اس ترکیب کا وقت اور پیاز بونے کا وقت انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر بیان کیا جائے گا،

مذکورۂ بالا ترکیب کا مین نے خود تجربہ کیا تو بالکل صحیح پایا، اس کدو کو مین نے اور دوسرون نے بھی کھایا، بعض کا یہ قول ہے کہ یہ آسمان کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین اچھی طرح ہوتا ہے بشرطیکہ اس وقت تک سیراب ہو سکے جب تک یہ قوت نہ پکڑ لے، یہ پیاز کا پودہ اسی حال مین قائم رہے گا اور اس کو زیادہ پانی کی ضرورت نہین ہے، اور نہ کسی قسم کی کاٹ چھانٹ کی ضرورت ہے،

ایک اور ترکیب

قؔ کا قول ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ کدو اور ککڑی بلا کسی سیرابی کے لگاؤ
تو اس کے لیے تم اس زمین کا انتخاب کرو جس مین سنؔ، کی جڑ ہو یا حاج جسکو
عاقول بھی کہتے ہین اس کی جڑ ہو، اس جڑ کے قریب ایک بڑا گڈھا کھودو،
جو تین ہاتھ گہرا ہو، پھر اس جڑ کے وسط مین ایک پتلی لکڑی سے شق بناؤ،
جو بہت زیادہ کشادہ نہ ہو۔ بلکہ اتنا ہو کہ کدو، اور ککڑی کے دو تخم سما سکین،
ان دونون تخمون کو شق کے اندر داخل کرنے کے بعد گڈھے کی مٹی اوپر سے
ڈالدین اور زمین کی باریک مٹی بھی ڈالین، یہان تک کہ مزروعہ تخم کے اوپر
تین انگل کے برابر اونچائی ہو، اور جیسے جیسے یہ تخم ایک ایک بالشت بڑھتے
جائین ویسے ہی اور زیادہ مٹی ڈالتے جائین تاکہ یہ گڈھا بالکل بھر جائے
اور زمین کی سطح کے برابر ہو جائے، اگر اس طرح کدو، اور ککڑی کی زراعت
کیجائے تو اس کی جڑ مستقل ہو جائے گی اور ہر سال بلا پانی کے پیدا ہو گی
مین نے اس ترکیب کو آسانی کے خیال سے لکھا تاکہ اس کے مشابہات
مین بھی یہ عمل کیا جا سکے، جیسا کہ آگے آئے گا، اگر یہ عمل قثاء الحمار (اندرائن)
کی جڑ مین کیا جائے تو ککڑی تلخ پیدا ہو گی اور اسہال لانے والی ہو گی، اور
اگر یبروح مین یہ عمل ہو تو یہ منوم بہت ہو گا، اور اگر سرخ انگور کی جڑ مین ہو
تو جو چیز اس مین لگائی جائے گی اسی کی خاصیت اختیار کرے گا، جس
شخص کو اس پر شبہہ ہو اس کو تجربہ کر لینا چاہیئے،

خرماؔ کی گٹھلیون کو قرقاص کی جڑ سے ملحق کرنے کا بیان، اس ترکیب سے موز پیدا ہوتا ہے، ص، غ اور خ سے ماخوذ ہے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرقاص کو ایسی جگہ پر لگانا چاہیئے جہان پر برابر دھوپ رہتی ہو، وہ زمین اچھی طرح پانی سے سیراب ہو چکی ہو، لگانے کے بعد ہوا سے محفوظ رکھین اور اس وقت تک پانی سے سیراب کرتے رہین جب تک کہ اُگنے نہ لگے، جب اس کی شاخین نمودار ہو جائین تو جڑ کی مٹی ہٹا دین اور سونے کے ایک ٹکڑے سے جڑ مین ایک شگاف دین اور اس مین اس خرما کی گٹھلی داخل کرین جس کو کسبہ کہتے ہین یا اور اچھے قسم کے خرمون کی گٹھلیان اس طرح داخل کیجائین کہ وہ بالکل غائب ہو جائین پھر اس جگہ کو کھجور یا بانس کی پتی سے یا دھاگے سے باندھ دین اور اس پر لسدار مٹی لگا دین، پھر اس مقام کو چار انگل مٹی ڈال کر مستور کر دین اس کے بعد سیراب کرنا شروع کرین، خواہ روزانہ سیراب کرین یا ایک دن کے بعد سیراب کرین، پانی میٹھا ہونا چاہیئے، اس ترکیب سے موز پیدا ہوگا، اور اس کے لگانے کا وقت جنوری یا فروری مین ہے، اور آخر موسم گرما مین یہ پھلتا ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ پہلے گٹھلی کو کسی چیز سے چور کر لین پھر اسکو شق مین داخل کرین، غ کا قول ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا صحیح نہین پایا، مجھ کو ایک ثقہ شخص نے یہ خبر دی کہ یہ عمل مشرقی ممالک مین جاری ہے،

---

[۱] اصل کتاب مین ہر جگہ تمر کا لفظ ہے لیکن ثمر سے مطلب واضح نہین ہوتا، الا یہ کہ ثمر کسی درخت کا نام ہے میرے خیال مین یہ تمر (خرما) ہے کیونکہ ترکیب متعین درخت کے ساتھ ہے،

اور مین نے لوگون کو ایسا کرتے ہوئے خود دیکھا ہے، خرما کی مادہ گٹھلی لیجائے اور یہ چھوٹی ہوتی ہے اس کا کنارہ نوکیلا نہین ہوتا ہے اس کو قرقاص کی جڑ مین مرکب کرین جسکی جڑ شلجم اور حرشف (فارسی مین کنگر کہتے ہین) کی جڑ کے مشابہ ہوتی ہے، ترکیب کے بعد مٹی سے ڈھک دین اور پانی سے خوب سیراب کرین انشاء اللہ اس سے موز پیدا ہوگا، اس قسم کا قرقاص بلاد اندلس مین بہت کم پایا جاتا ہے،

خربوزہ کو عوسج سوسن خطمی اور انجیر کیساتھ ملحق کرنے کا طریقہ

ٹا مین ہے کہ بعض لوگ خربوزہ کو دوسرے نباتات کے ساتھ ملا کر بوتے ہین اور اس کو مرکب خربوزہ کہتے ہین، یہ مختلف رنگ کا ہوتا ہے طریقۂ عمل یہ ہے کہ عوسج، سوسن، خطمی، توت اور انجیر وغیرہ مین سے کسی ایک کو اس کے لیے منتخب کیا جائے، پہلے درخت کی تمام شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے یہانتک کہ زمین پر صرف ایک بالشت یا ایک ہاتھ جڑ باقی رہ جائے، پھر زمین مین چوڑی دھار والی چھری یعنی کھرپے سے شق کرین، خصوصاً عوسج کی جڑ مین کئی شق کرین اور ان شقوق مین تین سے پانچ تک خربوزے کے بیج داخل کرین، اس سے زیادہ بیج نہ ڈالے جائین اور توت مین یہ بیج ڈال کر اوپر سے چکنی مٹی جسمین تھوڑی شیرینی بھی ہو ڈالدین، تاکہ تخم چھپ جائے، یہ مٹی رقت، حرارت اور یبوست مین معتدل ہوتی ہے اس مٹی کی اتنی مقدار ڈالی جائے جتنی کہ ان تخمون کے لیے گڈھون مین دیجاتی ہے، توت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ شق سے قبل اس پر گرم پانی ڈالین پھر شق کرین، یہ تمام جڑین کثرت سے پانی کی محتاج ہین، ہمیشہ ان کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس سے پھل بکثرت آئینگی

توقع ہے، جو خربوزہ کہ توت کے ساتھ مرکب کیا جائے گا وہ بہت زیادہ شیرین ہوگا، بلکہ تمام خربوزون سے زیادہ میٹھا ہوگا، اور جو عوسج مین مرکب کیا جائیگا اس کا بھی ذائقہ اچھا ہوگا، آفات اور تغیرات کا اثر اس پر بہت کم ہوگا، اور جو خربوزہ کہ سوسن کیساتھ مرکب ہوگا اس کے پھل بڑے ہون گے اور قسم ثانی سے زیادہ شیرین ہون گے، اور جو خطمی کے ساتھ مرکب ہوگا اس مین خوشبو بہت عمدہ ہوگی، اور جو انجیر کے ساتھ مرکب ہوگا، اس مین اتنی حدت اور تیزی ہوگی، کہ کوئی شخص منھ کٹنے کے خوف سے نہ کھاسکے گا، اس کی حالت تھن یارائی کی طرح ہوگی، اور یہ عمل ان خربوزون مین کیا جاتا ہے جو ابتدا گرما اور آخر ربیع یا آخر جولائی مین بوئے جاتے ہین،

فصل

ان چیزون کے بیان مین جنکی ترکیب مین ضرورت ہے،

ہمیشہ پھلدار درختون کو پھلدار کے ساتھ مرکب کرنا چاہیئے، پھلدار کو غیر پھلدار کے ساتھ مرکب نہ کرنا چاہیئے، اور نہ غیر پھلدار کو پھلدار اور غیر پھلدار کے ساتھ مرکب کرنا چاہیئے، کیونکہ ایسی ترکیب سے پھل کم آئین گے، اسی طرح کمزور یا پرانے درخت مین ترکیب نہ کرنا چاہیئے، بلکہ صرف نئے اور جو ان درختون مین جو آفات سماوی سے بالکل محفوظ ہون، اور جنمین مادہ اور رطوبت کافی موجود ہو ترکیب کا عمل کیا جائے تو وہ مفید اور کارآمد ہوگا، جیسا کہ اچھی زمین مین ہر قسم کی زراعت ممکن ہے، البتہ جنمین رطوبت ہو ان کو زیادہ رطوبت والون مین مرکب کر سکتے ہین، لیکن

اس کے برعکس نہین ہوسکتا کیونکہ ترکیب ناقص ہوجائیگی،

ق کا قول ہے کہ متقدمین نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ کثیر مادہ والے درخت خواہ وہ کسی نوع کے ہون اپنے ہمجنس اور مشابہ مادہ والے درختون کے ساتھ مرکب ہوسکتے ہین اس صورت مین پودہ سال مین تقریبًا دس بالشت بڑھے گا اور بہت ممکن ہے کہ اسی سال پھل بھی لائے، مین نے آمرود مین اس کا تجربہ کیا ہے،

علمائے فلاحت کا یہ بھی قول ہے کہ جب درخت اپنی نوع کے ساتھ مرکب کیا جائے، یعنی یہ کہ زیتون، زیتون اور ربوح کیساتھ، سیب سیب کے ساتھ اور بہی بہی کے ساتھ مرکب کی جائے تو ترکیب بہت جلد بار آور ہو گی، اور جو غیر نوع یا مشابہ درختون کے ساتھ مرکب کئے جاتے ہین، ان مین اتنی قوت نامیہ نہ ہو گی، بلکہ مطعم علیہ مین بعض وقت سختی آجاتی ہے اور مطعم اس کی کوئی مدد نہین کرسکتا، اس قسم کی ترکیب کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ زمین کے اندر مرکب کئے جائین یا ترکیب کے بعد مقام ترکیب کو زمین کے اندر چھپا دین، اس سے انشاء اللہ اصلاح ہو گی،

مین نے آلو بخارا کو بہی کے ساتھ مرکب دیکھا جسمین آلو بخارا کی شاخ تو سخت ہو گئی تھی اور بہی کا تنا اچھی حالت مین تھا، اور ایک دوسرے سے ممتاز تھا، جن درختون مین کھاد وغیرہ ڈالی جاتی ہے ان مین ایک سال پیشتر ہی کھاد وغیرہ ڈال کر درست کر دین اور زمین کو اچھی طرح تعمیر کر دین، جیسے زیتون وغیرہ ہے، مشقوق حصہ کو یا اس سوراخ کو جس مین قلم داخل کئے جاتے ہین، باندھکر

محفوظ کر دین، یہ خیال رہے کہ کتان کے بٹے ہوئے دھاگے سے اور اسی طرح
سخت ڈورے سے نہ باندھین کیونکہ اس قسم کی سخت چیز پوست مین بیٹھ جاتی ہے
اور اس کو کاٹ ڈالتی ہے، اس سے ترکیب پر بڑا اثر پڑیگا، ترکیب انبوب
اور رقعہ مین بھی اس کا خیال رکھنا چاہیئے، اس سے اولیٰ یہ ہے کہ اُون کے دھاگے
سے اس کو باندھ دین جب شاخین بڑھ جائین اور یہ خطرہ ہو کہ ہوا یا چڑیان اونکو
توڑ ڈالین گی تو ترکیب کو محفوظ رکھنے کے لیے ایک موٹا ڈنڈا جڑ مین نصب کر کے
اس پر ٹیک لگا دین یا ان کو تنے یا دوسری شاخون مین مقام ترکیب سے نیچے
باندھ دین، باندھ کر ترکیب کی شاخون سے ملا دین اور ہلکے سے اس کو بھی باندھ
دین تاکہ قوت پکڑے اور اگر یہ شاخین بے ضرورت ہون تو ان کو الگ کر دینا
چاہیئے، شاخون کے اوپر ایک کانٹا بھی باندھ دینا چاہیئے تاکہ چڑیان اس پر
بیٹھ کر خراب نہ کرین، اگر بعض چھوٹی شاخون کی تخفیف کی ضرورت ہو تو ان کو
ہاتھ سے نوچ لینا چاہیئے، لوہا لگانے کی ضرورت نہین ہے،

جب کبھی ترکیب مین ضعف نظر آئے تو غور کرنا چاہیے کہ ضعف کیون آیا
اگر گرمی کی شدت کی بنا پر ہو تو شیرین پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور بار بار
ایسا کرنا چاہیئے زمین کی تعمیر کی بھی ضرورت پڑے گی، مقام ترکیب سے اگر مٹی ہٹ
گئی ہے یا اس مین شقوق پیدا ہو گئے ہین یا اس مین چیونٹیان داخل ہو گئی ہون
تو دوسری مٹی لگا دی جائے، انشاء اللہ درست ہو جائے گی،

ظاہر ہے کہ مرکب، مرکب فیہ سے ذائقہ، خوشبو، رنگ، روپ، قد
اور جلدی بار آور ہونے کی صفت حاصل کرتا ہے، اگر آخری صفت مین دونون

مختلف بھی ہون تو متوسط شکل پیدا ہو جائے گی یعنی جو دیر مین ثمر آور ہوتا ہے وہ
مرکب فیہ کی وجہ سے ذرا جلد بار آور ہوگا، اور اس کے برعکس دوسری صورت مین ہوگا[1]
بعض یہ بھی کہتے ہین کہ جب دو درخت ایک ہی نوع کے اس قدر متصل ہون
کہ دونون اگر ملا دیے جائین تو دونون آگے چلکر ملجائین گے اور اگر کسی ایک کا
علوی حصہ ملاپ کے مقام سے اوپر کاٹ ڈالا جائے تو دونون کا مادہ یکجا ہو جائے گا
اور بقیہ حصہ دونون سے غذا حاصل کرے گا، اس ترکیب سے پھل پہلے سے زیادہ بڑے
ہون گے، مین نے ریحان کے دو پودون کو اسی طرح ملا دیا، کیونکہ دونون بہت
متصل تھے، چند سال مین جہان پر لپیٹے گئے تھے اسی مقام پر دونون ایک ہو گئے
ان مین سے ایک کا علوی حصہ کمزور ہو گیا تو مین نے اس کو کاٹ ڈالا، پھر وہ
دونون جڑون سے غذا حاصل کرتا رہا، مین نے دو انگور کی بیلون کو اسی طرح
لپٹا ہوا دیکھا، لیکن یہ ترکیب ان کے لیے مضر ہوئی،

اشجار کی موافقت اور عدم موافقت کا اندازہ مندرجہ ذیل صورتون سے

---

[1] اصل نسخہ کے حاشیہ مین یہ عبارت مرقوم ہے.

"ترکیب کے وقت منجملہ دیگر شرائط کے یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے قبل کسی خوبصورت لونڈی سے مجامعت
کرے جو بالکل اسکی مطیع ہو اس کے مزاج مین غیظ و غضب نہ ہو، اور اگر زارع کی نئی بیوی ہو جس سے اسی سال
شادی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ بھی ہم صحبت ہو سکتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ جماع کے اکثر اشکال اور صور ترکیب
کے اشکال کے مشابہ ہوتے ہین، چنانچہ اسی بنا پر لوگون کا قول ہے کہ اگر وہ لونڈی حاملہ ہو جائے تو وہ درخت
بھی اسی سال پھل لائے گا، یہ ایک عجیب و غریب خاصہ ہے مین نے حکایتہً یہ نقل کر دیا ہے، ان مین سے
کسی بات کو بھی صحیح نہین سمجھتا"

اچھی طرح ہو سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ بعض درختون مین مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے
بعض مین متوسط درجہ کا ہوتا ہے اور بعض مین بہت کم ہوتا ہے، اسی طرح بعض
درختون کی لکڑیون مین صلابت بہت زیادہ ہوتی ہے، بعض مین متوسط درجہ
کی ہوتی ہے، اور بعض کی لکڑیان نرم ہوتی ہین، اور ان مین سے ہر ایک نوع
کے درخت دوسری نوع کے موافق ہین، جن درختون مین مادہ بہت زیادہ ہے
ان مین انگور، انجیر نر، انجیر مادہ، بہی، سیب، توت، عیون البقر، زیتون، خوخ، شفتالو
امرود، اور گلاب وغیرہ ہین اور جن درختون مین مادہ بہت کم ہوتا ہے ان مین
اترج، نارنج، لیموں، بلوط، مضنع، حنا، احمر، سرو، شاہ بلوط، اخروٹ، بادام،
بیولا، طرفا، فندق، صنوبر، عناب وغیرہ ہین، اور جنکی لکڑیان بہت سخت ہوتی
ہین، ان مین زیتون، عناب، بیولا اور اکثر وہ درخت ہین جنمین تھوڑی سیاہی ہوتی
ہے، اسی طرح وہ جنکی لکڑیان نرم ہوتی ہین، ان مین دفلی، انجیر، انگور، ازادرخت
اور گلاب وغیرہ ہین، پس اگر کثیر مادہ والا قلیل مادہ والے کے ساتھ مرکب کیا گیا
یا اس کے برعکس ہوا، تو قلت مادہ کی بنا پر اسکی بقا مشکل ہوگی، موافقت کی دیگر
صورتین امہات الاجناس کے ذیل مین گذر چکی ہین، مثلاً جو درخت کہ ذوات الصموغ
کہلاتے ہین ایک تو ان مین وہ ہونگے جنمین بکثرت گوند ہو، جیسے آلو بخارا،
برقوق، شفتالو، وغیرہ دوسرے وہ جنمین متوسط گوند ہو جیسے یوز، صرو، اور صنوبر
وغیرہ، تیسرے وہ جنمین گوند بہت کم ہو جیسے زیتون، انگور، سرو، بہی اور اخروٹ
وغیرہ اور ذوات الادہان مین سے ایک وہ ہین جنمین روغن بہت زیادہ ہوتا ہے
اور ان کے چھلکے سے روغن نکالا جاتا ہے، جیسے زیتون اور سرو، وغیرہ دوسرے

وہ جنکی گٹھلی کے مغز سے روغن نکالا جاتا ہے جیسے اخروٹ اور بادام وغیرہ، پس ان مذکورۂ بالا اصناف شجر کی ترکیب مین وہ ترکیب کم مفید ہوتی ہے جس مین مطعم اور مطعم علیہ اکثر اوصاف مین متفق نہ ہون،

بھاری پانی والے اشجار کی آپس مین ترکیب بھی عمدہ نہین ہوتی ہے، جیسے زیتون کی بلوط کے ساتھ، ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ مین نے زیتون کے چند قلم بلوط کے نئے اور تروتازہ درخت مین مرکب کئے، ایک سال سے زیادہ گذر جانے کے بعد ان قلمون مین کچھ نمو ہوا مادہ تو پورا آگیا لیکن نہ تو وہ خشک ہون اور نہ بڑھین، مجبوراً مین نے بلوط کو کاٹ ڈالا، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ ترکیب مین درختون کی عمرون کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے، ان مین بھی بعض طویل عمر کے ہوتے ہین، بعض متوسط عمر کے اور بعض بہت ہی کم عمر والے ہوتے ہین، پس اگر بڑی عمر والا کسی چھوٹی عمر والے کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی عمر بھی کم ہوجائیگی اس کا مفصل ذکر آئے گا

فصل

علمائے فلاحت نے درختون کی جو عمرین متعین کی ہین، اس کے بیان مین

بعض نبطیون کا قول ہے کہ زیتون کی عمر تین ہزار برس کی ہوتی ہے، اور کھجور کی عمر پانچسو برس کی ہوتی اور بلوط کی چار ہزار برس کی ہوتی ہے اور خرنوب کی تین سو برس کی ہوتی ہے، اسی طرح بعض یہ کہتے ہین کہ عناب، اخروٹ، بادام

توت، خا احمر بیں، بیولا، اور نشم وغیرہ کی عمر تقریباً دسو برس کی ہوتی ہے،
ڈامین ہے کہ ڈیڑھ سو برس کے بعد انگور خشک ہوجاتا ہے اور کسی کام کا نہین
رہتا ہے اور انگور کو اگر ابتدا سے آفات سے محفوظ رکھا جائے اور اس مین قوت
نمو بھی زائد ہو تو وہ دور اول کے ختم کرنے کے بعد جسکی مدت سات برس ہوتی ہے
اسی طرح کے دوسرے سات دورون تک یہ بڑھ سکتا ہے، یعنی انچاس برس
کی عمر تک، اس کے بعد اس مین انحطاط شروع ہوجائے گا، اور آخر مین ضعیف
اور بوڑھا ہوجائے گا، اور اس عمر تک جو اوپر بتائی گئی ہے خشک ہوجائے گا
ڈامین ہے کہ بہر کی عمر زیادہ سے زیادہ ایکسو برس ہے، اور شفتالو کی کل ساٹھ برس
ہے، اور امرود، بشنشی، زعرور، انار، بہی، مقنع، آلو بالو، زرد آلو، فندق، اترج، نارنج
اور سہرو وغیرہ کی بھی تقریباً ایکسو برس عمر ہے، اور آلو بخارا، مخیطا، دلب، دفلی، ازادرخت
اور تفاح وغیرہ کی عمر پچاس سال کی ہوتی ہے، خ کا قول ہے کہ گلاب تیس سال
کی عمر کا ہوتا ہے، اور خبری کی عمر دو یا تین سال ہوتی ہے، اس کے بعد اس کی
حالت خراب ہوجاتی ہے، اس مین جو زرد ہوتا ہے اس کی عمر سرخ سے کم ہوتی
ہے، قصب الحلو کی عمر تین سال کی ہوتی ہے اور مرزوش کی چھ سال ہوتی ہے اور
ابیثا کی چار سال ہوتی ہے اور فصفصہ کی بیس سال ہوتی ہے،

———— ※ ————

باب نہم

درختون کی کاٹ چھانٹ کا بیان ابن حجاج کی کتاب سے

شونون کا قول ہے کہ تسیح[1] (کاٹ چھانٹ) بہت زیادہ نفع بخش ہے،
اس کا عمل یہ ہے کہ شاخین جب ضعیف اور کمزور ہو جائین تو انگور فوراً کاٹ
ڈالین، تاکہ تمام مادہ مضبوط اور قوی شاخون کی طرف لوٹ جائے، وہ شاخین
بھی کاٹ ڈالی جائین جو غیر مناسب جگہ پر نکل آئی ہون یا دوسری اچھی شاخون
کے لیے تنگی پیدا کرتی ہون یا ان کو نقصان پہنچاتی ہون، اور جو شاخین کہ درخت
کے اندرونی حصہ مین نکل آتی ہین اور کمزور ہوتی ہین، ان کا بھی کاٹنا اس حیثیت سے
مفید ہے کہ اندر ہوا جانے کا راستہ ملجائے گا، یہ قطع و برید موسم سرما مین کرنا چاہیئے
جبکہ درختون مین پانی جاری نہ ہو، اس کے خلاف وقت کرنے مین مادہ شاخون
مین منقسم ہو جائے گا، اور درخت مین کمزوری آجائے گی، کاٹنے کے بعد اس جگہ
کو فوراً شاخ غیر مقطوعہ کی سطح کے برابر کر دین تاکہ جلد اس پر پوست نمودار ہو جائے،
متقدمین اُن جڑون کو کاٹ دیتے تھے، جو زمین کے اوپر نکل آتی تھین، اور ان
کا یہ قول تھا کہ یہ جڑین اگر بڑھین گی اور زمین سے قوت حاصل کرین گی تو درختون
کے لیے مضر ثابت ہون گی، یہ تعمیر کی یعنی کھودائی اور درستگی کی مانع ہون گی،

[1] دکنی زبان مین اس عمل کو خصی کہتے ہین ۱۲ گاشت انگور،

جس سے درخت کی اصلاح اور بقا ہوتی ہے، اس بنا پر ایسی جڑون کو کاٹ
ڈالنا چاہیئے،

مہراریس کا قول ہے کہ ان چھوٹی جڑون کو جو زمین کی تعمیر مین ہارج
ہون، ان کو قطع کر دینا چاہیئے، درخت کی فلاح وبہبودی اسی پر منحصر ہے،
ان کو دفعتہً نہین کاٹنا چاہیئے ورنہ ضعف آجائے گا بلکہ آہستہ آہستہ ہر سال کاٹی
جائین، ایک دوسرا فائدہ ان جڑون کے کاٹنے سے یہ بھی ہے کہ جب زمین
درست ہوجائے گی تو درخت کے اندر نئی جڑین نکلین گی اور چونکہ زمین بالکل
صاف اور نرم ہوچکی ہے، اسلیے بہت وسعت کیساتھ پھیل سکین گی، قطع کے
بعد ایسی جگہ پر گوبر وغیرہ ڈالدینا چاہیئے،

میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ عمل زیتون اور ان درختون کے لیے جنکی جڑین
سطح زمین کے قریب تر ہوتی ہین غیر مناسب ہے، مشرقی حصہ مین کسی نے
زیتون کے ساتھ یہ عمل دفعتہً کیا جس سے سخت نقصان پہنچا،

قسطوس کا قول ہے کہ پھلدار درخت کی شاخون کا وہ حصہ جو فاضل ہو
جب پھل پکنے جاتے ہون تو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور اگر علوی شاخ
کے نیچے کی شاخین کاٹی جائین تو اور زیادہ مفید ہے یونیوس کہتا ہے کہ تمام
فواکہات کے درختون مین خواہ وہ رطب ہون یا یابس جو فاضل چیزین ہون
اس کو قینچی یا چھری سے چھانٹ ڈالنا چاہیئے، ان شاخون اور رگون کو بھی
نوچ ڈالنا چاہیئے، جو تنے یا جڑ مین نکل آئی ہون، تاکہ درخت بالکل برابر اور
چکنا ہوجائے، صرف تین یا چار بڑی شاخین باقی رہجائین، جو ایک دوسرے

بالکل جدا نظر آئین، چھوٹے پودون مین بھی یہ عمل اس وقت تک ہوتا ہے، جب وہ چار ہاتھ تک بڑھ جاتے ہین، کیونکہ لگانے کے وقت وہ بہت نرم ہوتے ہین،

زیتون کے تنقیہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کا تنقیہ نومبر مین ہونا چاہیئے، کیونکہ اسکی تمام رطوبت پہلے ہی فنا ہو چکی ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ ہی موسم سرما کی بارش کو یہ قبول نہین کرتا، ایسی حالت مین بہتر ہے کہ وہ اسی زمانہ مین اس کا تنقیہ ہوتا کہ قوت حاصل ہو سکے، خصوصًا اس وقت اس مین صلابت اور قوت موجود رہتی ہے، جب تم تنقیہ کر چکو فورًا ہی گوبر یا اسی قسم کی کھاد لگا دو تاکہ اس کاٹ چھانٹ سے جو نقصان پہنچا ہے وہ دفع ہو جائے اور شاخین پہلے سے زیادہ مضبوط اور اچھی نکلین، ان خشک شاخون کا کاٹنا بہت ضروری ہے، جو وسط مین واقع ہون تاکہ درخت کو سانس لینے کا راستہ ملے، ان کو بھی کاٹنا چاہیئے جو ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی ہون تاکہ وسعت پیدا ہو اور جو کج یا زیادہ لانبی شاخین ہون ان کو بھی چھانٹ ڈالنا چاہیئے کیونکہ یہ سب اور دوسری شاخون کے مقابلہ مین بہت کم پھل لانے والی ہین، بہرحال فلاح کو ہر چیز دیکھکر کاٹنا چاہیئے، زیتون مین یہ تنقیہ ہر تین یا چار سال کے بعد کرنا چاہیئے،

کینوس کا قول ہے کہ زیتون کی شاخین اگر کاٹی گئین تو اس سے یہ نقصان نہین ہوگا، کہ پھل کم آئین گے کیونکہ نئی شاخین اس کمی کو پورا کر دین گی، مرسالی کا قول ہے کہ ۲۱ نومبر سے ۲۴ دسمبر تک درخت کی کاٹ چھانٹ جاری رہ سکتی ہے،

امرود کو بہت خفیف کاٹ چھانٹ کی ضرورت ہے، بہی کو ہر طریقہ سے کاٹنا مفید ہوگا
آلو بخارا کو بھی بہت تیزی کیساتھ کاٹنے کی ضرورت نہین ہے، رفیرف، انجیر، زیتون
یہ سب ان درختون مین ہین جنکو خفیف طریقہ پر کاٹنا چاہیئے،

تبدون کہتا ہے کہ انجیر کے لیے پوری کاٹ چھانٹ مضر نہین ہے، بلکہ مفید
ہے، یہی حال انگور کا بھی ہے۔ اس سے ان دونون کی قوت نامیہ بڑھتی ہے،
ابن حجاج فرماتے ہین کہ یہ میرے نزدیک بھی بالکل صحیح ہے، اس مین کسی قسم کے
شک وشبہہ کی گنجائش نہین ہے، مین نے مرسیال کے قول کا تجربہ کیا، انجیر
کے متعلق جو اسکی رائے ہے وہ غلط معلوم ہوتی ہے، آلو بالو، اخروٹ، بادام
اور فندق وغیرہ کے لیے بھی یہ اصلاح مفید ہے،

سادھمس اور دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ تمام درخت علی الاطلاق صغر سنی
ہی مین اس کے محتاج رہتے ہین کہ ان کی اصلاح کی جائے اور ان شاخون اور
فروع کو چھانٹ ڈالا جائے، جو درخت کے اندرونی حصہ یا جڑ مین نکل آتے ہین
لیکن اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ چار سال سے کم عمر والے پودون کی کاٹ چھانٹ
لوہے کے اوزار سے ہرگز نہین کرنی چاہیئے، اس عمر مین ان کے لیے لوہا سم قاتل
ہوگا، بلکہ ہاتھ سے چونٹ لینا چاہیئے، جب چار سال کی عمر سے متجاوز ہوجائین تو
ان کو لوہے سے کاٹ سکتے ہین، لیکن پھر بھی زور سے مارنا ممنوع ہے، اس عمل تنقیہ
سے درخت کا منظر اچھا ہوجائیگا اور اس مادہ سے اس کو تقویت پہنچیگی جو دوسری شاخون
سے لوٹ گیا ہے، تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ درخت کی وسعت اور ضخامت زیادہ ہوگی اگر
مقام قطع وسیع ہو تو اس پر چکنی سفید اور شیرین مٹی کو لپیٹ دین بلکہ اچھی طرح رگڑ دین،

تاکہ مقام قطع سے خوب ملصق ہوجائے ،

جب پودہ قد آدم سے بڑھ جائے تو اب یہ غور کرنا چاہیئے کہ آیا وہ تقلیم اور تنقیہ کا متحمل ہوسکتا ہے یا نہین اگر ہو تو برابر حسب دستور تنقیہ کرنے دینا چاہیئے اور اگر متحمل نہ ہو تو اب یہ عمل روکدینا چاہیئے کیونکہ بعض درخت اس کے متحمل ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے ہین، مین نے اندلس کی مشرقی سمت مین دیکھا کہ جب زیتون کی شاخین جل گئین تو لوگون نے پہلے ہی سال ان شاخون کو چھانٹ دیا جو جلی ہوئی شاخون کی جگہ پر نکل آئی تھین، لیکن کئی سال تک تقلیم کا کوئی فائدہ نہین پہنچا، جب چوتھے سال مین تقلیم کا عمل ہوا تو بہت مفید ثابت ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ چار سال سے قبل یہ عمل مفید نہین ہے ،

فصل

علمائے فلاحت کا اس پر اتفاق ہے کہ بعض اشجار تقلیم کے متحمل ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے، اور ذوات الالبان کے لیے یہ مفید اور موافق ہوتا ہے، مثلاً انجیر اور توت وغیرہ کے لیے خصوصاً توت کی تو زندگی ہی اس پر منحصر ہے کہ ہر سال ان پودون اور شاخون کو جو ایک جگہ گنجان ہوجاتی ہین کاٹ ڈالا جائے، اور اسکی آنکھون کو بھی نکال لینا چاہیئے، موٹی شاخون کے کاٹنے مین اس کا خیال رہے، کہ درخت کا پوست اُجڑنے نہ پائے، اور نہ خود درخت پھٹنے پائے، کیونکہ اس سے چھال اور درخت دونون کو نقصان پہنچے گا، اس کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شاخ پہلے آرہ یا کسی اور آلہ سے کاٹی جائے، جب کاٹی جاچکے تو اس پر سفید مٹی کا ضماد کردین تاکہ اس جگہ پر کیڑے

نہ پیدا ہون، عناب کا ہر طرح تنقیہ ممکن ہے، جس شاخ کو تم کاٹنا چاہو کاٹ سکتے ہو،
کیونکہ یہ بہت زیادہ بڑھتا اور پھیلتا ہے، لیکن درخت کو پھٹنے سے بچانا چاہیئے ورنہ
کیڑے فوراً پیدا ہو جائین گے، چلغوزہ اور اخروٹ مین بھی کامل تنقیہ مضر نہین ہے،

غ اور ناہیک کا قول ہے کہ رگون اور ٹہنیون کی تقلیم کے وقت درخت کی
جڑون کو بھی کاٹ ڈالنا چاہیئے تاکہ نئی جڑین نکل آئین، اگر صرف بعض شاخین کاٹی
جائین گی تو مقطوعہ حصہ مین کسی قسم کی بالیدگی نہ ہوگی جوز رومی اور بنیس بھی تنقیہ کو
قبول کرتے ہین، اسی طرح رند کی بھی تقلیم بخوبی ہو سکتی ہے، اس کے اعلیٰ حصہ
مین کاٹ چھانٹ مفید ہو سکتی ہے، زیتون کے لیے بھی یہ عمل مضر نہین ہے، اگر اسکی
شاخین خشک ہو جائین تو گرہ کے نیچے سے تھوڑا سبز حصہ بھی لیکر کاٹ ڈالین یہ
مفید ثابت ہوگا اور مادّہ درخت کے دوسرے حصون مین پھیل سکے گا، اور اگر
شاخین اس طرح کاٹی گئین کہ کچھ خشک حصہ بھی باقی رہ گیا ہے تو اس مقام پر کسی
قسم کی دوبارہ تازگی پیدا نہ ہوگی،

ق کا قول ہے کہ اگر تم زیتون کی بیکار شاخون کو کاٹ ڈالوگے تو پھل بکثرت
آئین گے اور ان شاخون کے کاٹنے کا وقت پھل آنے کے بعد ہے، جب پھل لد
جا چکین تب کاٹنا چاہیئے، انگور، خروب اور بلوط کے ساتھ بھی یہی عمل کیا جاتا ہے،
ط کا بیان ہے کہ جب زیتون کا درخت ثمر آور ہو اور اس کے ثمر چنے جا چکے ہین تو پھر
اسکی شاخین کلہاڑی سے غروب آفتاب کے وقت کاٹ ڈالی جائین، جو شخص
کلہاڑی کی ضرب لگائے وہ شاخ کو مخاطب کرکے یہ کہتا جائے کہ اگر تو پھل نہ
لائیگی تو مین عنقریب تجھکو کاٹ ڈالون گا اور لکڑی بنا ڈالون گا، اس کو کہکر کہے

انشاء اللہ اس مین پھل ضرور آئین گے،

وہ درخت جو تشمیر اور تقلیم کے متحمل نہین ہوتے ان مین ذوات الصموغ یعنی گوندار درخت ہین، ان کے لیے کسی طرح یہ موافق نہین پڑتا، بلکہ علوی حصہ مین بھی کسی طرح کی کاٹ چھانٹ مفید نہین ہے، یہ اس وقت کیلئے ہے جب کہ قد آدم کے برابر بڑھ گئے ہون، لیکن جب چھوٹے ہون تو جو مضر چیزین ہون گی ان کا کاٹنا ضروری ہے، لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس حالت مین بھی درخت مین کوئی شق نہ پیدا ہو، شفتالو بھی جب بڑھ جائے تو اس کو لوہے سے نہ چھونا چاہیئے، بعض تو یہ کہتے ہین کہ جن درختون مین پانی کی کمی ہوتی ہے ان کو لوہے کے اوزار سے ہرگز نہین چھونا چاہیئے، مرسیال کہتا ہے کہ ان کی تقلیم ازادی کے ساتھ غیر متوقع ہے، بہی کو بھی لوہا نہ لگانا چاہیئے کیونکہ اس سے فساد پیدا ہوجائیگا حب الملوک کا خواہ قدیم درخت ہو یا جدید، لوہے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، یہی حال سیب کا ہے، اس کا علوی حصہ اگر اصلاح کی غرض سے بڑھنے کے بعد کاٹا جائے تو اصلاح کی بجائے فساد پیدا ہو جائے گا، لیکن اگر صغر سنی مین درستگی کی غرض سے ترمیم کیجائے تو وہ مفید ہو گی،

غ کا قول ہے کہ آلو بخارا کا درخت جب بڑا یا پرانا ہو جائے تو اس کو لوہے سے چھیڑنا چاہیئے لیکن اگر علوی حصہ مین قطع کی کسی سبب سے ضرورت آپڑے تو دیکھنا چاہیئے کہ درخت مین کیڑے تو نہین پیدا ہوگئے ہین اگر ایسا ہو تو لوہے سے احتراز کرنا چاہیئے، اور جب تک درخت مین نئی اور چکنی شاخین ہون اس وقت تک تنقیہ کرتے رہین، لیکن اگر علوی حصہ کو قطع کر دین تو درخت از سر نو اچھا ہو سکتا ہے،

مرسیال کا قول ہے کہ بلا کسی خوف وخطر کے کاٹ چھانٹ کرنا چاہیئے، شیم اسود کے متعلق غ کی رائے ہے کہ اس کا بھی تنقیہ مفید نہین ہے، اگر علوی حصہ سے کوئی شاخ کاٹ ڈالی گئی تو اسکی جگہ پر کوئی عمدہ اور موٹی شاخ نہین پیدا ہوگی، بلکہ نہایت باریک اور پتلی شاخین نمودار ہونگی جو ٹیڑھی ہوجاینگی اور درخت کی نشو ونما کو روک دینگی، اور اسی سے فساد پیدا ہوجائے گا، اس طرح کھجور کی علوی شاخ اگر کاٹ دیجائے تو اسکی ترقی رک جائے گی، صنوبر کے متعلق بھی غ کی یہی رائے ہے، کیونکہ اسکی علوی شاخ جب کاٹی جائے گی تو ان کی بجائے کمزور شاخین نکلین گی، ان کے علاوہ نارنج لیموں، سرو، جوز، فندق اور ان کے مشابہ درخت جن کے پتے نہین جھڑتے اور درخت جیسے انار، سیب، آلو بخارا، اور پستہ وغیرہ مین تقلیم کی ضرورت کم پڑتی ہے،

فصل

جب درخت پر اتنی مدت گذر جائے کہ وہ قریب مرگ معلوم ہو یا اسکی نشو ونما رک جائے، یا اس کا علوی حصہ کسی خارجی آفت مثلاً ہوا، برف، یا ضعف کی بنا پر خشک ہوجائے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ نہایت تیز لوہے سے اسکو کاٹ چھانٹ کے درست کردیا جائے، کیونکہ جو درخت یا شاخ کسی کند لوہے سے کاٹی جائے گی تو وہ خراب ہوجائے گی، زمین سے ایک ہاتھ کے فاصلہ پر کاٹنا چاہیئے بشرطیکہ اس کا اطمینان ہو کہ کوئی جانور اس کو نقصان نہ پہنچائے گا، لیکن اگر اس کا خطرہ ہو تو اس سے اوپر تقلیم کا عمل شروع کرنا چاہیئے، اس کے بعد

برابر زمین کی تعمیر کرتے رہنا چاہیئے اور اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے،
خ،ص سے بیان کرتا ہے کہ مین نے بھی اور انار کے پرانے درختون کا اسی
طرح علاج کیا ہے، اس سے نئی شاخین نکلین اور مدت تک پھل آتے رہے، پھر اگر یہ
بوسیدہ ہونے لگے تو دوبارہ تقلیم کا عمل کیا گیا، اور بار بار تعمیر اور آب پاشی ہوتی رہی
جس سے شاخین تروتازہ ہوگئین اور پھل پھر آنے لگے اور ان دونون نے سو سے زیادہ عمر پائی
غ کا قول ہے کہ حب الملوک جب پرانا ہو جائے تو اس کے اسفل حصہ کو کاٹ
دینا چاہیئے، کیونکہ علوی حصہ کے کاٹنے سے کسی قسم کی بالیدگی نہ ہوگی، توت بھی جب
ضعیف اور کمزور ہو جائے اور پھل نہ لائے تو اوپر کی شاخون کو چھانٹ ڈالنا چاہیئے
اس سے اسکی پہلی حالت لوٹ آئے گی اور وہ پھر بار آور ہو جائے گا، خصوصًا جب یہ درخت
ایسے مقام پر ہو جہان پر تعمیر اور سیرابی بآسانی ہو سکتی ہو تو یہ بہت جلد اپنی اصلی حالت
پر لوٹ آئے گا، اور اگر اترج، نارنج، لیمون، رنبوع، یاسمین وغیرہ پرانے ہو جائین، تو پورا
درخت کاٹ ڈالا جائے اور اس کے بعد اس زمین کی تعمیر کیجائے اور پانی سے خوب
سیراب کیجائے انشاء اللہ درخت انھین جڑون سے دوبارہ نشوونما پائے گا،
غ کا قول ہے کہ اگر شفتالو کا درخت کمزور ہو جائے اور اس کا مادۂ نمو کم ہو جائے
اور بعض شاخین خراب ہو جائین، اور لکڑیان سیاہ ہو جائین اور ان مین ایک پتہ
بھی باقی نہ رہے، اور ان مین سبزی کی بجائے سیاہی اور سرخی آجائے اور انکھین سخت
ہو کر گرہ بنجائین، تو تم کو یقین کرلینا چاہیئے کہ یہ درخت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا، اور
یہ عنقریب خراب ہو جائے گا، اس کا علاج یہ ہے کہ زمین کے دو بالشت اوپر سے کاٹنا
شروع کرین، اور یہ عمل ماہ اکتوبر مین کرنا چاہیئے آلہ قاطعہ آرہ یا اسی قسم کی تیز چیز ہو

کاٹنے کے بعد جڑون مین بکثرت مٹی لاکر ڈالدین اور ہر آٹھوین دن پانی سے سیراب کرتے رہین، پندرہ ۱۵ دن سے لیکر آخر موسم گرما تک اس مین بالیدگی شروع ہو جائے گی، اور دوسرے سال مین پھول اور پھل دونون آجائین گے، اگر دوسرے سال یہ بات پیدا ہوئی تو تیسرے سال انشاء اللہ ثمر آور ہو جائے گا، اس وقت بھی جو شاخین کمزور نظر آئین وہ سب کاٹ ڈالی جائین اور صرف تین سے چار شاخون تک باقی رکھین، اگر تم اس مین عمل تکبیس کرنا چاہو تو کر سکتے ہو، انشاء اللہ یہ درخت اپنی اصلی حالت پر عود کر آئے گا، لیکن یہ عمل برابر کرتے رہنا چاہیئے،

آلو بخارا اور توت وغیرہ جنگی پتیان جھڑ جاتی ہین جب یہ ضعیف اور بوڑھے ہو جاتے ہین تو ان کا علاج بھی وہی تقلیم ہے، جہان تک کاٹنے کی وسعت ہو علوی شاخون کو کاٹ ڈالو، لیکن جڑ کے قریب کی شاخون کو کاٹنا زیادہ اولیٰ ہے، وہ درخت جنمین یبوست اور خشکی پیدا ہو جائے ان کے اس علوی حصہ کو چھاٹنا چاہیئے جسمین خشکی نہ آتی ہو، یہ عمل خریف مین کرنا چاہیئے، اور برابر نگرانی رکھنی چاہیئے انشاء اللہ سرسبز ہو جائے گا، درختون کے امراض اور ان کے علاج کے متعلق مفصل بیان آئندہ آئے گا،

باب دہم

مغروسہ زمین کی تعمیر کے بیان مین جس سے خود زمین اور پودون کی اصلاح مقصود ہوتی ہے نیز تعمیر اور کھاد ڈالنے کے اوقات، اور کن درختون کے لیے تعمیر مفید ہے اور کن کے لیے غیر مفید ہے، اور انگور کا دوسرے مقامات پر منتقل کرنے کا تفصیلی بیان، اور زراعت کے لیے کس قسم کے لوگون کو منتخب کیا جاتا ہے، مستحکم انگور کے درختون کے لیے کہان تک تعمیر مفید ہے، اور کیونکر ناقص انگور کو درست کرنے کے لیے دوسری شاخون کو داخل کیا جائے گا،

یہ تمام معلومات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ شاخون کے نمودار ہونے سے قبل انگور کے اردگرد کی زمین کو کھود ڈالین، کیونکہ جب شاخین نکل جائین گی اور خوشے ظاہر ہو جائین گے تو پھر کھودنے کی حرکت سے بہت سے پھل ضائع ہو جائین گے اسلئے قبل ہی کھودنا اچھا ہے، زمین کو جس قدر زیادہ کھودینگے اور جس قدر اس مین تخلخل پیدا ہوگا اسی قدر پودے کو تقویت زیادہ ہوگی، اور پھل زیادہ آئین گے، لیکن اگر دوران عمل مین شاخین نکل آئین تو اس عمل کو اس وقت تک کیلئے موقوف کر دینا چاہیئے جبتک کہ یہ نئی شاخین قوت نہ پکڑ لین، اس کے بعد پھر دوبارہ کھودنا چاہیئے، اس مین اسکا خیال ضرور رہے کہ کدال سے انگور کا تنا کہین ظاہر نہ ہو جائے، کیونکہ اگر ایسا ہوا

تو درخت مین تقویت کی بجائے ضعف آجائے گا، اور پھل کم آئین گے،

اگر انگور کی وہ شاخین ناقص ہو جائین جو جفان الکرم (غا کھائے تاک انگور) کہلاتی ہین تو اس مین سے ایک بڑی شاخ کو جو ذرا جھکی ہوئی ہو، کھینچ کر ایک گڈھے مین لے آئین اور اس مین اچھی طرح پھیلا دین، اور جو مٹی خندق سے نکلی ہو اس سے خوب چھپا دین، اس کے بعد برابر اسی طرح سیرابی وغیرہ کا خیال رکھین جسطرح اور درختون کے لیے بتایا گیا ہے، دو سال کے بعد اس علٰحدہ شاخ کو پہلی جڑ سے الگ کر دین،

قسطوس کہتا ہے کہ پرانے اور ضعیف درخت کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ درخت کے چارون طرف جو مقامات خالی ہون اُن مین ایک ہاتھ گہرا گڈھا کھود دین جو مستطیل شکل کا ہو، اس کے بعد باغبان کو چاہیئے کہ ایک لانبی شاخ کو بغیر قطع کئے ہوئے آہستہ سے کھینچ کر اس گڈھے کے وسط مین دفن کر دے اور شاخ کا ایک کنارہ باہر نکال دے اس سے نئی شاخ پھوٹے گی، اب یہ نئی شاخ اس بچہ کے مانند ہوگی جو دو ماؤن کا دودھ پیتا ہو، اس شاخ کی ایک مان تو وہ پہلی جڑ ہوگی جس سے یہ متعلق ہے، دوسری مان وہ شاخ ہوگی جس سے اب یہ نئی شاخ نکلی ہے اور یہ پودہ بہت جلد بڑھے گا، اور پھل لائے گا، جب یہ بالکل تیار ہو جائے تو زارع کو اختیار ہے اگر پہلا درخت بہت پرانا ہو گیا ہو تو اس سے اس کو الگ کر دے، اور اگر ایسا نہ ہو تو دونون کو اپنی حالت پر رہنے دے،

زمین کی کھودائی کس وقت ہونی چاہیئے اور اس مین کیونکر کھاد ڈالی جائے اس کے متعلق یونیوس یہ کہتا ہے کہ مشرقی ممالک والے جب زمین مین کوئی گڈھا کھودتے ہین تو اس کو فوراً بھر نہین دیتے ہین بلکہ وہ موسم سرما تک اس کو اسی حالت

پر چھوڑ دیتے ہین، لیکن جنوبی باشندے تو گڈھون کو فوراً بھر دیتے ہین، بہت سے لوگ انگور کے اطراف کو سال مین دو مرتبہ کھودتے ہین، ایک مرتبہ خریف مین اور دوسری مرتبہ ربیع مین، ان گڈھون کی گہرائی وہ ایک قدم کے برابر رکھتے ہین، جو انگور کہ مستحکم اور اچھی حالت مین ہو تو اس کو بھی تعمیر کی ضرورت ہے اطراف کو کھود کر اس مین بھیڑ بکری اور دوسرے جانورون کا غلیظ ملا کر بطور کھاد کے ڈالدین، کھاد باوجود حار ہونے کے انگور کی نشو و نما کے لیے مفید ہے. لیکن کسی انگور کی جڑ مین اس قسم کی گرم کھاد نہین ڈالنی چاہئے، بلکہ، جب ڈالی جائے تو جڑ سے کم سے کم چار انگل کے فاصلہ پر ڈالین، تاکہ ذرا فاصلہ سے حرارت جڑون مین داخل ہوتی رہے، جڑ اگر چور یا مجروح ہو تو کھاد نہ ڈالنی چاہیئے، کیونکہ گرمی اس کو جلا ڈالے گی، یہ تمام شکلین اس وقت کے لئے ہین جب کھاد کا سامان ہو سکے، لیکن جب یہ چیزین نہ مل سکین تو ان کی بجائے باقلا، اور دوسرے تمام غلون کا بھوسہ ملا کر ڈالدین، ان چیزون کا بھوسہ بھی انگور کیلیے نفع بخش ہے، یہ اس کو برف، اور اولون سے محفوظ رکھتا ہے، اور ان کیڑون کا دافع ہے جو درخت کو خراب کیا کرتے ہین، اور جو مقامات کہ بہت زیادہ بارد ہین وہان انگور وغیرہ کے لئے گڈھون کا کھودنا ضروری ہے، اس کے بعد ایک سال تک یہ عمل موقوف رکھا جائے، اگر برف باری کا خطرہ ہو تو انگور کے تنہ اور جڑون پر اچھی طرح مٹی ڈال دین تاکہ وہ محفوظ ہو جائے.

ابن حجاج، فرماتے ہین کہ اشجار کی درستگی کے لیے تمام تدابیر پر عمل کرنا چاہیئے، شولون کا قول ہے کہ درحقیقت زراعت تین چیزون کا نام ہے، (۱) زمین کا جوتنا، یا کھودنا، (۲) کھاد کا مہتیا کر کے ڈالنا (۳) اور درختون کی کاٹ چھانٹ کرنا،

متقدمین نے اس کے ساتھ نہر اور بدلیون سے سیراب کرنے کو بھی چوتھی شرط مین داخل کیا
ہے، لیکن واقعہ یہ نہین، کیونکہ اکثر درخت سیرابی کے محتاج نہین ہوتے، ان کے لیے وہی
پانی کافی ہوتا ہے جو آسمان سے ان تک پہنچتا ہے، اسی طرح اگر ہم بستانی درخت کو
بری اور جنگلی بنانا چاہین تو اس کے لئے بھی پانی سے زیادہ ضروری زمین کا جوتنا ہو،
بلکہ وہ پانی کا محتاج ہی نہین ہوتا، غرضکہ وہی تین مذکورۂ بالا چیزین درختون کی عمر دن
مین اضافہ کرتی ہین، انکی اصلاح کرتی ہین، اور ان مین قوت کو باقی رکھتی ہین، کیونکہ
بعض اچھے اور مضبوط درختون مین ضعف آجاتا ہے، ان کے علاوہ اگر پانی مہیا ہو سکے
تو سیراب کرنا افضل ہے، اور بعض درخت تو خصوصاً پانی کو مرغوب رکھتے ہین، مثلاً ترنج
ہمیشہ پانی کا محتاج رہتا ہے، اسی طرح انار بھی اس کا خواہشمند رہتا ہے، اور بھی دوسرے
درخت ہین، انکی سیرابی کا بہترین وقت موسمِ گرما مین ہے اور ربیع اور خریف مین
بھی ہے، خصوصاً جب بارش کے ہونے مین دیر ہو، موسمِ گرما مین ان کو خصوصیت کیساتھ
رات کے وقت سیراب کرنا چاہیئے، تاکہ پانی خوب اچھی طرح جڑون مین پیوست ہو سکے،
زمین جب وافر طریقہ پر پانی کو جذب کریگی اور پھر آفتاب اپنی حرارت سے اسکی رطوبت
کو خشک کرے گا، تو یہ زمین بہت عمدہ اور قوی ہو جائے گی،

تعمیر یعنی جوتنا یا کھودنا چار چیزون کے لیے مفید ہے، (۱) اس سے زمین کے اندر
تخلخل پیدا ہو گا جس سے رگون اور جڑون کے راستے کھل جائین گے اور ان مین
بآسانی ہوا جا سکے گی، ایک مشہور فلاح کا قول ہے کہ درختون کے لیے زمین کا تخلخل
اس جانور کی رہائی کے مشابہ ہے جس کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، ٹھیک اسی طرح منجمد زمین
مین درختون کا گلا گھٹتا ہے،

(۲) دوسری غرض زمین کے اندرونی حصّہ کو الٹنا ہے تاکہ آفتاب کی گرمی اس کے اجزاء کو لطیف بنا سکے، اسی غرض سے قدمار نے زمین کو جوتنا اختیار کیا اور لوگون کو اسکی ترغیب دی، تاکہ اندر کا حصّہ درست ہو سکے،

اسی بنا پر وہ لوگ پامال راستون کی گرد و غبار کو جنپر دھوپ ہمیشہ پڑتی رہتی ہو زیادہ پسند کرتے تھے، ان کا یہ قول تھا کہ پیدل اور سوار اپنی رفتار سے اس مٹی کو خوب الٹ پلٹ دیتے ہین، آفتاب کی گرمی پکا ڈالتی ہے، اور ہوا ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجایا کرتی ہے، اس وجہ سے یہ خاک بہت زیادہ لطیف بنجاتی ہے، جو شخص اپنی زمین کو عمدہ بنانا چاہتا ہو اس کو چاہیئے کہ جانورون کو وہان پر رکھے تاکہ وہ پیشاب اور غلیظ کرکے اس کو خوب روند ڈالین،

۳- تیسری غرض یہ ہے کہ وہ گھاس اور نباتات جو خود رَو ہوتے ہین، اور زمین کی نفاست اور لطافت کو ضائع کر دیتے ہین، اور اصلی درختون کو غذا حاصل کرنے مین مانع ہوتے ہین، اس تدبیر سے بالکل صاف ہو جائین گے،

۴- چوتھا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد زمین رطوبت اور پانی کو بہت زیادہ جذب کرلیتی ہے، اور جو پانی زمین کے اندر چلا جاتا ہے اس سے وہ درختون کو سخت موسم گرما مین سیراب کرتی ہے اور ٹھنڈا رکھتی ہے جنگلی اور صحرائی درختون کا قیام نہایت گہری جوت پر موقوف ہے، جس سے بڑی بڑی لکیرین پیدا ہو جائین، صحرائی درختون کی زمین کو تین فصلون مین الٹ پلٹ سکتے ہین، خریف، سرما، اور ربیع مین، مذکورہ طریقہ کے علاوہ زمین کو جڑ کے قریب کھود کر اسکی مٹی ہٹا کر بھی درست کر سکتے ہین، اس طرح پر کہ ارد گرد مین ایک مستدیر وسیع اور عمیق گڈھا کھودین جسکی شکل مرتبان کی جیسی ہو

ہمنے اس عمل کیطرف جسکو کشف کہتے ہین جو زیادہ زور دیا ہے، وہ محض تین وجہون سے

۱- یہ امر متیقن ہوچکا کہ سطح زمین کی خاک آفتاب کی گرمی کیوجہ سے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اسلیے ہم یہ چاہتے ہین کہ وہ مٹی جو جڑون سے متصل رہتی ہے نہایت صاف اور عمدہ ہو تاکہ جڑین اس سے قوت حاصل کرین اور جس طرح اچھی غذا سے ہر جسم مین نمو ہوتا ہے اسی طرح اس مین بھی ہوگا،

۲- دوسری وجہ وہی زمین کا تخلخل ہے جس سے جڑون کو قید سے رہائی ملجاتی ہے کیونکہ جب ہم مٹی کو گڈھے سے نکال کر دوبارہ ڈالین گے تو اس وقت اسکے اجزا، بالکل بکھرے اور منتشر ہون گے،

۳- تیسری وجہ یہ ہے کہ ان گڈھون مین پانی اگر جمع ہوجائے گا اور کسی دوسری جگہ جانے نہ پائے گا بلکہ اسی زمین کی گہرائی مین اترتا چلا جائے گا،

متقدمین کا خیال ہے کہ کشف یعنی گڈھے کی وسعت تین گز ہونی چاہیئے، اس کا استعمال وسطِ سرما مین نہین کرنا چاہیئے جبکہ اولہ یا برف وغیرہ پڑتی ہو کیونکہ اس موسم مین جڑون کا کھولنا سخت مضر ہے البتہ ابتدائے گرما مین یہ عمل ہو سکتا ہے ہارون خریف کے زمانہ مین یہ عمل کرتا تھا اور جب سردی سخت پڑتی تھی تو جڑون پر مٹی ڈالدیتا تھا، اور موسمِ گرما کا انتظار کرتا تھا، وہ اس عمل کو بار بار کرنے کا قائل تھا، گڈھا کھود کر چھوڑ دیتا تھا تاکہ ہوا اس کو گرم کردے اس سے زمین مین خوب تخلخل پیدا ہوجاتا ہے، بلاشبہہ اس عمل سے درخت کی تندرستی ہمیشہ باقی رہتی ہے اور ہر وقت تراوٹ موجود رہتی ہے کھاد زمین کو گرم رکھتی ہے، اور حرارت غریزی کو مشتعل کرتی ہے، وہ رطوبت جس کو دسومت کہتے ہین نباتات اور درختون کے بڑھانے

مین کھاد سے بہت زیادہ مدد حاصل کرتی ہے، اور تقلیم سے جو عظیم الشان فائدہ ہے وہ گذر چکا ہے،

بنجر اور خراب زمین کی اصلاح تعمیر کے ذریعہ سے، جب کوئی زمین بوئے ہوئے تخمون کو ہضم کر جائے، تو اس کو سرما مین کئی مرتبہ جوت ڈالنا چاہیئے، جب ربیع کا آخری زمانہ ہو تو خوب اچھی طرح جوت کر لکیرون کو کشادہ کر دین، اب یہ زمین بہت زیادہ جوتے جانے کی وجہ سے قابل زراعت ہو جائے گی، اس کے بعد موسم گرما مین جب آفتاب کی حرارت لکیرون کے اندر پہنچیگی تو زمین کے اجزا کو لطیف بنا دیگی، اور اس کو گرم کر دیگی، اس عمل سے زمین مین تین باتین پیدا ہون گی، اجزا مین تفرق اور نرمی پیدا ہو گی، آفتاب کی حرارت سے لطافت پیدا ہو گی اور گھاس وغیرہ کو جمنے سے روکے گی تاکہ وہ اسکی رطوبت وغیرہ کو جذب نہ کر لے، اس زمین مین اگر یہ عمل اسی طرح کیا جائے گا تو یہ درست ہو جائیگی،

اس زمین کو قلیب کہتے ہین اور اسکی اصلاح کے لیے سب سے بہترین تدبیر یہی ہے، قلیب کے متعلق انشاء اللہ آئندہ بحث ہو گی،

اس کتاب کے باب اول مین زمینون کے اقسام اور ان کے اوصاف اور ان کی اصلاح کے تدابیر کا مفصل ذکر ہو چکا ہے، فلاحت نبطیہ مین جو کچھ اس کا مواد تھا اس کا بھی خلاصہ لکھا جا چکا ہے، عمل نبش (زمین کو کھودنا) جو درختون کی جڑ مین کیا جاتا ہے اور جس کو تردیج اور تنقیش بھی کہتے ہین، اس کا بیان بھی گذر چکا ہے، یہ عمل کشف کے بالکل مشابہ ہے۔ اس کے متعلق یونیوس کی جو رائے تھی وہ بھی لکھی جا چکی ہے، آئندہ ہم تفصیل سے ان کے علاوہ دوسری کتابون سے اس کے متعلق

معلومات دین گے،

ص، غ اور خ کی کتابون مین ہے کہ زمین کی تعمیر مین چند حالات کا خیال رکھنا چاہیئے اولاً وقت کا کہ سال بھر کے اندر کس وقت یہ عمل مفید ہوگا، دوسرے زمین کی حالت کا اندازہ کرنا چاہیئے کہ وہ کیسی ہے، زیادہ تر ہے یا زیادہ خشک ہے یا درمیانی حالت مین ہے، تعمیر ہل جوت کر بھی ہو سکتی ہے، اور زمین مین گڈھا کھود کر بھی ہو سکتی ہے اس عمل کو بہت عمدگی سے انجام دینا چاہیئے تاکہ آیندہ آسانی ہو، ابتدائے عمل جنوری سے اخیر مئی تک ہو یعنی موسم سرما مین، اس عرصہ مین بار بار یہ عمل ہونا چاہیئے، یہ زمین کی حالت کے لحاظ سے ہوگا، اگر زمین نرم ہو جائے اور مٹی باریک ہو جائے تو تعمیر ختم ہو گئی جنوری ہی کے مہینہ مین درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر گڈھا کھود سکتے ہین،

فصل

ہر قسم کی زمین کے لیے تعمیر کا ایک خاص عمل خاص وقت مین ہوتا ہے

ابو عبد اللہ بن الفاضل کا قول ہے کہ سرخ زمین قوی ہوتی ہے، وہ بہت جلد درست نہین ہوتی ہے بلکہ سخت محنت اور مشقت کے ساتھ اگر اس پر بار بار ہل چلایا جائے تو اس کی مٹی نرم اور باریک ہوگی، سیاہ زمین بھی بکثرت تعمیر کی محتاج ہے، اور یہی حال زرد رنگ کی زمین کا ہے، بار بار کھودنے یا جوتنے سے درخت کی حالت درست ہو جاتی ہے، سخت قسم کی زمین مین بھی اس وقت تک یہ عمل جاری رکھا جائے جب تک کہ اسکی مٹی باریک نہ ہو جائے، ارض حرشا جس مین تھوڑی صلابت ہوتی ہے

اس مین بکثرت تعمیر کی ضرورت ہے، حریریہ زمین کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین ہے
ہے یہی حال خاکی رنگ کی زمین اور سفید مرطوب زمین کا ہے، ان سبھون مین
ان کی ذاتی نرمی کی وجہ سے دوسری زمینون سے کم عمل کی ضرورت پڑتی ہے،
رملیہ اور ھنرولہ مین بھی یہ عمل مناسب وقت مین کیا جاتا ہے. دیر اور سویر کی ضرورت
نہین ہے. اور نہ زیادہ عمیق جوتنے کی ضرورت ہے، ورنہ آفتاب کی گرمی سے اسکی
رہی سہی رطوبت بھی زائل ہو جائے گی، یہی حال نمکین اور شور زمین کا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ کوئی زمین ایک بالشت سے زیادہ گہری نہ کھودی
جائے، خ وغیرہ کہتے ہین کہ وہ زمین جس کے اوپر کی مٹی اچھی ہو اور اندر کی مٹی مین
سخت ریت، پتھر یا کنکر وغیرہ ہون زیادہ گہری نہ کھودی جائے ورنہ سطح کی مٹی کی خوبی
بھی دوسری مٹی سے ملکر جاتی رہے گی، البتہ اچھی کھاد ڈال کر اسکی اصلاح کرسکتے ہین،
لیکن جس زمین کے اندر مٹی اچھی ہو اور اوپر خراب ہو، تو اس کو اچھی طرح جوتنا
چاہیئے، اور گہری کھودی جائے تا کہ دونون مٹی ملکر ایک معتدل مزاج اختیار کرلین،
اور یہ پہلی سے زیادہ اچھی ہوتی ہے، باب اوّل اور باب ہفتم مین اسکا بیان جاچکا ہے،
ان معلومات کو جو آئندہ بیان ہون گے یکجا کر دیا جائے تو زارع کی ہدایت کے لئے
کافی ہین،

فصل

ص، خ اور غ کی کتابون سے ہر زمین کی تعمیر کے اوقات کا بیان

جو زمین بہت اچھی اور قوی ہو اس کو جلد درست کرنا چاہیئے، اس عمل کی ابتدا،

خریف مین کرنی چاہیئے خصوصاً جب اس مین متفرق نباتات وغیرہ اُگ آئے ہون،
تعمیر سے یہ سب صاف ہو جائین گے، دوبارہ تعمیر مین تھوڑی تاخیر کرنی چاہیئے، سردی
اور گرمی چونکہ اس کے لیے مضر ہے اس لیے ہر موسم مین تعمیر کی ضرورت ہے، اس سے
جو کم درجہ کی زمین ہو وہ وسط ربیع مین درست کیجائے، سرخ، ارغوانی، سفید اور ٹیلے
پر کی زمینین موسم سرما مین تعمیر کیجاتی ہین، سخت شور زمین کی کھودائی گہری نہ ہونی چاہیئے
یہ تعمیر کے بعد ایک سال تک چھوڑ دیجاتی ہے اور اس کے بعد اس مین کھاد دیجاتی ہے،
جس کا ذکر آئندہ ہوگا، رقیقہ اور رملیہ کی تعمیر درمیانی فصل ربیع مین ہوتی ہے، ان کو
بھی زیادہ عمیق کھودنے کی ضرورت نہین ہے، ان زمینون کو نہ اس سے قبل درست
کرنا چاہیئے اور نہ اس کے بعد، ٹھیک مناسب وقت مین تعمیر شروع کیجائے، کیونکہ
ان مین ہر موسم اپنا اثر جلد کرتا ہے، سرما مین یہ سخت ٹھنڈی ہو جاتی ہین، بارش سے ان
مین حبس ہو جاتا ہے اور گرما مین آفتاب کی حرارت سے یہ تپ جاتی ہے، اور ان کی
تمام رطوبت خشک ہو جاتی ہے، بلکہ یہ کم نفع بخش ہو جاتی ہین، ہمند کے لیے یہ بہتر ہے
کہ گرما مین درست کیجائے تاکہ گرمی سے گھاس وغیرہ جل جائین جو صرف بارش کی وجہ
سے اُگ آئی ہین، بلکہ اس مین اگر ہر فصل مین تعمیر کیجائے تو بہتر ہے، قلیب اور اسکی
مشابہ زمینون کی تعمیر کا وقت آئندہ لکھا جائے گا، شقدار زمین کو جون کے مہینہ مین
درست کرنا چاہیئے اور اس کے شقوق کو چھپا دینا چاہیئے، تاکہ آفتاب کی حرارت درختون
کی جڑ کو نہ جلا دے،

ابن حزم کی کتاب مین ہے کہ درختون کی بقا اور فلاح تعمیر کے بغیر ناممکن ہے،
بہترین تعمیر یہ ہے کہ پہلی بارش کے بعد جو اکتوبر مین ہوتی ہے جوت کر یا کھود کر زمین

درست کردیجائے اور اس کے بعد جنوری، اپریل جون مین بار بار یہ عمل کیا جائے تعمیر کے بعد کھاد ڈالنا چاہیئے پھر شاخون کو حسب ضرورت کاننا چھانٹنا چاہیئے، اور شاخون کو الگ الگ کردینا چاہیئے،

فصل

زمین کی تعمیر کے متعلق جو صورتین لکھی گئی ہین اُنمین سب سے زیادہ مغروسہ اشجار اور نباتات کا لحاظ رکھنا چاہیئے بعض ان مین بکثرت تعمیر کی محتاج ہون گے اور بعض کیلیے متوسط تعمیر کافی ہوگی، پس اگر زمین مین ایسے درخت ہون جو بہت زیادہ تعمیر کے محتاج ہون گے اور بعض کے لیے متوسط تعمیر کافی ہوگی، پس اگر زمین مین ایسے درخت ہون جو بہت زیادہ تعمیر کے محتاج ہون تو ان مین بار بار یہ عمل ہو سکتا ہے اور اگر اس کے خلاف ہو تو تعمیر کم ہوگی، اور اس صورت مین جب دونون بالکل متضاد طبیعت کے ہون تو پودے کو اس جگہ سے منتقل کردینا بہتر ہے،

فصل

اس صفت کا بیان جسکا زمین مین تعمیر، باغبانی اور زراعت کے وقت ہونا مفید ہے

خَ کا قول ہے کہ وہ زمین جس مین کوئی درخت لگایا جائے یا تخم ریزی کیجائے معتدل مرطوب اور سیراب شدہ ہو، اس زمین سے احتراز کرنا چاہیئے جس مین گل ہو اور جس مین رطوبت بالکل نہ ہو، صَ کا قول ہے کہ وہ زمین جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوچکی ہو اسکو

نہ کھودنا چاہیئے نہ جوتنا چاہیئے اور نہ اس مین کوئی دوسری چیز ڈالنا چاہیئے کیونکہ موجودہ حالت مین اگر تھوڑی سی بھی حرکت ہوئی تو زمین کو مرض لاحق ہوجائے گا، اور خود مزروع چیزون کو نقصان پہنچے گا اسی طرح اگر بہت زیادہ خشک زمین مین تم ہل چلاؤ گے تو وہ پہلی ہی مرتبہ پاش پاش ہوجائیگی اور اس مین بجائے خاک کے ڈھیلے اور کلوخ ہوجائین گے، اس سے بھی مرض پیدا ہوجائے گا، اسی طرح وہ زمین جو گلناک ہو اگر کھودی گئی تو آفتاب کی حرارت اس مین پتھر کی طرح صلابت پیدا کردیگی جس کے بعد نہ وہ نرم رہے گی اور نہ تر ہوگی یہ بھی ایک قسم کا مرض ہوجائے گا، اسلیے ہمیشہ ایسی زمین کو کھودنا یا جوتنا چاہیئے جس مین نہ زیادہ یبوست ہو اور نہ زیادہ رطوبت ہو بلکہ معتدل مزاج کی ہو اگر چکنی اور سخت زمین مین زراعت کی ضرورت لاحق ہوجائے، تو اس مین باقلا بوئی جائے، لیکن اس وقت تک چھوڑ دینا بہتر ہے جب تک کہ وہ ہوا اور پانی سے درست نہ ہوجائے، اگر تم اچھی ہوا مین نم اور مرطوب زمین کی تعمیر کرو اور اس مین بھی ٹوٹ کر چند نرم کلوخ نکل آئین تو یہ بہت اچھی زمین ہوگی کیونکہ اسکی اعتدالی کیفیت بہت عمدہ ہوگی اس لیے اس مین ہر قسم کی زراعت ہوسکتی ہے، خشک زمین کے لیے تعمیر اس قدر مضر نہین ہے جس قدر چکنی اور گلناک زمین کے لیے ہے، کیونکہ خشک زمین کے کلوخ اور ڈھیلون کو بارش منتشر کرسکتی ہے لیکن تر مٹی کے کلوخ جب خشک ہوجائین تو اُن کو پانی بھی متفرق نہین کرسکتا،

فصل

ان درختون کا ذکر جنکے لیے بکثرت تعمیر موافق ہے اور انکا جنکے لئے یہ عمل موافق نہین ہے

ص، غ، اور رخ کی کتابون مین ہے کہ درخت جو بکثرت تعمیر کو چاہتے ہین، ان مین

زیتون، انجیر، انگور اور توت وغیرہ ہین، غ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ میوہ جات مین سے سیب، آلو بخارا، حب الملوک اور شفتالو وغیرہ ہین جو صغر سنی ہی مین تعمیر اور سیرابی کو چاہتے ہین، اور وہ درخت جو تعمیر کے متحمل نہین ہوتے ہین ان مین سیب اور انار وغیرہ ہین لیکن یہ اس وقت جبکہ ان کی عمرین زیادہ ہو جائین، اور ان دونون کے درمیان ایک متوسطین کی بھی جماعت ہے جو کم تعمیر کو چاہتی ہے،

مطعم زیتون مین تمام وہی عمل کرنا چاہیئے جو انگور کے لیے کیا جاتا ہے، یعنی تعمیر (جوتنا) تقلیم، (کاٹ چھانٹ) تزبیل وغیرہ (کھاد وغیرہ ڈالنا) جڑن مین جڑون کے قریب ہلکے طریقہ پر کھود دین اور اس کو اصطلاح مین مشق کہتے ہین، اگست مین ان جڑون پر خاک ڈالدین، زمین کی مٹی بہت زیادہ نفع بخش ہوگی، خصوصاً اس سے اسکا تیل نہایت اچھا ہوگا اور اپریل مین بیکار شاخون کو کاٹ ڈالین، اور پھر پھلون کے چننے کے بعد اس کا تنقیہ کرین، اور جڑ مین بہت زیادہ خاک ڈالدین،

سفرجل کے متعلق غ، کا قول ہے کہ اول اکتوبر مین جب زمین نرم ہو تو اسکو کئی بار کھود دینا چاہیئے اور دس دن کے بعد اس کو سیراب کرنا چاہیئے، اس کے بعد جب مٹی معتدل مزاج کی ہو جائے تو دوبارہ اس کو کھودنا چاہیئے، تیسری مرتبہ پھر مارچ مین پوری تعمیر کرنی چاہیئے، انار اور فندق بھی تعمیر کو پسند کرتے ہین[1]،

گلاب کے متعلق غ کہتا ہے کہ اکتوبر مین اسکے اردگرد کی گھاس کو ہاتھ سے چونٹ کر پھینک دین اور دوسرے نباتات کو جیسے علیق وغیرہ ہین، کاٹ ڈالین، اور اسی مہینہ مین زمین کو الٹ پلٹ دین اور آٹھ دن کے بعد ہی ایک دوسرا گڈھا کھود دین،

[1] اس سے قبل انار کو ان درختون مین شمار کیا ہے جو عمل تعمیر کو پسند نہین کرتے ہین، غالباً صغر سنی کی قید یہان بھی ہو،

اور اس وقت جو کچھ بھی گھاس وغیرہ ہو اس کو چنکر پھینکدین، اور تیسری مرتبہ زمین کھود یجائے
اور جہان جہان منھ بند ہو گئے ہون ان کو کھول ڈالین خس وخاشاک سے پاک کر دین،
اور تنقیہ سے غفلت نہ برتین، اس سے بہت فوائد پہنچتے ہین، پھول آنے کے بعد تنقیہ
کرنا ضروری ہے، تمام خراب قسم کی گھاس کو صاف کر دینا چاہیئے لیکن اس کے بعد کسی
طریقہ پر بھی اس کو فصل خریف تک چھیڑنا نہ چاہیئے، زمین کے سیراب کرنے کی تدبیر اور اس
کے امراض کا علاج تمام درختون کے ساتھ بیان کیا جائے گا،

بادام کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین ہے، البتہ صغرسنی مین اسکی تعمیر ہوتی ہے،
لیکن بڑے ہونے کے بعد وہ اس کا محتاج نہین رہتا، اور موز کی تعمیر موسم خریف مین
ہوتی ہے، یہ بکثرت تعمیر کا محتاج ہے ہیشکر کی زمین مین اس کے کاٹنے کے بعد تعمیر ہوتی
ہے، تمام انگور خواہ وہ قدیم ہون یا جدید تعمیر اور عام نگرانی کے محتاج ہین، اگر بیس سال
یا اس سے زیادہ عمر کے انگور کی زمین کو کھودین اور پھر اس مین، بھیڑ اور بکری کی مینگنیان
کبوتر کی بیٹ اور گائے کے گوبر کی کھاد بنا کر ڈالین اور اسکی جڑ کو مٹی سے اچھی طرح
چھپادین تو یہ انکو نہایت عمدہ ہو گا اور ہمارے لیے بیحد نفع بخش ہو گا اگر یہی عمل انگور کے نئے
درختون کے ساتھ کیا جائے تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہو گا،

جن پودون پر دو سال گذر جائین، ان مین تیسرے سال تعمیر کا عمل ضرور ہونا چاہیئے
ان کے لیے دو قدم گہرا اور تین قدم چوڑا گڈھا کھودین اور پھر ان کو مذکورۂ بالا کھاد سے
بھر دین، اور جن پودون نے پہلا سال گذار کر دوسرے سال مین قدم رکھا ہو ان کیلئے
چھ مرتبہ گڈھے کھودے جائین،

ماسی کا قول ہے کہ جو انگور کہ سات سال یا اس سے زیادہ عمر کا ہو گیا ہو اسمین

موسم گرما مین ایک عمیق گڈھا کھودین تاکہ زمین کے اندر کی مٹی اُوپر آجائے، قوثامی کا قول ہے کہ اس عمل سے مقصود یہ ہے کہ زمین کی اندرونی مٹی کی تری اوپر کی خشک زمین کو پہنچے، اور نرم اور خشک اجزا، ایک دوسرے سے مِلجائین، اس سے اندر کی مٹی اچھی ہوجائے گی کیونکہ اندر کی مٹی مین لَسَ اور تری ہوتی ہے، جب وہ باہر آجائے گی تو آفتاب کی گرمی سے اسکی رطوبت زائل ہوجائے گی، اور معتدل مزاج کی ہوجائے گی، پھر جب یہ انگور کی جڑ مین دوبارہ ڈالی جائے گی تو ازسرنو اس کو ترو تازہ کردے گی، اسی طرح جس انگور کی عمر بارہ سال یا اس سے زیادہ ہوجائے تو اس مین بھی یہ عمل کرین، اس کی تعمیر کا وقت اس وقت تک ہے جبتک کہ نئی شاخین اور خوشے نہ نکلے ہون، انگور مین جب یہ عمل ہوگا تو اس سے پھل کے شیرہ اور حسن مین افزونی ہوگی، انگور کی قوت اور غذا زیادہ ہوگی، جب انگور مین نئی شاخین یا کوپلین نکل آئین تو اس وقت تک جبتک یہ قوی نہ ہوجائین تعمیر کا عمل کسی طرح جائز نہین ہے،

صغریت کہتا ہے کہ انگور کے ماحول مین بار بار کھودنا اسکی تقویت کا باعث ہوگا کیونکہ اس سے زمین بھربھری ہوگی، اور یہ انگور کے لیے بہت مفید ہے، اس سے اسکی جڑین بڑھتی ہین، کھودنے کے بعد جب مٹی برابر ہوجائے تو آہستہ سے دوبارہ کھودنا چاہیئے جسکو نبش کہتے ہین تاکہ انگور کی قوت بڑھ جائے، اور پھر وہ زمین سے بہت زیادہ غذا حاصل کرے، اس سے پھل مین بڑی زیادتی ہوگی،

یہ بھی بہتر ہے کہ کھودنے کا عمل کچھ دن تک جاری رہے تاکہ جڑون مین ہوا جاسکے اور جڑ کے قریب جس قدر نباتات خواہ بڑے ہون یا چھوٹے کاٹ ڈالے جائین، زمین کھودتے وقت اس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کدال یا کسی دوسرے

اوزار کی ضرب انگور کے تنہ پر نہ پڑے اور نہ اسکو لوہا لگنے پائے ورنہ لوہا جب تنہ کو مجروح کردے گا تو ہمیشہ کے لیے وہ ضعیف اور کمزور ہو جائے گا، کیونکہ یہ اس کے لیے سم قاتل ہے، کمزوری کے ساتھ ہی پھل اور خوشے بھی چھوٹے ہو جائین گے، اسی وجہ سے پہلے سال مین تقلیم کا عمل کسی طرح مناسب نہین ہے، صغریت کا اس طرح کی بیلون کے متعلق جو زمین مین پھیلی ہوتی ہین یہ حکم ہے کہ ان کی شدید نگرانی کی ضرورت ہے، ہوا کے معمولی اختلاف سے ان مین بڑا تغیر پیدا ہو جاتا ہے،

خ اور دوسرون کا قول ہے کہ انگور کی تعمیر مین چار اور اس سے زیادہ گڑھے کھودے جائین لیکن نئی شاخون کے نکلنے سے قبل یہ عمل کرین، جب شاخین قوی ہو جائین اور بڑھ جائین تو پھر کھودنا شروع کردین، آخر خریف یا دسمبر مین جڑون سے مٹی ہٹانا زیادہ اچھا ہے، کھودنے کی شکل یہ ہوگی کہ قبلہ سے جنوب کی طرف ایک لائن مین گڑھے کھودتے چلے جائین، اگر اس سال بارش اچھی ہوئی ہو تو اول مارچ تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین، اور اگر خشکی ہو اور بارش کم ہو تو مٹی گڑھے مین فوراً بھر دیجائے، اس کے بعد دوبارہ کھودنا چاہیئے تاکہ اوپر اور نیچے کی مٹی اچھی طرح مخلوط ہو جائے، اسکے بعد اپریل اور مئی مین پھر گڑھے کھودے جائین، دوسرے سال جب یہ عمل کرین تو گڑھون کی قطار گذشتہ سال کی مخالف سمت مین رکھین اور تیسرے سال ان دونون سالون کی مخالف سمت مین رکھین، اور بقیہ عمل وہی کرین جو بتایا گیا ہے، چوتھے سال بھی گذشتہ سال کی مخالف سمت رکھین، اپریل اور مئی ہی مین گڑھے کھودے جائین، اس پورے عمل سے زمین کے اجزا منتشر ہو جائین گے اور تعمیر کی ضرورت اب نہ رہے گی اور جس سے انگور کی قوت بڑھے گی،

ہر مرتبہ تعمیر مین اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر جڑ مین کوئی گھاس اُگ آئی ہو، تو اس کو نکال ڈالین بعض نے آخر مئی تک ہر ماہ مین پانچ مرتبہ کھودنے کی ہدایت کی ہے، موسم گرما مین یہ عمل ہرگز نہ کیا جائے ورنہ گرم ہوا جڑون کی رطوبت کو خشک کر دیگی لیکن اگر زمین مین شقوق پیدا ہو گئے ہین اور گھاسین نکل آئی ہین، تو بہت ہلکے سے ان شقوق کو مٹا دینا چاہیئے اور گھاسون کو اکھاڑ ڈالنا چاہیئے اور فوراً جڑون کو مٹی سے مستور کر دینا چاہیئے بعض کا قول ہے کہ اکتوبر، مارچ، اپریل اور جون مین یہ عمل کرنا چاہیئے، زمین کی خاک انگور کے لیے بہت مفید ہے یہ عمل صبح یا شام کے وقت کرنا چاہیئے،

گڈھون کے کھودنے کا طریقہ اور آدمیون کی ترتیب ابن بصال کی کتاب سے

کرمۃ البر (میدانی انگور) کی کاشت نرم اور سیراب شدہ زمین مین کیونکر کرنی چاہیئے اور عملِ تعمیر کا کیا طریقہ ہوگا، اسکی تفصیل مزدورون کے لیے ساٹھ گز طول کا ایک قطعہ نکال دینا چاہیئے اس سے کم نہین رکھنا چاہیئے، اور اگر زمین اسکی ضد ہو یعنی سخت اور خشک ہو تو تیس گز طول کا قطعہ دینا چاہیئے اور عرض ہر شخص کے لیے تین کدالی کے برابر ہو جسکی مقدار چار بالشت ہو گی، اس سے نہ کم رکھنا چاہیئے اور نہ زیادہ، کھودتے وقت عامل (کسان) اپنے داہنے پیر کو آگے بڑھائے اور بائین کو پیچھے کرے، پھاوڑے یا گدال کو سر سے اونچا نہ لیجائے، بلکہ اپنے سامنے پھینکے اور پھر اسکو اپنی ہی طرف کھینچ لے[1] دوسرے فلاحین کا قول ہے کہ چار آدمی اس کام پر متعین کئے جائین اور قطعۂ ارض کے پہلے حصہ مین اس شخص کو رکھنا چاہیئے جو عمل تعمیر سے زیادہ واقف ہو اور طاقتور

---

[1] اس قسم کے تمام گڈھون کے کھودنے کو تھالہ کھولنا بولتے ہین ۱۲

اس کے بعد دوسرا اور تیسرا عامل بھی اسی صفت کا ہو، اور ان چارون مین اگر کوئی ضعیف کمزور اور ناواقف ہو تو اس کو بالکل آخر مین رکھین اور سب آمنے سامنے ہون، لیکن ذرا کج ہو کر کھڑے ہون، ہر عامل کو دوسرے کے عمل کا اندازہ کرنا چاہیئے، اور کوشش کرنی چاہیئے کہ سب کا عمل مساوی ہو اور ایک ہی خوبی کا ہو، ہر شخص کے سامنے جو ٹکڑہ کھودنے کے لئے ہو اسکی وسعت مسطح اور تر زمین مین چار بالشت اور سخت اور خشک زمین مین اس سے کم ہونا چاہیئے، اس کا اندازہ تین کدال کے برابر کرنا چاہیئے تاکہ کھودنے والون کو سہولت ہو، جو انگور کہ دو سطرون کے درمیان ہون ان کے گڈھون کی وسعت سات بالشت یا آٹھ قدم ہونی چاہیئے، مسطح اور نرم زمین کا جو قطعہ الگ کیا جائے وہ ستر گز کا ہو، اور اسکی ضد مین کم سے کم تیس گز کا طول رکھا جائے، مسطح زمین مین مرجع[۱] کے کھودنے کے لیے ایک دن مین تین آدمی متعین کئے جائین، اور وہ گڈھا جسکو سجن[۱] کہتے ہین اور جو انگور کو بانس پر چڑھانے کے بعد کھودا جاتا ہے اس کے لیے دس آدمی متعین کئے جائین، بہرحال گڈھے کے عمق کے لحاظ سے آدمیون کا تعین کرین،

فصل

تعمیر، غراست اور زراعت کے تمام کامون کیلئے آدمیون کا انتخاب

ط مین ہے کہ کسان نوجوان اور قوی ہون تاکہ تمام کام بآسانی کر سکین، ان کے انجام دہی مین سستی اور کاہلی کی بجائے ان کو نشاط اور خوشی حاصل ہوتی ہے، عاملین کی تعداد جفت رکھنی چاہیئے، انگور کا لگانے والا اور اس کا مرکب اور کاٹنے چھانٹنے والا

---

[۱] یہ دو گڈھون کے نام ہین لیکن کس صفت کے ہوتے ہین اس کا پتہ نہین چلا،

بیس سے تیس برس کی عمر کا ہو اور عمل کے وقت بول و براز کا روکنے والا نہ ہو، اس کے جوارح مین کوئی عیب نہ ہو، جیسے ہاتھ شل ہو، یا ایسا ضعف ہو جو کبھی زائل نہ ہو، ہاتھ پیرون مین شقوق ہون، غرضکہ باغبان اور کسان کو تمام آفات جسمی سے محفوظ رہنا چاہیئے، تاکہ پودے اچھی طرح نشو و نما پائین اور قوی ہون، عامل جسدن فصد یا پچھنا لگائے، اس دن زراعت کا کوئی عمل نہ کرے، اور وہ عامل جسکی ایک یا دونون آنکھین خراب ہون، یا آنکھ سے پانی جاری رہتا ہو یا کانا ہو یا اس مین سفیدی آگئی ہو، کسی طرح درختون کے قریب اس کا جانا مناسب نہین ہے، البتہ دوسری چیزون کی زراعت مین شریک ہوسکتا ہے، کھجور، زیتون اور پیاز وغیرہ کے بیان مین عاملین کے اوصاف کا ذکر ہوچکا ہے،

زمیندار کا فرض ہے کہ وہ خود اپنی مزروعہ زمین کے معائنہ کے لیے جایا کرے تاکہ اس کو محنتی اور کاہل کاشتکارون کا اندازہ ہوسکے، اور کاہل آدمیون کو ہٹا کر اچھے اور محنتی آدمیون کو متعین کرسکے، غراست کے علاوہ زراعت مین بھی جوان آدمیون کا انتخاب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ قوی ہوتے ہین اور تکان کو زیادہ برداشت کرسکتے ہین، ان کی عمرین بڈھون سے زیادہ ہوتی ہین اور یہ مقابلۃً مطیع اور فرمانبردار ہوتے ہین، مگر بعض بڈھے بھی محنتی اور اچھے ہوتے ہین، ان کو بھی اگر کام پر لگا لیا جائے تو کوئی مضایقہ نہین ہے، زمین کے ہر قطعہ مین چار آدمیون سے زیادہ نہ رکھین، اور اگر فاضل ہون تو ایک ہی جگہ پر جمع نہ کرین، ورنہ وہ کام بہت کم کرین گے اور ایک دوسرے کو کام مین سستی اور کاہلی کرنے کا اشارہ کرین گے،

ہل جوتنے اور گائے کے چرانے کے لیے لانبے آدمی منتخب کئے جائین، اور پھاوڑون

سے گڈھے اور تھالون کے کھودنے کے لیے جسیم اور قوی آدمی مقرر کئے جائین، اور بعض نے طویل کی بھی شرط بڑھائی ہے، کیونکہ پستہ قد آدمی اس کو اچھی طرح نہین کھود سکتے، اور بکری چرانے کے لئے ہلکا اور صبح بیدار اور چوکنا آدمی متعین کرنا چاہیے،

زمیندار کو چاہیئے کہ کوئی معتمد علیہ آدمی کام کی نگرانی پر رکھے جس کو اس خدمت کا معاوضہ دے، اس آدمی مین خلق و امانت تقوی و طہارت، صدق و صفا کی خوبیان ہونی چاہئین، اور اس کام سے اس کو خاص دلچسپی ہو، صبح سویرے اٹھکر کام پر آتا ہو، تاکہ دوسرے عمال اسکی تقلید کرسکین، وہ نفسانی خواہشات کے پورے کرنے مین حد سے متجاوز نہ ہو، زیادہ کھانے والا اور شرابی نہ ہو، صاحب جائداد اور اس ناظر فلاحت کو یہ چاہیئے کہ وہ روزانہ کارگذاری کا حساب لے تاکہ اگر وہ کسی دن کسی سبب سے معائنہ کے لیے نہ آسکا تو عاملین کی کارگذاری کا فوراً اندازہ کرسکے،

یونیوس کا قول ہے کہ انگور کے کاشتکار کا فرض ہے کہ اس مین خوب غور و خوض کرتا رہے، اور گشت لگا کر چارون طرف اس کو دیکھتا رہے، اور منڈوے کے ستونون کو اگر کچھ کج ہو گئے ہون تو سیدھا کر دے، اور بیل کسی غیر مناسب سمت مین جھک گئی ہو تو اس کو سیدھا کر دے، کیونکہ بیلون کا کج ہو جانا انگور کے لیے اسی قدر تکلیف دہ ہے جس قدر ہم تکان سے تکلیف کا احساس کرتے ہین، خصوصاً اس وقت جب کہ ہم اپنے ہاتھ سے ان کو کسی طرف جھکا دیتے ہین، اور ان کا جسم سیدھا نہین رہتا، خریف کے موسم مین اگر بکثرت بارش ہو جس سے انگور کو نقصان پہنچے تو خوشون پر جو پتیان ہون ان کو نوچ ڈالنا چاہیئے تاکہ وہ سڑنے یا ترش ہونے سے محفوظ ہو جائین،

باب یازدہم

اشجار اور مغروسہ اور مزروعہ زمینون مین کھاد کس قسم کی ڈالی جائے، کس وقت اور کتنی مقدار مین ڈالی جائے، شور زمین کا علاج بذریعہ کھاد خلاصت نبطیہ کی کتاب سے،

اس عالم پر برودت اور یبوست کا غلبہ ہے کیونکہ زمین اور پانی مین ایک بارد اور ایک یابس ہے، اگر ہوا ہلکی، ستارے متوسط اور آفتاب پوری گرمی زمین کو نہ پہنچائین، تو نہ کوئی پودا اُگے اور نہ کوئی حیوان زندہ رہے، کیونکہ درخت بغیر کسی زیادتی کے اسی سے پھلتے اور پھولتے ہین اور ان کے امراض اسی سے دفع ہو جاتے ہین، آگ اور گرم شیشے سے بھی گرمی پہنچائی جا سکتی ہے، اسی طرح کھاد سے بھی حرارت پہنچ سکتی ہے، لیکن نباتات کو آگ اور جلتے ہوئے شیشون سے گرمی پہنچانا ہر شخص کا کام نہین ہے، اس عمل کے جاننے والے کم ہین، اگر کوئی ناتجربہ کار کم عقل اور کم علم آدمی نے اس کو کیا تو خطرہ سے خالی نہین ہے، البتہ کھاد سے گرمی پہنچانے کا طریقہ مامون اور محفوظ ہے،

طرؔ مین ہے کہ چھوٹے اور بڑے نباتات کو ایک اور طریقہ سے قوی کیا جا سکتا ہے، اور اسکی منفعت عام ہے حتی کہ چھوٹے نباتات اور ترکاریون کے لیے بھی مفید ہے، وہ یہ ہے کہ کھاد مین اس مقام کے علاوہ کسی دوسری جگہ کی مٹی لاکر ڈالین جہان پر ہوا خوب چلتی ہو اور آفتاب کی پوری گرمی پڑتی ہو، اس کھاد کو انگور اور دیگر نباتات کی جڑ مین ڈالین، اس سے درختون کو بڑی قوت پہنچیگی، شاخین اور

پتیان بڑھین گی، خوشے بڑے ہون گے، اور دیگر امراض دفع ہون گے، لیکن شرط
یہ ہے کہ سیلاب زمین کے ان اجزا کو بہا نہ لیجائے،
اور اس زمین کے لیے جس مین ریت ملی ہو اور جو انگور کی پیداوار کے لیے بیحد
مفید ہے، بکری کی مینگنی کی کھاد موافق ہے اور دوسرے درجہ مین بھیڑ کی مینگنی
بھی موافق ہے، اس کے ساتھ باریک مٹی بھی مخلوط کر دین، اور اس سخت زمین کیلیے
جس مین کنکریان ہون اور جو سفید رنگ کی ہو، گائے کا متعفن گوبر زیتون کی
تلچھٹ کے ساتھ مفید ہے، یہ کھاد بہت روغن دار ہو گی اور اس سے زمین کی خوب
اصلاح ہو گی اور اس مین جو اور گیہون کا بھوسہ بھی ملا کر ڈالین، اور وہ زمین جسمین
تھوڑی سی ملاحت ہو اس کے لئے گائے کے گوبر، کھجور کی شاخ اور اس کے پھل
اور انگور کی راکھ سے ایک مرکب کھاد تیار کرین، اور جس زمین مین تلخی ہو اسکے
لیے انسان کا غلیظ، غلّون کا بھوسہ اور گٹھلیون کی راکھ مفید ہے. غرضکہ ہر وہ زمین
جو شیرین نہ ہو اس کے لیے روغن دار کھاد کی ضرورت ہے، اور شیرین اور پھیکی زمین
مین وہ کھاد دینی چاہیئے جو بہت تیز ہو، اور سرخ زمین کے لیے بہت کم کھاد کی ضرورت
ہے، اتنی ہو کہ جو زائد نمایان نہ ہو، ورنہ کھاد کی زیادتی اس کو کمزور اور مریض بنا دیگی
اور سفید زمین بہت زیادہ کھاد کی محتاج ہے، باب اوّل مین اس کا اس موقع
پر اچھی طرح بیان ہو چکا ہے جہان پر ترکاریون کے لیے سب سے بہتر زمین کی تعریف
کیگئی ہے، سفید زمین موسم سرما مین بہت جلد منجمد ہو جاتی ہے اور گرما مین جلد خشک
ہو جاتی ہے، باغون کے لیے یہ زمین اس وقت تک کار آمد نہین ہو سکتی جبتک
کہ اسکی تعمیر اچھی طرح نہ کیجائے، اور اس کے بعد مٹی کے برابر کھاد نہ ملائی جائے،

زرد رنگ کی زمین زیادہ کھاد کی محتاج ہے، کیونکہ وہ برودت اور یبوست
مین سفید زمین کے مشابہ ہے، اور موٹے ذرات کی زمین کھاد اور راکھ کے ذریعہ سے
باریک کیجاتی ہے، اگر وہ خراب قسم کی ہو تو اس مین یہ دونون چیزین وافر مقدار مین
ڈالین، پتلی، کمزور، ریتیلی اور خاکی زمینین بکثرت کھاد کی محتاج ہین، کبوتر کی بیٹ اسکے
لئے بہت مفید ہے کیونکہ اس سے زمین اور درخت کو قوت اور غذا ملنے مین مدد ملیگی
کیونکہ ریتیلی زمین بارد ہوتی ہے اور کھاد اس کو گرم بنا دیگی،

انطولیوس افریقی کا قول ہے کہ اچھی زمین مین جب کھاد ڈالی جائیگی تو اس سے اسکی
پیداوار صاف ہو گی، سیاہ زمین کا بھی یہی حال ہے، بشرطیکہ اس مین بوسیدگی نہ آئی ہو،
روغن دار زمین کو کھاد کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے، بعض کا یہ قول ہے کہ اس مین
چنا، جو، اور گیہون کا بھوسہ دیسکتے ہین، اس کے بعد اگر کھاد ڈالین تو اسکی حالت پہلے سے
اچھی ہو گی، شورناک زمین کو شیرین کھاد اور چنا، گیہون اور جو وغیرہ کا بھوسہ ڈالکر درست
کر سکتے ہین، جو زمین کہ بہت زیادہ شور ہو، فصلِ خریف مین اس مین گھوڑون کی لید
اور گائے کے گوبر کی کھاد ڈالی جائے کیونکہ یہ زیادہ شیرین کھادون مین سے ہے،
شور زمین کے اندر اگر کوئی چیز لگائی جائے تو زمین کو کھودتے وقت گڈھے مین
نہر کی ریت لا کر ڈالین تاکہ وہ شیرین ہو جائے،

بعض فلاحون نے کھاد کے منافع مین یہ لکھا ہے کہ وہ زمین کو گرم رکھتی ہے اور
مزروعات اور مغروسات کو درست کرتی ہے، اچھی زمین کو بہت عمدہ بنا دیتی ہے
اور خراب زمین کو تندرست کر دیتی ہے، متوسط درجہ کی زمین کو اچھی زمین سے زیادہ
کھاد کی ضرورت ہے، اور یہ احتیاج اچھی زمین کے قرب و بعد کے لحاظ سے ہوتی ہے،

اگر وہ اپنے احوال مین اچھی زمین کے قریب ہے تو اس کو کھاد کی کم ضرورت ہوگی،
اور اگر وہ ردی زمین کے قریب ہے تو اس مین کھاد کی زیادہ ضرورت ہوگی زمین مین اگر
کھاد نہ ڈالیجائے تو وہ بے حد بار دہو جائے گی اور اگر بہت زیادہ ڈالی جائے تو شدتِ
گرمی سے وہ اور اس کے مزروعات سب جل جائین گے،

ایک مرجع[۱] کے برابر زمین مین ایک بوجھ کھاد دیجائے، اور یہ بھی زمین کی اچھائی
اور برائی پر موقوف ہے، کھاد ڈالنے کے اوقات کا بیان باب اول اور دوم مین گذر
چکا ہے، ان معلومات کو اور ان کو یکجا کرو تو انشاء اللہ کافی ہون گے، حار اور مرطوب
زمین ہر قسم کے نباتات کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ ان دونون مزاج کے سوا کوئی تیسرا
مزاج نہ ہو، بارد اور یابس زمین اگر کھاد اور پانی سے حار اور مرطوب بنا ڈالی جائے تو
وہ اپنے پہلے مزاج کے مخالف ہو جائے گی اور گرم اور مرطوب زمین کے مشابہ ہو جائیگی،
مرطوب مقامات مین تھوڑی کھاد چند سال تک ڈالنی چاہیئے، خشک زمین مین کمزوری
یا برودت کی وجہ سے گھاس تک جلدی نہین اگتی، ایسی حالت مین بکثرت کھاد ڈالیجائے
تو درست ہو جائے گی،

فصل

اشجار اور دیگر نباتات مین ان کے اور زمین کے حسب حال کھاد ڈالنے کا بیان اور وقت اور مقدار کا تعین،

علمائے فلاحت کہتے ہین کہ درختون مین سے بعض ایسے ہین کہ جنکو کھاد گرمی پہنچاتی

---

۱ اس لفظ کی صحت نہ ہو سکی،

ہے اور بعض ایسے ہین جنکو خراب کر دیتی ہے، اور بعض ایسے ہین کہ جنکو نہ فائدہ کرتی ہے
اور نہ نقصان، یہ متوسط درجہ کے کہلاتے ہین، پس جن درختون کے لیے کھاد مفید ہے
اور وہ اول درجہ کی زمین مین ہون تو اس وقت زیادہ کھاد کے محتاج نہ ہون گے بلکہ
تھوڑی مقدار مین کھاد کافی ہو گی، لیکن اگر ایسی زمین مین یہ درخت ہون جنکو کھاد کی زیادہ
ضرورت ہے تو پھر کثیر مقدار مین ڈالنی چاہیئے، اور جو متوسط ہون ان مین متوسط مقدار
مین کھاد ڈالین، فلاحت نبطیہ مین ہے کہ کھاد درختون مین معتدل طریقہ پر ڈالنا چاہیئے
نہ زیادہ اور نہ کم، اور انگور مین بھی کھاد حد اعتدال سے زیادہ نہ ڈالنا چاہیئے بلکہ کم ہی ہو
تو اچھا ہے، لیکن اگر یہ پتہ چلے کہ اس کو کھاد کی زیادہ مقدار مین ضرورت ہے تو پھر کمی
نہ کرنی چاہیئے، طامین ہے کہ جب تم انگور کو زیادہ پھیلانا چاہو تو اس مین انسان کا غلیظ
کبوتر کی بیٹ وغیرہ کو خوب ملا کر ڈالو، اس سے بہت جلد اصلاح ہو گی، لیکن یہ کھاد
انگور کی شراب کے لیے مضر ہے، اس کے دینے کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ جڑ کے چارون
طرف ایک مستدیر گڈھا کھو دین اور چار انگل کے برابر اس مین کھاد ڈالین، جڑ اور کھاد
کے درمیان کوئی حاجب نہ ہو اس کے بعد گڈھے کو مٹی سے بھر دین،
ضغریت کہتا ہے کہ کھاد کبھی انگور کی جڑ مین اس طرح نہ ڈالی جائے کہ دونون
ملصق ہو جائین بلکہ دونون کے درمیان مٹی حاجب رہے، تاکہ کھاد کی گرمی براہ
راست نہ پہنچے، کیونکہ کھاد کی عام صفت یہ ہے کہ وہ جس سے ملتی ہے جلا ڈالتی ہے، اسکا
خیال صرف انگور ہی مین نہین بلکہ تمام بڑے اور چھوٹے نباتات مین کرنا چاہیئے، کیونکہ
ایک تو کھاد کی گرمی انگور کی جڑون کو جلائے گی، اور دوسرے آفتاب کی گرمی اس حدت
مین اور اضافہ کرے گی، سوساد کا قول ہے کہ جو تیز اور گرم کھاد کو پسند نہ کرتے ہون ان کو اس

کھاد مین متعفن کھاد ملا کر معتدل کر دینا چاہیئے اور یہ متعفن کھاد غلون کے بھوسہ سے بنائی جائے،
انگور کے لیے باقلا، جو اور گیہون کا بھوسہ بے حد مفید ہے، بہرحال سادی کھاد بھی استعمال
کرسکتا ہے اور یہ متعفن کھاد بھی ڈال سکتا ہے، بھوسے کی کھاد جب متعفن ہو جاتی ہے تو
وہ کیڑون کے ہلاک کرنے کے لیے بہت کارآمد ہے، اگر وہ انگور کی جڑ مین ڈالی جائے،
تو چھوٹے اور بڑے سب کیڑے مرجائینگے، اور درخت برف اور اولون کی اذیت
سے بچ جائے گا،

ط مین ہے کہ پہلے سال انگور مین کھاد بہت کم ڈالی جائے پھر جیسے جیسے سال
گذرتے جائین، ویسے ہی کھاد کی مقدار مین اضافہ کرتے جائین، کیونکہ جب تک انگور
کا پودہ کمزور ہے، وہ کھاد کی کثرت کو نہین برداشت کرسکتا، جیسے جیسے قوی ہوگا کھاد
سے انتفاع حاصل کرے گا، جب اسکی عمر پانچ سال کی ہوتی ہے تو کرم کہلاتا ہے،
اور چھٹے سال اسکی قوت گذشتہ سال کے برابر ہوتی ہے، جب دسوان سال لگتا ہے
تو وہ پوری طرح قوی ہوجاتا ہے، چوبیس سال تک یہ جوان کہلاتا ہے، انگور مین کھاد
عروجِ قمر کے ایام مین ڈالنا چاہیئے، بعض انگور ایسے بھی ہین جنکو کھاد کی مطلق ضرورت
نہین پڑتی ہے،

یہ وہ ہین جو پہاڑ، چٹان، اور چٹیل زمین کے اندر ہوتے ہین کیونکہ یہ سب پہاڑی
کے ہم طبع ہوتے ہین، ان کے علاوہ دوسری زمینون مین دوسرے ہی سال سے کھاد
دینا چاہیئے، تنقیہ کے بعد جڑ کے قریب ایک قدم کے برابر کھاد ڈالنا چاہیئے، تنقیہ
لوہے سے نہ کرنا چاہیئے بلکہ ہاتھ سے کیونکہ لوہا انگور کے لیے مضر ہے،

سفید زمین مین گائے کا گوبر ڈالا جائے اور اگر کبوتر کی بیٹ بھی ڈال دی جائے تو اچھا ہے

اس سے شادابی زیادہ بڑھے گی، موسمِ سرما کے ختم ہونے کے بعد جب زمین مرطوب ہو تو انگور کی جڑ مین کھاد ڈالین، اور اس کے اوپر سے مٹی دیدین، شاہ بلوط مین گائے کا گوبر ڈالین، اور بلوط اور اترج مین آدمی کا سڑا ہوا غلیظ ڈالین، ایسا موسمِ خریف مین کرین، بعض نے یہ کہا ہے کہ بکری کی مینگنی بھی ان کے لیے مفید ہے، یہی حال نارنج کا ہے، اور کھجور مین آدمی کا تازہ غلیظ ڈالین اور موز مین موسمِ خریف کے اندر متعفن کھاد ڈالین، نیشکر مین بکری کی مینگنی کی کھاد بنا کر ڈالین، یاسمین مین بہت کم کھاد کی ضرورت ہے لیکن جو بھی ڈالی جائے وہ پرانی ہو،

قسطوس کا قول ہے کہ زیتون مین انسان کا غلیظ وغیرہ نہین ڈالنا چاہیئے کیونکہ اس کے لیے یہ بالکل موافق نہین ہے، اس کے علاوہ سب کھاد مفید ہے، لیکن اسکے لیے سب سے اچھی کھاد چوپایون کا غلیظ اور گائے کا گوبر ہے، طامین ہے کہ گدھے کی پانس اور بعض کے نزدیک کبوتر کی بیٹ زیتون کے لیے زیادہ موافق ہے، حالانکہ اس بیٹ مین حرارت بہت زیادہ رہتی ہے اور بھیڑ و بکری کی مینگنی الگ الگ ڈالی جائین لیکن ان کی کثرت جڑون کو جلا ڈالتی ہے، انگور اگر زرد زمین مین ہو یا سفید اور شیرین زمین مین ہو، یا سخت زمین مین ہو، یا کمزور اور پتلی زمین مین ہو، یا ریتیلی اور ٹھنڈی زمین مین ہو، تو ان سب مین بکثرت کھاد ڈالنے کی ضرورت ہے، بلکہ ہر سال ڈالی جائے تو اچھا ہے، اور اگر سرخ یا سیاہ زمین مین ہو تو کھاد کم ڈالنی چاہیئے، زیتون کے درخت مین اگر زمین اچھی ہو ایک طاقتور جانور کے بوجھ کے برابر کھاد ڈالنی چاہیئے، اور اس سے فرادی اور بارد زمین مین زیادہ ڈالنی چاہیئے، اور زیتون مین کھاد کو بالکل جڑ سے ملا کر دینا چاہیئے، یہی ایک درخت اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے کہ جڑ سے ملا کر کھاد نہ ڈالی جائے،

کیونکہ شاخین ایسی پھیلی ہوتی ہین کہ جڑ کی مٹی پر آفتاب کی گرمی کا کوئی اثر نہین پہنچتا ہے، اس
بنا پر وہ بار ور رہتی ہے، اب کھاد کے ڈالنے سے اس مین حرارت پیدا ہوگی، اگر دوسرے
درختون کی طرح اس مین بھی جڑ سے فاصلہ پر کھاد ڈالین، تو حرارت اور کم ہو جائے گی،
جب زیتون مین صرف کبوتر کی بیٹ ڈالی جائے تو اسکی مقدار ایک پیالہ ہونی چاہیئے،
اس سے اگر ذرا زیادہ ڈالدیگئی تو کوئی مضائقہ نہین ہے، یہ زمین کی وسعت اور تنگی
پر موقوف ہے، کبوتر کی بیٹ جنوری کے مہینہ مین ڈالی جاتی ہے خصوصًا اس دن جس
دن بارش ہو یا بارش ہونے کے آثار نظر آئین، اس سے قبل کھاد ڈالنے کی ہمت نہ
کرنی چاہیئے، اور اس سے زیادہ تاخیر بھی نہ کرنی چاہیئے، بعض کی یہ رائے ہے کہ اس سے
قبل کھاد ڈالنا یا زیادہ مقدار مین ڈالنا زیتون کے لیے سخت مضر ہے، اس بیٹ کے
ڈالنے سے قبل اگر دوسری کھاد بھی ڈالدین تو زیتون کے لیے بہت مفید ہوگا، اور
اس کے پھل زیادہ آئین گے،

مین نے مشرق کے بعض پرانے کاشتکارون کو دیکھا ہے کہ وہ زیتون مین کبوتر
کی بیٹ ڈالتے ہین، بلکہ مین نے یہ بھی دیکھا کہ زیتون کی جڑ مین انھون نے ایک ایک
بوجھ کبوتر کی بیٹ بارش کے دنون مین ڈالی ہے، لیکن اتنی زائد مقدار سے بھی کوئی نقصان
نہین پہنچا، اسی طرح ایک ثقہ شخص نے بیان کیا کہ ایک شخص نے جنوری سے قبل زیتون
مین یہ بیٹ ڈالدی، اور یہ موسم خریف کا تھا، لیکن کوئی نقصان نہین پہنچا،

مین نے خود مدتون جس پر عمل کیا ہے میرے نزدیک اس مین برکت ہے،
مین نے اسی مقدار مین صرف کبوتر کی بیٹ ڈالی ہے جو پہلے بیان کیگئی، اور وقت معینہ
پر مخلوط کھاد کی ایک کثیر مقدار بھی ڈالی ہے، اسی سے بہت کچھ فائدہ ہوا اور بار آوری

مین کثرت ہوئی،

اس سے قبل زیتون، انگور اور دوسرے درختون کے لگانے کے بیان مین مفصل حالات لکھے جاچکے ہین جو کافی ہین،

فصل

کھاد ڈالنے کا وقت،

پھلدار درخت مین اگست سے جنوری تک کھاد ڈال سکتے ہین، اور اکتوبر مین بھیڑ کی تھوڑی سی کھاد ڈالین تو مفید ہوگا، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور مین ستمبر کے مہینہ مین کھاد ڈالی جائے اور بعض نے دسمبر اور جنوری کا مہینہ متعین کیا ہے خصوصًا سرد ممالک مین، زیتون مین کھاد ڈالنے کا وقت خریف مین ہے، اور دیگر نباتات مین گرمی مین تھوڑی مقدار مین کھاد ڈالین اور گرم زمین مین بھی ایسا ہی کرین، جب موسم معتدل ہو تو متوسط مقدار مین ڈالین اور موسم سرما مین اور بارد زمین مین زیادہ ڈال سکتے ہین،

باب دوازدہم
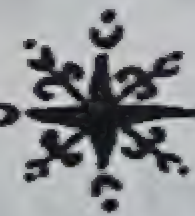
درختون مین آب پاشی کا بیان اور اس کا وقت، اور کون سے درخت پانی زیادہ چاہتے ہین، یہ سب ابن حجاج، ص، غ اور خ وغیرہ کی کتابون سے ماخوذ ہے،

فلاحون کا قول ہے کہ بعض درخت پانی کی کثرت کو پسند کرتے ہین اور بعض اسکے بالکل متحمل نہین ہوتے ہین اور بعض اس مین بھی متوسط درجہ کے ہوتے ہین، غ کا قول ہے کہ درختون مین اگست اور جنوری کے مہینہ مین آب پاشی کیجائے، ان دونون مہینون سے غفلت نہ برتی جائے، غ کہتا ہے کہ جنوری مین سیراب کرنے مین بہت سے منافع ہین، درختون کی جڑ اور رگون مین جو کیڑے اور حشرات الارض پیدا ہوجاتے ہین جب پانی اس مہینہ مین ڈالا جاتا ہے تو پانی اور ہوا کی ٹھنڈک سے وہ مرجاتے ہین، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ درخت کی رگون مین رطوبت بھرجاتی ہے، جس سے وہ تروتازہ معلوم ہوتے ہین، حاج غرناطی کی کتاب مین ہے کہ جس وقت درخت مین نئے برگ اور پھول آتے ہین اسی وقت ان کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہ آب پاشی کا بہترین وقت ہے جن درختون مین اس وقت پانی ڈالا جائے گا وہ دوسرون سے قوی ہونگے موسم گرما مین بھی تمام درختون کو سیراب کرتے ہین خصوصًا اگست کے مہینہ مین ضرور سیراب کرتے ہین، کیونکہ اس زمانہ مین گرمی سخت ہوجاتی ہے اور دن کامل ہوتا ہے، اگر سیرابی مین کمی کیگئی تو وہ خشکی جو گرمی کی وجہ سے درختون مین آگئی ہے دفع نہ ہوگی،

اورآب پاشی کا وقت دن کے آخری حصئہ مین رکھنا چاہیئے، پانی کی مقدار درخت کے
تحمل پر ہے کیونکہ بعض درخت، نباتات، اور اجناس یعنی غلے پانی کی کثرت سے خراب
ہو جاتے ہین، البستہ قحط زدہ اور خشک زمینین پانی کی بہت زیادہ محتاج ہوتی ہین
طؔ مین آب پاشی کے وقت اور اسکی مقدار کے بارے مین یہ لکھا ہے کہ انگور
اور دوسرے اشجار کی آب پاشی کا وقت ایک گھنٹہ دن باقی رہنے کے بعد سے نصف شب
تک ہے، تاکہ پودے اور پیڑ مینین رات بھر اور صبح چار گھنٹہ تک خوب سیراب ہون اور مقدار متوسط رکھنی چاہیئے نہ زیادہ ہو اور نہ کم،
درخت کی جو جڑین آب پاشی کی وجہ سے ظاہر ہو گئی ہین،
اون کو چھپا دین، اور چند دنون تک اسی حالت پر چھوڑ دین ہنبش جس کا
نام آدم نے ترویح اور تنفیس بھی رکھا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ کھودنے والا امرود
کے درخت کے قریب آئے اور اسکی جڑ مین ایک ہاتھ لانبا اور چار انگل عمیق گڈھا درخت
کے چارون طرف مستدیر شکل کا کھودے، اس کے بعد جو مٹی باہر نکالی گئی ہو اس کو
گڈھے مین بھر کر پیر سے آہستہ آہستہ دبا دے، یہی طریقہ عمل ہر درخت کے ساتھ کیا
جاتا ہے، مقصود اس عمل سے صرف یہ ہوتا ہے کہ مٹی الٹ پلٹ دیجائے، اوپر کی نیچے
کر دیجائے اور نیچے کی اوپر کر دیجائے گویا، اب نئی مٹی جڑون مین ڈالی گئی، پس جو منفعت
نئی مٹی ڈالنے سے ہوتی ہے وہی اس تقلیب سے ہو گی،
صغریت کا قول ہے کہ ایک گھڑی درخت کی جڑ کو نبش کے بعد کھلا رکھنا چاہیئے
اور ایک دوسری جگہ پر آٹھ دن کھلا رکھنے کی ہدایت کی ہے اس کے بعد مٹی گڈھے
مین بھری جائے اور آہستہ سے داب دیجائے، کھجور کے بیان مین لکھا ہے کہ اسکے
اردگرد بھی تین ہاتھ کا گڈھا کھود دین اور اسی طرح انگور کی جڑ مین بھی دو قدم گہرا اور تین قدم

چوڑا گڈھا کھود دین، اور جو مٹی کہ جڑ سے نکالی گئی ہے، اس مین اس درخت کے مناسب
کھاد ملا کر درخت کی جڑ مین ڈالین، اس سے جو فائدہ پہنچیگا وہ خود ہی نمایان ہو جائے گا
اس نبش کے منافع مین یہ بھی ہے کہ جس مقام مین ہوا اب تک نفوذ نہین کرتی تھی،
اس عمل کے بعد ہوا وہان داخل ہو گی اور تمام مستر مقامات مین نفوذ کرے گی، اسی
عمل کا نام آدم نے تنفیس اور ترویح رکھا ہے، وہ کہتا ہے کہ درخت کی جڑ کی مٹی
الٹ پلٹ دو تاکہ درخت قوی ہو اور جڑون کو ہوا کھانے کا موقع دو تاکہ پھل
بڑے بڑے ہون، اس سے پھل لذیذ اور عمدہ بھی ہوتے ہین،

اس سے قبل ہم نے بتایا ہے کہ کسان نکالی ہوئی مٹی کو جب کھاد ملا کر گڈھے
مین ڈالے تو اس کو بہت آہستہ سے دبائے تاکہ جن مقامات پر ہم ہوا کو پہنچانا چاہتے
ہین ان مین ہوا کی بجائے پانی نہ چلا جائے، اس عمل سے پانی کم جائے گا، گو پانی
کی زیادتی مضر نہین ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ بھی نہین ہے، بلکہ بعض وقت اسکی
کثرت نقصان دہ ثابت ہوئی ہے، یعنی ہوا جیسا چاہیئے داخل نہ ہو سکی، نبش کے منافع
کا بیان امرود کے درخت کے بیان مین مفصل ہوگا، قوثامی کا قول ہے کہ امرود مین
جس قدر پانی زیادہ پہنچے گا اسی قدر وہ شیرین ہوگا اور اس مین غذائیت ہو گی،

طامین ہے کہ اترج مین تعداد اور مقدار کی زیادتی اور نرمی اور شیرینی پیدا
کرنے کا بھی طریقہ یہی نبش ہے، اس طرح کہ ہر چہار سمت مین چھوٹا سا گڈھا جڑ
کے نیچے کھودنا چاہیئے، اور مٹی مین انسان کا پرانا غلیظ ملا کر ڈالا جائے، اور پھر اسکو
سیراب کیا جائے، تو یہ تمام صفتین حاصل ہو جائین گی،

انگور کے لیے اس عمل سے بہتر طریقہ کوئی نہین ہے، ص مین ہے کہ انگور کو جو چیز

بہت زیادہ قوی کرتی ہے اور اس مین خوبصورتی پیدا کرتی ہے، اور اس کی نشو و نما، تازگی اور شادابی مین اضافہ کرتی ہے اور رگون اور پھلون کی پرورش کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ بید کی شاخین اور پتیان بہت زیادہ مقدار مین لیجائین اور وہ سب جلاکر راکھ بنا لیجائین، اس راکھ مین گائے کا گوبر بھی جلاکر یا باریک کر کے ملا دین، لیکن پیس کر ڈالنا زیادہ اچھا ہے، جب یہ کھاد تیار ہو جائے تو اس کو انگور کی پتیون پر چھڑک دین اور اس طرح کدو، خربوزہ وغیرہ پر بھی چھڑک سکتے ہین، بلکہ تمام وہ نباتات جنمین تنہ نہین ہوتا اور جو زمین پر پھیل جاتے ہین، ان مین یہ کھاد ڈالی جاسکتی ہے،

طامین بھی ہے کہ اس سے انگور کے پھل زیادہ ہوتے ہین، ان مین قوت زیادہ آتی ہے اور عرق بھی زیادہ ہوتا ہے اور جلد نشو و نما پاتے ہین، چوہے اور وہ کیڑے جو اس مین پیدا ہوتے ہین، اسکی بو سے بھاگ جاتے ہین، ان کیڑون کے منھ چوڑے ہوتے ہین، یہ خصوصیت کے ساتھ انگور کی جڑ مین پیدا ہوتے ہین، اور آہستہ آہستہ جڑون کو کھانا شروع کر دیتے ہین، یہان تک کہ درخت ہلاک ہو جاتا ہے، ابتداءً درخت مین زردی پیدا ہوتی ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے، اس لیپ یا کھاد سے یہ کیڑے اور تمام دوسرے حیوانات مر جاتے ہین،

انوخا کا قول ہے کہ انگور کے پودے کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر بدلنے سے بھی قوت پہنچتی ہے، اور بار آوری مین سرعت ہوتی ہے، خصوصًا جب کہ بلوط اور باقلی کے پھل صاف کر کے ہر پودے کی جڑ مین دفن کر دین، اس سے بھی تقویت پہنچے گی،

انوخا، ماسی اور طامری کا قول ہے کہ مٹر کے دانے کو کھرل یا اوکھلی مین چور

کرکے پودون کی جڑ مین ڈال دین، اور اگراس کو پکاکر گائے کے باریک گوبر کے ساتھ جڑون مین ڈال دین، تو اوس سے بہت زیادہ قوت پیدا ہوگی، اور پھل جلد آئین گے،

صغریت نے اس باب مین یہ لکھا ہے کہ باقلا، جو، اور جوار کا بھوسہ اور انگور کی وہ لکڑی جو اچھی طرح کوٹی گئی ہو اور گائے کا گوبر، ان سب کو ایک جگہ رکھکر موٹی لکڑیون سے خوب چور کرین، یہان تک کہ سب بھوسہ ہو جائین، پھر اس مخلوط بھوسہ کو جڑون مین ڈال دین اور اوپر سے مٹی چھڑک دین جب یہ کھاد متعفن ہوگی تو پودون کو بڑی تقویت پہنچے گی، اوس کھاد سے کیڑے بھی ہلاک ہو جاتے ہین، بشرطیکہ اس مین رائی کے پتے بھی شامل کر دیئے جائین،

سوساد کہتا ہے کہ گائے کا تر یا خشک گوبر لیا جائے اور اوس مین اونٹ، آدمی اور گائے اور بھیڑ و بکری مین جو بھی مل سکے، اس کا پیشاب ملا یا جائے، اور جڑون مین اوپر ہی ڈال دین، زیادہ گہرائی مین نہ ڈالین، بلکہ زمین کی سطح کے متصل ڈالین، اوس سے شادابی بڑھیگی اور تمام کیڑے جو شاخ یا جڑ مین پیدا ہوتے ہین، فنا ہو جائین گے،

قوثامی کا قول ہے کہ جس قسم کے بھوسہ کو صغریت نے اس سے قبل لکھا ہے وہ اور یہ تمام پیشاب ایک ساتھ ملا کر دیئے جائین تو اور زیادہ نفع بخش ہوگا اور اگر تمام چیزون کو جو اب تک بتائی گئی ہین، ایک ساتھ ملا کر ڈالین تو یہ عمل نہایت پختہ ہوگا، اگرچہ تم کو اون مین سے بعض یا اکثر کی

ضرورت ہو لیکن سب کے ملانے سے اور ہی بات ہوگی، انگور خواہ پرانے ہون یا نئے چھوٹے ہون یا بڑے، غرضکہ جس صنف سے بھی ہون، اگر ان مین گائے کا گوبر اس کے پیشاب کیساتھ دیا گیا تو اس سے ان کو بے حد تقویت ہوگی، درخت کی شادابی پھل کی نفاست اور لطافت مین دوگونہ اضافہ ہوگا،

ثمر انگور کی زیادتی کا طریقہ ایک یہ بھی ہے جسکو قوثامی نے لکھا ہے کہ ہمنے پہلے انگور کی زمین کی کئی مرتبہ تعمیر کی اور پھر اس مین پیر سے دبا دبا کر مٹی ڈالی اور بیکار شاخ اور پتون کو کاٹ ڈالا اور اس کے بعد ایک مرتبہ پورے درخت کو آہستہ سے جنبش دیدی تاکہ بیکار چیزین گر جائین، پھر آگ جلا کر چارون طرف گرمی پہنچائی اور کبوتر کی بیٹ، بکری کی مینگنی اور انگور کے خشک پتے کی کھاد ڈالی، اس طریقۂ عمل سے انگور کے دانے بہت بڑے بڑے ہوئے اور زیادہ تعداد مین آئے یہانتک کہ ہر آنکھ مین چار خوشے نکلے اور بعض وقت اس سے زیادہ ہوئے، ہر آنکھ مین تین یا چار یا پانچ شاخین نکلین، اور اسی سے درخت کی شادابی کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ پھل کی زیادتی کی بڑی علامت یہی ہے کہ ہر آنکھ مین دو یا تین خوشے نکلین، اور قدیم علامت یہ ہے کہ اس مین بکثرت وہ شاخین نکلین جسمین خوشے لٹکتے ہین، ایک کی جگہ پر دو یا تین نکلین، جب ایسی حالت درخت مین پیدا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ اس مین پھل زیادہ تعداد مین آئین گے،

طامین ہے کہ انگور کے اندر شب کو چراغ روشن کرنے سے بھی بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے، صغریت نے انگور کے شیرہ بڑھانے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ انگور یا کشمش کے تخم لیے جائین کیونکہ دونون ایک ہی ہین اور ان کو چور کر کے پودون کی جڑ مین ڈال دین، اس سے پانی اور شیرہ دونون زیادہ ہونگے، اور پھل جلد تیار ہونگے، قوثامی کا قول ہے

کہ ہم نے اس کا اس طرح تجربہ کیا کہ پودے کی جڑ مین دو انگل کا گڈھا کھودا اور اس مین کشمش کے بیج چھڑک دیئے اور اوپر سے مٹی ڈالدی اور اس کو پانی سے سیراب کیا، ایک مدت کے بعد مین نے دو مرتبہ ایسا ہی عمل کیا، جس سے ہم نے خود دیکھا کہ پھل جلد آئے اور زیادہ مقدار مین آئے اور بہت جلد پختہ ہوئے، اور شیرہ بھی خوب نکلا، دوسری مرتبہ ہم نے تیس دن کے بعد یہ عمل کیا تو فصلِ ربیع کی ابتدا ہی مین پھل پتیون کے ساتھ اُگ آئے،

فصل

ان درختون کا علاج جنمین پھل کم آتے ہین ؎

اگر کوئی درخت اچھا ہو اور پھل پکا لیتا ہو لیکن پھل کم لاتا ہو تو اسکی تعمیر اور آب پاشی بند کر دیجائے بلکہ بعض شاخین کاٹ ڈالیجائین اور بعض چھوٹی کر دیجائین، اور درخت کی جڑ مین پتھر کی چٹانین اور کنکر دفن کر دیئے جائین اور اوپر سے مٹی ڈال دیجائے، لیکن اگر یہ مرض خشک سالی کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج آب پاشی اور تعمیر ہی سے ہوگا، کم پھل لانے والے درختون کی دوسرے ہمجنس درختون کے ساتھ ترکیب کرنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے، بشرطیکہ دوسرے زیادہ پھل لائے ہون،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ زمین مین شق کیا جائے، اور اس مین ایک ایسے پتھر کو جو مسطح ہو داخل کر دیا جائے، انشاء اللہ پھل لائے گا،

جب کوئی درخت پھل کم لائے تو اس کو کاٹ ڈالنے کی نیت کرنی چاہیئے، اور پہلے

ایک آہستہ سے ضرب لگاکر درخت سے یہ کہین کہ اگر تو پھل نہ لائے گا تو مین تجھ کو کاٹ ڈالونگا
ایک دوسرا شخص اسکی طرف سے سفارش کرے کہ نہین تم چھوڑ دو، مت کاٹو، آیندہ سال
یہ ضرور پھل لائے گا، اس کے بعد اس شخص کو چھوڑ دینا چاہیئے، انشاء اللہ آئندہ سال ضرور
پھل آئین گے، نخ کہتا ہے کہ یہ بالکل مجرب ہے، ایک دوسرے شخص نے یہ کہا کہ ان تمام
تمام مؤلفین اور فلاحین کا اتفاق ہے کہ جب درخت کی یہ حالت ہوجائے اور وہ اسی طرح
دھمکایا جائے تو وہ دوسرے سال یقیناً پھل لائے گا،

طامین ہے کہ جو درخت ایک سال پھل لائے اور ایک سال ناغہ کرے اس کا
علاج یہ ہے کہ دو آدمی اس کے قریب کھڑے ہون، ایک کے ہاتھ مین بسولہ یا کلھاڑی
ہو اور وہ درخت کو مخاطب کرکے یہ کہے کہ مین تجھ کو کاٹ ڈالون گا اور دوسرا یہ دریافت
کرے کہ تم ایسا کیون کرتے ہو؟ تو اس کے جواب مین پہلا شخص کہے کہ چونکہ یہ پھل نہین لاتا
اس لیے کاٹتا ہون[1] پھر اس پر دوسرا شخص یہ کہے کہ مین اسکا ضامن ہون یہ آئندہ سال ضرور
پھل لائے گا اگر آئندہ سال یہ پھل نہ لائے تو پھر جو چاہے تم کرنا،

---

[1] اگر یہ بات تجربۃً ثابت ہے، جیسا کہ لوگون کے اقوال سے پتہ چلتا ہے، تو
اس سے نباتات کی حیات کا بہترین ثبوت ملتا ہے، بلکہ ان کے حواس کا بھی پتہ
چلتا ہے، کیونکہ دھمکی سے مرعوب ہونا بغیر حواس کے نہین ہوسکتا، لیکن اگر یہ کوئی منتر
یا ٹوٹکا ہے تو الگ چیز ہے، (مترجم)

فصل

درخت کے دوستون اور دشمنون کا بیان

فلاحت نبطیہ مین لکھا ہے کہ درخت کا ہمجنس اس کے لیے مقوی ہوتا ہے اور اس کے پھلون مین اضافہ کرتا ہے، اور درخت کا غیر جنس جو طبعًا متضاد ہوتا ہے اس کو ضعیف اور کمزور کر دیتا ہے، ط مین ہے کہ انگور اور بیری کے درخت مین ایک خاص مشابہت ہے اور عمر مین دونون مساوی ہین، یہانتک کہ اگر انگور بیری کے درخت کے ساتھ لگایا جائے تو اسکی شکل ایسی ہوگی، جیسے مرد کسی حسین عورت کیساتھ ہم صحبت ہو، دونون درخت ایک دوسرے کے لیے معین و مددگار ہون گے اور تقویت بخش ہون گے، ط مین یہ بھی ہے کہ زیتون اگر انگور کے قریب لگایا جائے تو یہ ترکیب دونون کے لیے موافق ہوگی، لیکن یہ خیال رہے کہ زیتون کو انگور سے ذرا فاصلہ پر لگائین بالکل متصل نہ کر دین، اس سے انگور کو زیادہ فائدہ ہوگا، یہی رائے اکثر قدماء کی ہے، ط مین ہے کہ انگور اور کدو مین بھی موافقت ہے، اور ایک دوسرے کے لیے حیات بخش ہوتے ہین، غ کا قول ہے کہ سفید قسم جسکو میس کہتے ہین، اور جس کا دانہ سیاہ اور مدور ہوتا ہے، اور اندر گٹھلی ہوتی ہے، اور ذائقہ شیرین ہوتا ہے، انگور سے اس کو بھی مناسبت ہے، اور دونون مین الفت ہوتی ہے، اور انگور کی بیل اگر اس پر چڑھا دیجائے تو پھل زیادہ آئین گے اور آفات سے محفوظ رہین گے، ک کا قول ہے کہ اگر سیب، آلو بخارا، امرود یا اترج کے قرب مین لگایا جائے تو آپس مین مانوس ہو جائین گے، اور سب کے لیے یہ عمل نفع بخش ہوگا، م کا قول ہے کہ انار اور آس ایک دوسرے کے دوست اور

پڑوسی ہین، اگر آس انار کے قرب مین لگایا جائے تو پھل بکثرت آئین گے، ق کا قول ہے
اگر دونون کی جڑین ایک دوسرے کے متصل ہو جائین تو پھل زیادہ ہون گے مگر صرف
قربت نفع بخش نہو گی، یہی حال اخروٹ، انجیر اور شہتوت کا ہے اسی طرح گلنار اور
زیتون ایک دوسرے کے لیے نافع ہین، کیونکہ ان دونون مین الفت اور محبت
ہوتی ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زیتون انگور کو پسند کرتا ہے اور سیب ان دونون
کو محبوب رکھتا ہے، زیتون کے ارد گرد دشتی پیاز لگادیا جائے تو بحید مفید ہو گا،
طامین ہے کہ سفید اور سیاہ انگور کے درمیان تضاد ہوتا ہے، دونون ایک
جگہ پر پھل پھول نہین سکتے اسلیے ان دونون کو ایک مقام مین لگانا نہین چاہیئے،
حتی کہ دونون کا ایکساتھ عرق بھی نکالا نہ جائے، کیونکہ اس سے عرق خراب ہو جائیگا،
غار کے متصل اگر ہوی کے تخم بو دیئے جائین اور موی سال کے دو فصلون تک پیدا ہوتی
رہے، تو غار کے دانے بڑے ہون گے،

غ کا قول ہے کہ اخروٹ اکثر درختون سے نفرت کرتا ہے، صرف انجیر اور شہتوت
سے موافقت ہے، کیونکہ اخروٹ مین غایت درجہ کی حرارت اور یبوست ہوتی ہے جو
اس کے متصل کے درختون کو خشک کر دیتی ہے، اور ان سے کوئی مناسبت بھی نہین ہوتی
اخروٹ کے نیچے جس قدر بھی نباتات ہوتے ہین، وہ اسکی شدید حرارت کی وجہ سے ہلاک
ہو جاتے ہین، البتہ بعض سرمائی نباتات باقی رہتے ہین اور قصل (گل کنار) اگر اس کے
نیچے لگایا جائے تو اس کے پتے جھڑ جائین گے، اور اسی طرح اگر انگور کی بیلین اس پر
چڑھائی جائین تو اس سے بجائے تقویت کے ضعف پہنچیگا،
بعض یہ کہتے ہین کہ کرم کلہ اگر انگور کے ساتھ بو دیا جائے، تو ان دونون مین

منافرت کا یہ عالم ہوگا کہ انگور کی شاخین اس طرف بالکل نہ جھکین گی، بلکہ دوسری طرف مڑ جائینگی، ک کا قول ہے کہ انگور کا سب سے بڑا دشمن کرم کلہ ہے، جو اس کو سخت ضرر پہنچاتا ہے، اگر دونون ساتھ لگا دیئے جائین تو انگور ہلاک ہو جائے گا، بلکہ کرم کلہ یہان تک نقصان وہ ہے کہ اس کے رخ کی ہوا بھی انگور کو خراب کر دیتی ہے، اسی طرح اگر کرم کلہ اور چقندر کے قریب میتھی کا ساگ لگا دیا جائے تو یہ دونون ترکاریان قریب المرگ ہو جائینگی ان مین بدترین ضعف آجائے گا، اور دوسری طرف رخ بدل دینگی، اور ایسے ہی اگر چقندر انگور کے قریب لگا یا گیا تو انگور خراب ہو جائیگا، یہ سیب کا بھی دشمن ہے اور اگر ترمس انگور کے ساتھ لگا یا گیا تو اس کو خشک کر دیگا، شفتالو کے پھل اگر پختگی سے قبل گرنے لگین تو ان کی بڑی شاخون مین ہڈیان لٹکا دین، چوپائے کی ہڈیان اور کتے کے سر کی ہڈیان اس کے لیے مفید ہون گی، اس سے پھل گرنے سے محفوظ ہو جائین گے، یا سرخ اون یا سوت کے کپڑے جو گھور مین پڑے رہتے ہین ان کو لٹکا دین، انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہیگا خ اور دوسرون کا قول ہے کہ جب شفتالو مین پھل کم آنے لگین یا نہ آتے ہون تو جڑ کی مٹی کو ہٹا کر جڑ مین ایک شق کرین اور چیڑ کے نئے اور خوشبودار درخت سے ایک وتد لین اور اس کو اس شق مین داخل کر دین، اور اوپر سے مٹی ڈالدین انشاء اللہ اس سے پھل آئیگا یہی حال زردآلو، بادام، قراسیا، اور آلو بخارا کا ہے، لیکن اگر شفتالو کی جڑ مین ایک سوراخ کرین اور اس مین بید کا وتد داخل کر دین تو اسکی گٹھلی چھوٹی ہو جائے گی، مشتہی کا علاج خالص سونے سے کیا جاتا ہے، اس طرح پر کہ بڑی جڑ کے ہر چار سمت مین سوراخ کرنا چاہیئے اور ان مین دینار کے آٹھوین حصہ کے برابر سونا داخل کرنا چاہیئے، یہ اس وقت کرین جب کہ اس مین پھول آگئے ہون، اور کلیون کے کھلنے سے قبل ایک کتا جڑ مین دفن کر دین، انشاء اللہ پھل نہ گرینگے،

طاہین ہے حب الملوک کا پودا جب پھلنے کے قریب ہو تو اس کے پھل کی ایک
گٹھلی کو جڑ مین شق کر کے داخل کر دین، اس عمل کو عمل تذکیر بھی کہتے ہین،

ق کا قول ہے کہ وہ کمثری جسکو عوام اجاص یعنی آلو بخارا کہتے ہین اسکی تذکیر بھی سونے
کیساتھ ہوتی ہے، اس طریقہ پر کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین چار جگہ شق کرین اور ہر شق مین
تھوڑا سا خالص سونا داخل کرین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، انشاء اللہ پھل گرنے سے محفوظ ہین گے،
بعض کہتے ہین کہ دینار کا ربع حصہ خالص سونا داخل کردین اور چار جگہون پر منقسم کردین شق زیادہ بڑا
نہ کرین، بلکہ بعض کا یہ خیال ہے کہ تنے مین سوراخ کر کے ایک دینار سونا داخل کر دین اور اگر سونا اوپر لگا دین تو بھی مفید
ہے مین نے خود ان دونون طریقون کا تجربہ کیا ہے، دونون درست ہین، سونا کم ہو یا زیادہ سب مساوی ہین
بعض لوگ کہتے ہین کہ جڑ کے اندر ماہ جنوری مین نمک ڈالدین تو پھل زیادہ آئین گے،

امرود جسکو جام کہتے ہین پھل نہ لاتا ہو تو اس کی جڑ مین چند سوراخ بنائین جنکا
فاصلہ برابر برابر ہو، اور ہر سوراخ مین ایک انگل کے برابر قدیم سرخ صنوبر کی لکڑی کاٹ کر
داخل کر دین، اور جڑ کی سطح کو بالکل برابر کر دین، اور اوپر سے مٹی ڈالکر ڈھک دین انشاء اللہ
پھل بھی زیادہ آئین گے اور پتیان بھی نہ جھڑینگی، صنوبر کی جگہ پر چیڑ کی لکڑی بھی استعمال
کر سکتے ہین، ابو لونیوس کا قول ہے کہ امرود مین اگر یہ مرض پیدا ہو جائے تو جڑ مین خالص
شراب کی تلچھٹ ڈالین اور پانی اور تلچھٹ سے پندرہ مرتبہ سیراب کرین، انشاء اللہ پھل
نہ گرین گے، امرود کی تذکیر طرفا یعنی جھاؤ کے دھوان سے بھی ہوتی ہے،

بولعاس کہتا ہے کہ اگر تم امرود کے پھل مین افراط اور شہد جیسی شیرینی پیدا کرنا چاہتے
ہو تو جڑ کے متصل تنے مین ایک سوراخ بناؤ جو اس سرے سے اس سرے تک ہو
اور اس مین صنوبر کی لکڑی اس طرح داخل کرو کہ سوراخ بند ہو جائے، اسی طرح بعض نے

شیرینی اور افراط پیدا کرنے کے لیے صنوبر کے بجائے شیرین بلوط کی لکڑی داخل کرنے کا
مشورہ دیا ہے، بادام کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ جڑ یا کے چھوٹے پر دن کو ایک سرخ
کپڑے یا اس اون مین لپیٹ دین جو گھور پر پڑا رہتا ہے، اور اسی کو درخت پر لٹکا دین
انشاء اللہ پھل محفوظ رہین گے، جب پھول آنے لگین، تو اسی وقت قرمزی رنگ[۱] کا کپڑا
لٹکا دین، تاکہ پھول بھی نگرین،

ص کی کتاب مین ہے کہ بادام مین جب پھل کم آئین تو موسم سرما مین اسکی جڑ
کو کھول دینا چاہیئے، انشاء اللہ یہی کافی ہوگا، اور اگر پھل بالکل نہ آئین تو موسم سرما مین
جڑ کو کھول کر سوراخ کرین اور اس مین صنوبر کی لکڑی داخل کرین اور پرانے پیشاب سے
اس کو سیراب کرین، پھر مٹی سے ڈھک دین انشاء اللہ پھل آنے لگین گے، یہی
حال شفتالو کا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اخروٹ کے لیے سرخ اون یا کپڑا
جو نجاست کے مقامات پر پڑا رہتا ہے لیا جائے، اور اس مین چڑیون کے نازک اور
چھوٹے پر باندھکر درخت پر لٹکا دین، اس سے پھل گرنے سے بچ جائین گے، اور اگر
اخروٹ کے پھول جھڑ جاتے ہون تو درخت پر قرمزی رنگ کے خراب وخستہ کپڑے
لٹکا دین، اگر اس عمل سے بھی پھل نہ آئین تو جڑ مین سوراخ کرکے دادی[۲] کی لکڑی
داخل کردین، یا وہی عمل کرین جو اوپر بتا دیا گیا ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ جب اخروٹ
مین پھل نہ آئین تو موسم سرما مین اسکی جڑ کو کھولدین اور اندر سوراخ کرکے صنوبر کی لکڑی
داخل کردین اور پرانے پیشاب سے سیراب کرین، اس کے بعد مٹی سے ڈھک دین،
بعض کا قول ہے کہ جڑ مین دو جگھون پر لوہے سے شق کرین اور ان مین چپر یا مہندی

۱ سرخ رنگ کو کہتے ہین منسوب قرمز کی طرف ہے، کشوری، ۲ اسکی تحقیق دادی کے بیان مین گذر گئی،

کی لکڑی داخل کردین یا سونے کی دو ڈلکیان داخل کرکے اُپر سے مٹی ڈالدین، زردآلو کے سیپے ہڈی، ٹھیکری اور کنکری کا جڑ مین ڈالنا مناسب ہوگا، اس سے یہ مرض دفع ہوجائے گا، اور بقیہ صورتین شفتالو کے بیان مین گذر چکی ہین، زیتون کے متعلق ظاہر ہے کہ اگراس کو مرض لاحق ہوجائے تو ایک سیاہ فام آدمی داہنے ہاتھ مین بھر مٹھی پکے ہوئے زیتون کا پھل لے اور بائین ہاتھ مین تیز کلھاڑی لے اوراس سے خراب شدہ زیتون کی جڑ کھودے، اور پھلون کی ایک مقدار گڈھے مین جڑ کے قریب ڈالدے اور اسکو مٹی سے چھپادے، یہ عمل سنیچر کے دن کرے اور یکشنبہ کی پہلی شب مین پانی سے سیراب کرے یا بقول بعض فوراً بقدر ضرورت پانی ڈالے، اس طرح دورات متواتر پانی سے سیراب کرتا ہے، پھر اکیس دن تک اپنی حالت پر چھوڑ دے، انشاء اللہ اس عمل کے نتائج ضرور رونما ہونگے، اس سے پتے بڑے ہون گے، درخت بلند ہوگا پھل زیادہ آئین گے، شاخین زیادہ نمودار ہونگی، رگین زیادہ موٹی ہون گی، جڑون مین غلظت آئیگی اور انھین چیزون سے درخت کی بقا ہوتی ہے، پانی کی اگر قلت ہو تو کوئی ہرج نہین ہے، اس کے پھل سیاہ رنگ کے نہ ہون گے بلکہ زرد اور سفیدی مائل ہون گے، لیکن یہ خاص درختون مین ہوتا ہے، اسی طرح اگر باقلا کا بھوسہ زیتون کی جڑ مین ڈالدین اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہین تو نہ پتے جھڑین گے اور نہ پھل گرین گے، یہ درخت کی اصلاح کا عام طریقہ ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ جب زیتون مین یہ مرض پیدا ہوجائے تو جنوبی سمت سے جڑ کی مٹی ہٹائین اوراس مین ایک سوراخ جانب شمال تک بنائین، اور زیتون کے دوسرے درخت سے جو پھل زیادہ لاتا ہو دو شاخین لیجائین اور سوراخ کے دونون سمت مین داخل

کیجائین یہانتک کہ سوراخ پر ہو جائے، پس جو حصہ سوراخ سے زیادہ ہو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیئے اور سطح برابر کر دینی چاہیئے، اس کے بعد جو کے آٹے کو دونون طرف لگاوین، انشاء اللہ پھل آئین گے۔ ق کا قول ہے کہ صنوبر اور بلوط کی شاخین بھی یہی کام کرتی ہین، اور اگر زیتون کے پھل پختہ ہونے سے قبل گر جاتے ہون تو اوسکی جڑ مین باقلا کا بھوسہ ڈالنا چاہیئے، اور پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیئے اور راکھ اور گوبر ملا کر ڈالنا چاہیئے، اگر زیتون کے ساتھ گلنار اور انار لگائین تو اس سے پھل زیادہ ہون گے، زیتون اگر پکنے سے قبل ٹپکنے لگے تو باقلا کے دانون کو جسمین کیڑے لگ گئے ہون جڑ مین دفن کر دین اور پھر مٹی اور گوبر سے چھپا دین، انشاء اللہ پھل محفوظ ہو جائین گے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جڑ کو نصف قدح کے برابر گڈھا کر کے کھولدین اور اس مین باریک مٹی ڈالدین یہی طریقۂ عمل رندہ فستق، مشتہی، زعرور اور قراسیا مین ہے۔ بعض کا قول ہے کہ جب زیتون کی شاخین ایک دوسرے سے جدا ہونے لگین تو درمیانی شاخ کو کاٹ کر اس مین ایک شق پیدا کرین اور اس شق مین نومبر کے مہینہ مین رنبوح کی ایک شاخ داخل کرین اور مقام شق مین جو اور مٹی کا بنا ہوا معجون لگا دین تاکہ پانی اور چیونٹی نہ داخل ہو سکے،

سیب مین جب بار آجائے تو اس مین پیاز لٹکا دین اس سے پھل نہ گرینگے، اور اسی طرح اگر جڑ مین سوراخ کر کے صنوبر کی روغن دار لکڑی داخل کرین تو اس سے بھی یہ مرض زائل ہو گا، اور کیڑے مرجائین گے، یہ عمل جنوری مین کرنا چاہیئے، اور قسطل (شاہ بلوط) جب مریض ہو جائے یا پھل گرنے لگین تو تنے مین ایک شگاف اس کے طول وعرض کے لحاظ سے بنائین اور طول اس کے عرض سے زیادہ رکھین،

اور جو چیزین کہ اندرونی حصہ کو خراب کر رہی ہون ان کو دفع کر دین اور جوف
کو ہوا کے لیے کھلا رکھین، اس سے اصلاح ہوگی پھل آئین گے اور تر و تازگی بڑھیگی
انگور کے چھوٹے پھل اگر گرتے ہون تو پرانی راکھ ہر خوشہ والی شاخ کی جڑ مین ڈالدین
گلاب کی تذکیر کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے درمیان لہسن بو دین، اسی
طرح اترج اور نارنج کی جڑ مین لیموں اور آبنوس کی چوڑی لکڑیان دفن کرنے سے
اسقاط کا مرض جاتا رہے گا، اگر اس طریقہ مین کامیابی نہ ہو، تو جڑ مین چار سوراخ
کر کے سونے کی چار کیلین ٹھوک دین، وہ آلو بخارا جسکو عیون البقر بھی کہتے ہین اسکی
تذکیر کا طریقہ یہ ہے کہ ان شاخون کو جو ابھی بڑھنے والی ہون توڑ کر لٹکی رہنے دین
اور جدا نہ کرین، انشاء اللہ اس سے پھل زیادہ آئین گے، ایک طریقہ یہ بھی ہے،
کہ جب آلو بخارا مین پتیان نکل آئین اور پھول آجائین تو ایک گرہ مین سوراخ
کرین اور اس مین دیودار کی لکڑی کا وتد داخل کرین، پھل زیادہ آئین گے اور
شیرینی مین بھی اضافہ ہوگا، بعض یہ کہتے ہین کہ جو شخص آلو بخارا مین مٹھاس اور
لطافت بڑھانا چاہتا ہے اس کو اسکی جڑ مین ایک بڑا سوراخ کرنا چاہیئے اور اسمین
بلوط کی لکڑی داخل کرنی چاہیئے اور اگر پھل کم آتے ہون یا گرجاتے ہون تو اسکے
لیے جڑ کے قریب ہر جانب دو ہاتھ کے فاصلہ سے گڑھا کھودنا چاہیئے اور بڑے
درختون مین دو چوتھائی اور چھوٹے مین ایک چوتھائی نمک جڑون پر ہر طرف چھڑک
دینا چاہیئے، اور اوپر سے مٹی ڈالدین اور پیر سے برابر کر دین اور تین دن کے بعد
پانی سے سیراب کرین، اور یہ عمل جنوری مین کرین، انشاء اللہ اس عمل سے پھل
اور پتے جھڑنے سے محفوظ رہجائین گے،

فصل

تذکیرِ اشجار کا عام طریقہ

م کا قول ہے کہ اگر سترو کے پتے اچھی طرح خشک کر لئے جائین اور پھر انکا سفوف بنا لیا جائے اور اس کو درختون پر چھڑکا جائے خصوصًا اس وقت جبکہ پھولون کی آمد کا زمانہ ہو، اور ایسا ہر پندرہ دن کے فاصلہ سے تین یا پانچ بار کیا جائے تو پھل گرنے سے محفوظ ہو جائین گے،

بعض کا قول ہے کہ جب کسی درخت کے پھل گرنے لگین تو لوہے سے جڑ مین ایک بڑا سوراخ کرین اور اس مین ایک بڑا پتھر داخل کرین یہانتک کہ وہ اندر غائب ہو جائے اور مغز تک پہنچ جائے پھر اس مقام کو سفید مٹی سے لیپٹ دین انشاء اللہ پھل محفوظ رہین گے، یہ خیال رہے کہ مٹی مین نمکینیت نہ ہو،

سیداغوس کا قول ہے کہ جب پھل بکثرت گرنے لگین تو آہستہ سے جڑون کو کھول دین اور گڈھے کو سفید مٹی سے جو لیسدار ہو پر کر دین، یہ طریقہ ابن ابی الجواد کے بیان کردہ طریقہ سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ جب انجیر وغیرہ کے پھل جھڑنے لگین تو درخت کے اردگرد ایک بڑا سا گڈھا کھو دین جو تین ہاتھ لانبا اور دو ہاتھ گہرا ہو، اتنا گہرا ہو کہ جڑین دکھلائی دین لیکن کٹنے نہ پائین پھر اس گڈھے کو سفید، بارد اور شیرین مٹی سے جو سطحِ ارض پر ہوتی ہے، پر کر دین، اور سفید نمکین مٹی کے ڈالنے سے احتراز کرین جو پانی یا بارش کی وجہ سے پگھل جاتی ہے، اس مٹی کے ڈالنے سے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ مرض جاتا رہے گا، نہ پتے گرین گے اور نہ پھل ٹپکین گے،

کیونکہ یہ مرض زمین کی خراب حرارت اور کھاد کی کثرت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، یا حرارت اور رطوبت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے،

ق کا قول ہے کہ تذکیر کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جو اور گیہون کے درمیان ایک گھاس اگتی ہے جو کلونجی کی طرح ہوتی ہے اس کو پھل سمیت اکھیڑ لین اور اس کے چھینکے بنا ڈالین اور ہر پھلدار شاخ پر ایک چھینکا لٹکا دین، اس سے بھی پھل نہ گرین گے بعض یہ کہتے ہین کہ گیہون کی اس گھاس کو ایک پوٹلی مین باندھکر درخت کی گردن کے مقام پر لٹکا دین، یہ عمل بھی مفید ہے،

اور اگر انجیر یا دوسرے درختون کی جڑ مین سیسہ کا طوق ڈالدین اور پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین تو یہ بھی اس مرض کے لیے کارآمد ہوگا، اسی طرح کبوتر کی بیٹ پانی مین تر کرکے درخت کی جڑ مین مٹی ہٹا کر ڈالدین اور اوپر سے بھی سفید مٹی ڈالدین تو انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اور اس مرض کے لیے سب سے زیادہ مجرب نسخہ یہ ہے کہ یہ عبارت ایک کاغذ پر لکھکر لٹکا دین،

ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہٗ	خدا زمین وآسمان کو گرنے سے روکے ہوئے ہے، اگر یہ دونون گرین تو اس کے بعد کوئی شخص ان کو روکنے والا نہین ہے،

اور یہ عبارت بھی لکھے،

ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ ان اللہ بالناس لرؤف رحیم	اور آسمان کا زمین پر نہ گرنا صرف خدا کے حکم سے ہے، اللہ لوگون کے ساتھ بڑا مہربان اور رحمت والا ہے،

قسطوس کا قول ہے اگر پھل پکنے سے قبل گرنے لگین تو یہ کلمات لکھکر لٹکا دو اور یہ
داؤد علیہ السلام کی زبور سے ماخوذ ہین، یہ چار کلمات ہین:-

کن کشجرۃ علی شاطی المیاہ تثمر فی وقتہ — تو اس درخت کے مانند ہو جو پانی کے کنارے ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے، اور اس کے
ولا ینتشر من ورقہ وکلما علیہ استتمہ — پتے نہین جھڑتے اور جو کچھ اس پر ہے وہ اپنی مدت پوری کرتا ہے،
" " " "
" " " "

م کا قول ہے کہ وہ کلمات یہ ہین،

کن کشجرۃ علی شط نھر ما تطعم لحینھا — تو اس درخت کے مانند ہو جو نہر کے کنارے لگایا گیا ہو اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہو اور اس کے
ولا یسقط عنھا ورقھا وما یضرب بھا — پتے نہین جھڑتے ہین، اور جو پتے گرتے ہون
من ورقھا ادرک وسلم، — ان کا گرنا اس کے لیے مفید ہو،
" "

فصل

درختون کی اصلاح اس غرض سے تاکہ ان مین شیرینی، عرق اور پھل زیادہ ہون اور حسن نمایان ہون،

قوثامی کا قول ہے کہ صغریت نے جو تدبیر پھل مین عرق کے زیادہ کرنے کی بتائی ہے اس کا ہم نے تجربہ کیا تو صحیح پایا وہ یہ ہے کہ تمام ثمر دار درختون مین گائے کا گوبر گھوڑے کی لید اور گندنا کی پتیان اور قسط جسکو ہندی مین کٹھ کہتے ہین، یہ سب کسی درخت کے پتے مین مخلوط کر کے ایک گڈھے مین ڈالدین، یہ تمام اجزا مساوی وزن کے ہون، اور

کھودنے والون کو اس پر پیشاب کرنے کا حکم دیدین، اور اوپر سے میٹھا پانی چھڑک دین،
ہان اگر تم پھلون مین صرف مٹھاس بڑھانا چاہتے ہو تو کھاد کے ساتھ پیشاب نہ ڈالو،
اور اگر عرق اور شیرہ کی کثرت چاہتے ہو تو لوگون کو اس جگہ پر پیشاب کرنے کا حکم دو، اور
اور وقتاً فوقتاً پانی بھی ڈالتے رہو جب کھاد مین عفونت پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے
تو اس کو چند دن گڈھے ہی مین چھوڑ دو، جب ذرا خشک ہو جائے تو سطح زمین پر نکال
کر پھیلا دو، تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائے، اس کے بعد اس کھاد کو امرود اور دوسرے
پھلدار درختون کی جڑ مین ڈالدو، اور مٹی سے اچھی طرح چھپا دو اور بار بار تھالہ کھولکر پانی
سے سیراب کرتے رہو، اس سے شیرہ بڑھتا رہے گا، اور ذائقہ بھی اچھا ہوگا،

قوثامی کہتا ہے کہ مین جو طریقہ پھل کے میٹھا کرنے کا بتاتا ہون، وہ مذکورۂ بالا طریقہ
سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ پھلدار درختون مین خالص شیرینی داخل کیجائے، طا مین بھی لکھا
ہے کہ درختون مین مٹھاس پیدا کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ پانی کے ساتھ شیرینی ملا دیجائے
اور اسی سے سیراب کیا جائے،

مین انشاء اللہ انگور اور کھجور مین اس طریقۂ عمل کو بتاؤن گا، نیز انار، ککڑی اور خربوزہ
کو پانی اور شہد سے سیراب کرنے کا طریقہ بھی لکھون گا، اسی طرح دوسرے فواکہ کے
متعلق قیاس کر لیا جائے۔

انار کے پھل زیادہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تخم یا شاخون کے لگانے سے قبل چھلکہ
سمیت پسی ہوئی باقلا بھر مٹھی گڈھے مین ڈالدین، اور اسی کے اوپر شاخون کو نصب
کردین، اور اس سے بھی عمدہ طریقہ یہ ہے کہ چنے کو پیسکر دودھ سے گوندھ ڈالین اور
اس کو تخم یا شاخ کے ساتھ ڈالدین، اس سے بیدانہ اور میٹھا انار پیدا ہوگا،

اور جو شخص انار مین تھوڑی سی تلخی پیدا کرنا چاہے تو وہ شاخ کو عمدہ سرکہ مین
ڈبو کر لگائے یا سرکہ کو آگ پر رکھے اور شاخ کو اونچا رکھکر بھاپ سے سیک دے یہانتک
کہ وہ سرکہ کو اچھی طرح جذب کرکے پھر گرم ہی شاخ کو زمین مین نصب کردے
اس عمل سے انشاء اللہ تلخی پیدا ہو جائے گی،
ص مین ہے کہ امرود مین شیرینی پیدا کرنے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ تنے
مین زمین کے متصل ایک سوراخ کرین اور سوراخ مین بلوط کی ایک موٹی شاخ
داخل کرین، یہانتک کہ وہ پوری سما جائے، اور پھر اس مقام کو مٹی سے ڈھک دین
ط مین ہے کہ امرود کی شیرینی اور اس مین شیرہ بڑھانے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جب
درخت مین خشک اور پھیکے پھل نکلین تو میٹھے پانی کو خوب گرم کرکے جڑ مین ڈالین
اور پتیون اور شاخون پر بھی چھڑک دین، ہر تیسرے دن یہی عمل کرین،
خصوصاً جب چاند کی روشنی عروج پر ہے، ایسا کم سے کم چار مرتبہ عمل کرنا چاہئے
انشاء اللہ اب جب پھل آئین گے تو میٹھے ہون گے اور ان مین شیرہ بھی خوب
ہوگا، فصل اول مین اس کا بیان جا چکا ہے کہ کونسی چیزین پھلون مین تازگی
پیدا کرتی ہین،
صغریت کا قول ہے کہ شہد گرم کیا جائے اور نیچے کا تلچھٹ جو ظرف مین بیٹھ
جاتا ہے اس کو امرود اور دوسرے ان درختون کے تنے مین لیپ دین جنکے
پھل مین کسیلاپن، ترشی اور کڑواہٹ ہوتی ہے، اور شاخون پر بھی لگا دین،
انشاء اللہ یہ تینون خراب ذائقے دفع ہو جائین گے اور سب کے سب میٹھے ہو جائینگے
اور اگر اسی کے ساتھ روغن زیتون کا تلچھٹ ملا دین تو وہ ترشی اور کسیلاپن کے دفع

کرنے کے لئے اکسیر ہے، درخت اور اس کے پھل کو بہت زیادہ نفع پہنچتا ہے،
میرا خیال یہ ہے کہ اس کا وقت اس وقت ہے جبکہ زمین سے مادہ درخت کے
اوپر کی جانب ہنوض کر رہا ہو، اور یہ درخت کے پھلنے اور پھولنے کا وقت ہوتا ہے،
طریق ہے کہ امرود کے پکانے اور اس کے کیڑون کے دفع کرنے کے لیے
سب سے بہترین کھاد یہ ہے کہ انسان کا سڑا ہوا غلیظ اور گائے کا بدبودار گوبر امرود
کی پتیون کیساتھ مخلوط کر دیا جائے، جڑ کی زمین کو تھوڑا کھود کر اس کھاد کو زمین کی
باریک مٹی کے ساتھ ملا کر ڈالین اور پھر چھپا دین، اسی طرح خشک گوبر کو خوب اچھی
طرح پیس ڈالین اور سڑکون کی باریک مٹی اس کے ساتھ ملا دین اور پھر ان کو میٹھے
پانی اور روغنِ زیتون کے تلچھٹ مین بھگا دین، جب یہ خمیر کے مانند ہو جائے تو درخت
کی جڑ اور موٹی شاخون مین لگا دین تو اس سے بہت بڑا نفع ہوگا، کیڑے اور دوسرے
امراض زائل ہو جائین گے،

طریق ہے کہ امرود کے حجم بڑھانے، ذائقہ اچھا کرنے اور اس مین قوت اور
بکثرت پھل پیدا کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جڑ کا تھالہ ہمیشہ کھول دیا کرین اور چند
دن تک اسی حال مین چھوڑ دیا کرین، تاکہ باہر کی مٹی آفتاب کی حرارت سے درست
ہو جائے، چونکہ اس مین پانی کی برودت پہلے سے موجود ہوگی، اس لیے وہ آفتاب کی
گرمی کا مقابلہ کر سکے گی، اور خود اس کی حدت سے نہ جلیگی، جب مٹی کی رطوبت کم
ہو جائے تو اس کو جڑون مین ڈالدین،

آب پاشی کی مقدار کا اندازہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے، جب سیرابی سے نبات مین
شادابی اور قوت پیدا ہو جائے تو بار بار سیراب کرنا اچھا ہے، لیکن اگر اس کے خلاف

نظر آئے تو آب پاشی کم کر دینا چاہیئے اور پانی جڑون مین ڈالنا چاہیئے تاکہ وہ وہان ٹھہر جائے، نباتات کی سیرابی کا وقت چاندنی کے ایام مین بہت بہتر ہے، قوثامی کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا ہے، بالکل ٹھیک ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ ریتیلی زمین کو بکثرت پانی کی حاجت نہین ہے کیونکہ وہ پانی کو زیادہ جذب نہین کرتی ہے، بعض ناوان لوگ پانی کے جذب کر لینے کی وجہ سے یہ سمجھتے ہین کہ یہ اچھی طرح سیراب نہین ہوئی ہے، اس وہم کی بنا پر وہ بار بار سیراب کرتے ہین جس سے پودہ ہلاک ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ بہت زیادہ قانع ہوتی ہے، چونکہ اس کے اجزا مین چھوٹی کنکریان ہوتی ہین، اس لیے پانی اندر نہین جاتا، بلکہ سطح زمین مین جو اجزا خاکی ہوتے ہین صرف انھین مین جذب ہو کر رہ جاتا ہے، ط مین ہے کہ وہ درخت جو پانی کی کثرت کو قبول نہین کرتے ہین، نہین پہاڑی درخت ہین مثلاً، امرود، پستہ، قراسیا، فندق، بلوط، شاہ بلوط، اور ریحان وغیرہ زیادہ آب پاشی کو پسند نہین کرتے ہین،

فصل

ع کی کتاب سے آب پاشی کا وقت،

زیتون کا درخت جنوری اور اگست کے مہینون مین بار بار سیراب کیا جاتا ہے اگر ممکن ہو تو ربیع مین بھی سیراب کرین، جب کلیان نمودار ہونے لگین تو یہ عمل اس وقت تک کے لیے موقوف کر دینا چاہیئے، جب تک کہ زیتون کے پھل چنے کے دانے کے برابر نہ ہو جائین، اس کے بعد آزادی سے سیراب کر سکتے ہین،

زیتون کے درخت مین تعمیر کھاد اور آب پاشی کا اگر پورا نظم کیا جائے تو یہ ہر سال پھل لائے گا، خصوصاً اس وقت جبکہ اس کے پھل درخت کو جھاڑ کر نہ توڑے جائین بلکہ ہاتھون ہی سے توڑ لیے جائین، کیونکہ پھلدار شاخون کو ہلانے سے ان مین شقوق اور کسر پیدا ہو جاتا ہے جو آئندہ مضر ثابت ہوتا ہے،

دوسرے علمائے فلاحت کا قول ہے کہ زیتون جبلی درخت ہے، آب پاشی اس کے لیے مفید ہو گی اور اگر نہ کیجائے تو کوئی نقصان دہ بھی نہین ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ زیتون مین پانی کی افراط مضر ہے، اور رند گو جبلی درخت ہے لیکن آب پاشی اس کے لیے مفید ہے، لیکن اگر پانی نہ دیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے، البتہ انار مین بکثرت پانی ڈالنے کی ضرورت ہے، اخیر جون سے اخیر ستمبر تک ہر پانچوین دن سیراب کیا کرین، لیکن اگر پانی کی قلت ہو تو بعض مقامات مین عدم سیرابی مضر نہین ہوتی ہے،

غ کا قول ہے کہ گلاب کو جنوری سے سیراب کرنا شروع کرین، اور اس سے تغافل نہ برتین اور پھر اگست مین بھی پانی ڈالین بعض یہ بھی کہتے ہین کہ گلاب پانی کی زیادتی کو قبول نہین کرتا ہے، مین نے مشرق مین اس کو موٹ کی نالیون کے قریب لگایا تو بہت عمدہ درخت تیار ہوا، اور ریحان بستانی پانی کو قبول کرتا ہے خصوصاً موسم گرما مین، اسی طرح شاہ بلوط بھی پانی کی زیادتی چاہتا ہے اور مشتہی حب الملوک اور عناب بھی آب پاشی کو قبول کرتے ہین، لیکن مؤخر الذکر کو اگر سیراب نہ کیا جائے تو کوئی نقصان نہین ہے، اور بشم اور میس کے لیے بھی آب پاشی مفید ہے، لیکن اگر نہ ہو سکے تو کوئی مضر نہین ہے، موز بکثرت پانی کا خواہشمند ہے، سیب بڑھنے

کے بعد پانی کا محتاج ہوتا ہے، اسی طرح بہی، آزاد درخت، درد دار، صفیرا، بشنم، فندق اور کینیر وغیرہ سب پانی کی زیادتی کو قبول کرتے ہین، کیونکہ یہ سب نہر کے کنارے نشو ونما پاتے ہین، امرود بھی پانی کی کثرت کو قبول کر لیتا ہے، البتہ چنبیلی معتدل پانی کو پسند کرتی ہے، اور اترج تو بکثرت پانی کو چاہتا ہے، پورے سال بھر تک آب پاشی کیجائے تو اچھا ہے، یہی حال نارنج کا ہے، لیکن بعض یہ کہتے ہین کہ اسکے لئے زیادہ پانی مفید نہین ہے، شفتالو اور آلو بخارا کے لیے بھی آب پاشی مفید ہے، انگور کو اپریل کے مہینہ مین دو مرتبہ رات کے وقت سیراب کیا جائے اور تیسری مرتبہ پھل چلنے کے وقت سیراب کیا جائے، بعض یہ کہتے ہین کہ صرف دو مرتبہ اس مین پانی ڈالا جائے، ایک تو اس وقت جب اس مین پتیان آجائین اور پھر جب پھل چلنے کا وقت ہو تو اس وقت سیراب کرین، انجیر کو جنوری مین خوب اچھی طرح سیراب کرین، خواہ بارش ہو یا نہ ہو، اور دانون کی پختگی تک ہمیشہ سیراب کرتے رہین، بعض انجیر کے لیے پانی اور تری کی کثرت مضر خیال کرتے ہین، اور انجیر کی بعض قسمین ایسی بھی ہوتی ہین جو آب پاشی، اور نقل وحمل کو بچپن ہی مین برداشت کرتی ہین، اس کے بعد یہ عمل ان کے لیے ضرر رسان ہوتا ہے،

وہ اشجار جو پانی کی کثرت کو قبول ہی نہین کرتے، ان مین، اخروٹ، بادام مصتغ وغیرہ ہین، کیونکہ پانی کی زیادتی ایسے درختون کو ہلاک اور خشک کر دیتی ہے، خواہ چھوٹے ہون یا بڑے، صنوبر کو ایک دن چھوڑ کر پانی دیدیا جائے، زیادہ کی ضرورت نہین ہے، یہی حال سرو کا ہے، اور اس سے قبل درختون کے لگانے کے بیان مین جو لکھا گیا ہے اسکو پیش نظر رکھو، انشاء اللہ دونون بیان کافی ہونگے،

باب سیزدہم

اشجار کی تذکیر اور ان کو حاملہ کرنے کی تدبیر تاکہ پھل عمدہ، شیرین اور رسدار ہون، اور ان درختون کا بیان جو ایک دوسرے سے الفت یا عداوت رکھتے ہین،

بعض علمائے فلاحت کا قول ہے کہ تمام درخت عمل تذکیر کو قبول کرتے ہین تذکیر[1] اور تلقیح جس کے معنی حاملہ کرنے کے ہین ایک ہی چیز ہے، اس عمل سے پھل عمدہ ہونگے اور وہ جھڑنے سے محفوظ رہین گے، بعض کا قول ہے کہ درختون مین نر و مادہ ہوتے ہین اور مادہ نر سے حاملہ ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ نر انجیر مین پھل ہوتے ہین، جو بہت چھوٹے اور ہلکے ہوتے ہین، رنگ سفیدی مائل یا گہرا سبز ہوتا ہے، لیکن مادہ کے پھلون کی طرح نہ پکتے ہین اور نہ بڑے ہوتے ہین، اگر انسان اس کو کھائے تو گلا پکڑ لے اور اگر نر کے پھل کو مادہ کیساتھ ملحق کر دین تو پھل بڑھین گے اور پختہ ہون گے اور انجیر کی وہ قسم جسکو وکار کہتے ہین ان مین بھی عمل تذکیر کا رواج ہے، یہ عمل وسط اپریل یا اس کے کچھ دن بعد ہوتا ہے، پھل مین جب پختگی شروع ہوتی ہے اس وقت وہ تذکیر کے قابل ہو جاتے ہین، لیکن جب اتنی پختگی آجائے کہ درخت کی ڈالیون مین سختی

[1] دیکھو حل لغات ۱۲

اور صلابت آجائے، تو اس وقت یہ عمل دشوار ہو جاتا ہے، اس کا صحیح وقت پھل کے
گدرانے کا وقت ہے، تذکیر نر کے پھلون سے ہوتی ہے جسکو ذکار بھی کہتے ہین، اس
عمل کا وقت مئی یا وسط عنصرہ (عید خمسین) کے مہینہ مین ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نر پھل
اس وقت چنے جائین جب کہ وہ اچھی طرح تیار ہون اور اسکی علامت یہ ہے کہ ان مین
سبزی سے سفیدی یا زردی آگئی ہو اور منھ کے قریب اتنی شگفتگی آگئی ہو جس سے وہ
کیڑا باہر نکل جائے جو اس کے پھلون مین ہوتا ہے، یہ سیاہ رنگ کا کیڑا ہے جو مچھرون
کے مانند ہوتا ہے، اور بعض لوگ اس کو بھی بعوض (مچھر) ہی کہتے ہین، اور ایک قسم اسکی
سرخ رنگ کی ہوتی ہے جس مین دُم بھی ہوتی ہے،

ان پھلون مین سے دو یا اس سے زیادہ دانون کو بال، دھاگے یا کسی کپڑے
کی دھجی سے باندھ دین پھر ان کو انجیر کی ان شاخون مین لٹکا دین جنمین انجیر چھوٹے چھوٹے
ہون یعنی جب چنے کے برابر ہون یا اس سے کچھ زیادہ ہون، اس وقت یہ نرم، شاداب
اور بڑھنے والے ہوتے ہین، لیکن جب ان مین صلابت آجائیگی تو پھر مشکل ہو گی، یہ
عمل خاصکر اس وقت مفید ہے جبکہ انجیر مین کوئی ضرر نہ آیا ہو لیکن جب کسی قسم کا نقص
مثلاً پتیون کے اطراف مین شقوق اور دانون مین گولائی پیدا ہو جائے، اور سختی آجائے،
تو تذکیر کا عمل بیکار ثابت ہوگا، عید خمسین کے دن تک انتظار کرنا چاہیئے، جب پہلی صفتین
موجود ہون تو یہ عمل کیا جائے، نر کا حمل کے لیے سب سے مفید پھل وہ ہوتا ہے جو بڑا ہو
اور جس مین تخم زیادہ ہون اور ذرا سخت ہو،

ط مین ہے کہ انجیر کی جڑ مین اگر خاک ڈالین، تو اس کے پھل اور عرق مین زیادتی
ہوگی، بعض یہ کہتے ہین کہ اگر جڑ مین ایک بھیڑ کا سر دفن کر دین تو بھی پھل پختہ ہون گے،

اور جھڑنے سے محفوظ رہین گے، بعض کا قول ہے کہ جڑ کو کھولکر تین دن تک اس مین چنے
کا پانی ڈالین تو یہ تذکیر کے قائم مقام ہو جائے گا، دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بڑی
موٹی جڑ شق کیجائے اور اس مین ایک سخت پتھر داخل کر دین اور مشقوق حصہ کو گوبر اور
مٹی سے بند کر دین، تو یہ بھی ایک عمل تذکیر ہی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ انجیر پر سوسن
کا پھول اگر لٹکا دیا جائے تو انجیر کے پھل جھڑنے سے رک جائین گے، قسطوس کا قول ہے
کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر شاخون اور جڑون کو شہتوت کے پھل سے لیپ دین تو یہ عارضہ جاتا
رہے گا، اسی طرح اگر عروق اور شاخون مین نمک لپیٹ دین تو اس سے نہ صرف
یہ مرض زائل ہو گا بلکہ پھل جلدی تیار ہو نگے، یا یہ کہ زیتون کا پانی اور میٹھا پانی ملا کر انجیر
کی جڑ مین ڈالین تو اس سے بھی پھل زیادہ آئین گے، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جڑ کھولکر
برما سے تین جگہون پر سوراخ کرین، اور ان سوراخون مین اس نر انجیر کی شاخین یا اوتاد
نصب کر دین، جس کے پھل گرتے نہ ہون، اس کے بعد مٹی سے چھپا دین، یہی تذکیر
ہو جائے گی،

گلنار یعنی انار نر کے پھل اگر مادہ انار مین لٹکا دیئے جائین تو پھل جلد آئین گے
لیکن اگر انار مین پھل موجود ہون تو اس سے جلد پختگی آجائے گی اور اگر پھل کم اور خراب
ہوتے ہون تو اس سے زیادتی تازگی اور مضبوطی پیدا ہو گی، اگر انار کے لیے نصف سیسا
اور نصف رانگے کا ملا ہوا طوق بنایا جائے اور درخت کو پہنا دیا جائے تو انشاء اللہ
یہ مرض دفع ہو جائے گا، اور پھل نہ گرین گے، اسی طرح اگر انار کی شاخ مین ہری بارتنگ
کی جڑ لٹکا دین اور اس کو خشک ہونے کے بعد بھی نہ اتارین بلکہ جب وہ ہوا سے
کبھی گر جائے تو دوسری جڑ لٹکا دیجائے، اس سے پھل بڑے ہون گے اور انار کا

پوست خراب رنگ کا نہ ہوگا اور اگر انار کے پھل پختگی سے قبل ہی گر جاتے ہون تو جڑ مین کتون کی ہڈیان، یا سواری کے جانورون کی ہڈیان یا بھیڑ کے سر کی ہڈیان دفن کر دیجائین تو اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا، اگر خزامی یعنی گل مریم کی دھونی بھی چارونطرف دیجائے تو مفید ہوگی، دوسرا علاج یہ ہے کہ انار کی تین یا چار شاخون کے بالکل وسط مین ایسی تھیلیان لٹکا دی جائین جنمین دو درہم کے برابر زیرہ ہو تو اس سے بھی وہی فائدہ ہوگا جو تذکیر سے ہوتا ہے، یا یہ کہ انار مین رانگے کی تختیان لٹکا دین یا اس کا طوق پہنا دین اس سے جڑین بھاری ہو جائینگی اور پھل نہ گرین گے، اگر اس مین کامیابی نہ ہو تو جڑ مین تین جگہون پر شق کیا جائے اور اس مین شمشاد، گلنار اور بر ہارتیس کی میخین نصب کر دین تو یہ مفید ہوگا، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انار کی جڑ مین سوراخ کرین اور اس مین جھاؤ کی لکڑی کی میخ ٹھونک دین، اس سے بھی فائدہ پہنچے گا بعض تو یہ کہتے ہین کہ اس سے درخت کی بنیاد درست ہو جائے گی، جھاؤ کی شاخین اس کی پتیان اور پھول جون کے مہینہ مین جمع کئے جائین، جب تئیس ۲۳ دن گذر جائین تو چوبیسوین دن یعنی عید خمسین کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب انار اور اسکی شاخون پر لٹکا دین اس سے بھی تذکیر ہی کا فائدہ ہوگا بعض نے یہ تدبیر بتائی ہے کہ ہری بار تنگ کی پانچ یا سات جڑون کو ایک دھاگے مین باندھ کر ہر درخت پر لٹکا دین، انار کی جڑ مین ایک بوجھ راکھ کا جنوری کے مہینہ مین ڈالنا بھی مفید ہے، راکھ ڈالنے کے بعد اس کو تین مرتبہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، تا کہ پھل اچھے آئین اور اگر انار کی ایک سمت مین دشتی پیاز بو دین تو اس سے بھی اسکی جڑ موٹی ہوگی اور پھل اچھے آئین گے، ریحان کے بونے سے

لہ اصل کتاب مین کدُن کا لفظ ہے اسکی بہت سی قسمین ہین نہ معلوم کون مراد ہے، بہرحال ہر ایک کیساتھ تجربہ کیا جائے ۱۲ مترجم ۱۲

بھی یہی فائدہ ہوگا، بلکہ تمام امراض کا ازالہ ہوجائے گا،

ظاہر ہو کہ کھجور کا نر کے سفوف[1] سے حاملہ کرنا اشد ضروری ہے اور اس کے حاملہ کرنے کا وقت اس وقت ہے جبکہ مادہ مین پھول کے گچھے نمودار ہوجائین اور غایت اشتیاق مین متفرق ہوجائین اور پھولون کے اوپر کا غلاف پھٹنے لگے تو یہ حمل کے لیے موزون وقت ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نر کے پھول کا گچھا توڑ لیا جائے اور اس کو مادہ کے پھول پر حرکت دیجائے بس اسی سے حمل قرار پاجائیگا،

مین نے خود نر درخت کی وہ پتلی شاخین لی ہین جنمین یہ پھول غلاف کی شکل مین تھے اور شگفتگی کے قریب تھے اُن کو دھاگے سے باندھ دیا جیسا کہ عام طور سے کیا جاتا ہے اور مادہ کے گچھون پر لٹکا دیا ہے اور اس پر سفوف گلاب چھڑک دیا ہے، اس سے تھوڑے رطب تیار ہوئے، مادہ کا درخت برنی[2] قسم سے تھا اگر مین اس عمل کو بار بار کرتا تو اسی سال تمام رطب تیار ہوجاتے، اس پر اوسکی دوسری قسمون کو قیاس کر لینا چاہیئے،

خروب مین بھی نر و مادہ ہوتے ہین، مادہ کے پھل روغن کے لیے بہت کارآمد ہوتے ہین اگر اس کو بھی نر سے حاملہ کردین تو پھل خوب آئین گے، زیتون مین بھی نر ہوتا ہے اس کے نر کا نام ربوح ہے اسی طرح پستہ کے نر کا نام بطم ہے (جسکو فارسی مین بن کہتے ہین)

ومیقراطیس کا قول ہے کہ سرو کی پتیان خشک کرلیجائین اور پھر اُن کو

[1] اس کا قدرتی حاملہ ہونیکا طریقہ یہ ہو کہ شہد کی مکھیان نر کے پھول کا سفوف چوس کر مادہ کے پھول پر جا بیٹھتی ہین جس سے وہ حاملہ ہوجاتی ہو، [2] یہ خرما کی اعلیٰ ترین قسم ہے بعض لوگ اسکو اصل قرار دیتے ہین، فلاحۃ النخل،

پیس کر سفوف بنا لیا جائے، جب پستہ پر ہوا چلنے لگے تو درخت کے علوی حصہ پر اس
سفوف کو چھڑک دین اور کہین کہین رکھدین، ایسا تین یا پانچ دن تک، ان دس
دنون کے اندر کرین جنمین پستہ کے پھول کھلتے ہون، اس سے پھل خوب آئین گے
اور جھڑنے سے محفوظ رہین گے بعض کا قول ہے کہ دو مرتبہ یہ عمل کرنے مین دس دن
کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسی طرح بطم کے پتون سے بھی یہ نفع اٹھایا جا سکتا ہے، ایک
طریقہ یہ بھی ہے کہ حبة خضرا کے پھل اور اسکی پتیان ایک دھاگے مین باندھ دیجائین اور
ان کو پستہ پر لٹکا دین تو بھی یہی فائدہ ہوگا، پستہ کا خالص سونے کے ساتھ بھی علاج
ہوتا ہے اس طریقہ پر کہ سات یا آٹھ جو کے برابر خالص سونا لین، اور ان کو چار حصون
پر منقسم کرین، اور ان کو درخت کے نیچے ایک بالشت مٹی ہٹا کر چار جانب نصب
کردین اور اوپر سے مٹی ڈالدین اور جب پستہ کے پھل جھڑنے لگین تو جڑ مین
ایک سوراخ کر کے زرد رنگ کا خالص سونا بھردین انشاء اللہ یہ بات نہ ہوگی،
ہر درخت کے لیے دشمن ہے، باقلا، نارنج، مر، اور فراسیون (علقمہ) کے قریب
نہ لگائی جائے، ورنہ اس کو نقصان پہنچیگا، اس طرح ان تمام درختون کے قریب نہ لگائی
جائے جنمین حرارت زیادہ ہوتی ہے، عرعر (جھڑ) کی عداوت کھجور کے ساتھ تو مشہور ہے
بعینہ اسی طرح قطران اس کا دشمن ہے (جسکو ہندی مین کانتران کہتے ہین) جو
عرعر کے بالکل مشابہ ہوتا ہے انگور کے لیے غار (باہشتان) اور نفط اسی طرح
مضر ہین جس طرح کھجور اور انجیر مضر ہے، کرم کلہ انگور کو ہلاک کر دیتا ہے، اس مین
ایک خاص قسم کی سمیت ہوتی ہے جو انگور کو تباہ کر دیتی ہے جس طرح مسو برح
اور شبرم یعنی گاؤ کشک سمیت رکھتے ہین،

کرم کلہ اور موَلی انگور کے لیے خاص طور سے مضر ہین، اسی طرح انجیر گرم ممالک مین انگور کے لیے مہلک ہے لیکن سرد ممالک کے لیے مثلاً روم اور یونان وغیرہ جیسے مقامات مین جہان پر برف گرتی ہو انجیر کا انگور کے قرب مین رہنا نفع بخش ہے، اور یہی حال زیتون کا ہے، سوساد کا قول ہی کہ شلجم، موَلی، کرم کلہ اور ترمرا انگور کے لیے خاص طور سے مضر ہین،

باب چہاردہم

اشجار، ترکاری اور سبزی کے علاج کے بیان مین نیز ان نقصانات اور تکالیف کے دفعیہ کے طریقے جو ان پر پیش آتے ہین، یہ سب ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہے؛

سید آغوس کا قول ہے کہ جب ہم کسی کم بار آور یا کمزور درخت کو دیکھتے ہین، یا ایسے درخت کو دیکھتے ہین جس کے پھل مین کیڑے پیدا ہو گئے ہین، یا اس کے پھل اپنی مدت سے قبل جھڑ جاتے ہین، اور یہی احوال چند سال تک باقی رہتے ہین تو ہم کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ آفتین اس مٹی کی وجہ سے ہین جسمین درخت کی جڑ ہے یا جڑون کے کمزور ہونے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے، ان تمام آفات کے وقت یہ چاہیئے کہ درخت کے ہر سمت مین چار ہاتھ کا گڈھا کھودین اور جڑ کو کھولکر اس کے نیچے کی مٹی کو بھی کدال یا اس سے بھی ہلکے اوزار سے نکال دین، جب پوری مٹی نکال لیجائے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ مٹی کس قسم کی ہے، اگر وہ خشک نظر آئے اور اس مین کسی قسم کی رطوبت نہ ہو تو اس مٹی کی جگہ پر ہم کو تر د تازہ مٹی دوسری جگہ سے لاکر اس گڈھے مین ڈالنا چاہیئے اور گڈھے کو بھر کر لکڑی سے خوب دبا دینا چاہیئے تاکہ ہوا اپنی تندی سے درخت کو گرا نہ سکے، یہ عمل اگر ہم خریف مین کرین تو مناسب ہے، جو درخت کہ پانی کی کثرت کو نہین چاہتے ان کے امراض کا یہ بہترین علاج ہے،

اور اگر درخت کی جڑون مین تعفن آگیا ہو اور وہ سڑنے لگین تو گدھے، گھوڑے

اور گائے کی پرانی اور سڑی کھاد تلاش کرین اور جڑ کے سڑے ہوئے حصہ کو کاٹکر
الگ کرین، اور گڈھے مین یہ کھاد ڈالدین، یہ خیال رہے کہ بوسیدہ حصّہ مین سے
کچھ بھی نہ چھوڑا جائے بلکہ سب کو کاٹ کر پھینکدیا جائے، اس پرانی کھاد سے انشاءاللہ
جڑین نئی پیدا ہون گی اور درخت کو تقویت پہنچیگی، اس عمل کے بعد درخت کو پانی سے
سیراب بھی کرنا چاہیئے، اور یہ عمل جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے موسم خریف مین کیا جائے
کشف یعنی گڈھا کھودتے وقت اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جڑون مین کیڑے لگ گئے
ہین تو کھاد کیساتھ کچھ راکھ بھی ملا کر ڈالین کیونکہ راکھ مین کیڑون کے ہلاک کرنیکی
ایک خاصیت ہے،

مذکورۂ بالا طریقۂ عمل ان درختون کے لیے ہے جنمین مٹی کی خشکی اور یبوست
کی بنا پر امراض پیدا ہو گئے ہون، لیکن اگر زمین کی تری اور اسکی کثیر رطوبت کی
بنا پر درخت مین ضعف یا خرابی پیدا ہوئی ہو تو گڈھے مین خشک سرخ رنگ کی
مٹی ڈالین، یا نہر کے کنارے کی ریت مین پرانی کھاد ملا کر ڈالین، اور اگر درخت
کے پھل زیادہ تعداد مین جھڑ جاتے ہون تو گڈھا کھود کر سفید اور لیسدار مٹی بھر دین،
لیکن اگر درخت مین یہ امراض اسکی ضعیف العمری اور کبر سنی کی وجہ سے پیدا ہو گئے
ہون تو ان حصون کو جنمین خرابی آگئی ہے کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور بعض وقت جب
درخت مین ضعف زیادہ آجاتا ہے تو ہم اس کو بالکل کاٹ ڈالتے ہین اور صرف
وہ حصہ جو زمین کے متصل ہے چھوڑ دیتے ہین، اس کے بعد ان کے اردگرد گڈھا
کھود کر اس مین مٹی اور پرانا گوبر جس مین زمین کی خشک خاک مخلوط ہو، ڈالتے ہین،
اس مین دو ثلث گوبر اور ایک ثلث زمین کی خاک ہونی چاہیئے، اس عمل سے

درخت بالکل تیار ہو جائے گا اور اسکی تمام جڑین از سر نو نکل آئین گی،
شولون کا قول ہے کہ جب انجیر کے درخت مین رطوبت غائب ہو جائے تو
اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کے ہر سمت مین چار ہاتھ کا عمیق گڈھا کھودین اور اس
گڈھے مین وہی سرخ رنگ کی مٹی ڈالین جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے اس عمل سے
درخت کے ضعف مین کمی پیدا ہو گی اور اس کی عمر مین اضافہ ہو گا،
دیمک اور دوسرے کیڑے جب انجیر یا سیب یا اور کسی درخت مین لگ جائین
تو قسطوس نے ان کے علاج کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ درخت کے نیچے اتنا عمیق گڈھا
کھودین کہ تمام جڑین اور رگین نمودار ہو جائین پھر ان پر کبوتر کی بیٹ پانی مین ترکر
لیپ کی طرح لگا دین، ایک دوسری جگہ قسطوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ
ان کیڑون کو جو سیب کے درخت مین لگ جاتے ہین، علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر
جڑ کو کھول دین، اس کے بعد جڑ اور رگون کے اس حصہ کو جسمین کیڑے یا حشرات الارض
ہون چھیل ڈالین، اور پھر اسپر تازہ گوبر کا لیپ لگا دین، اگر یہ کیڑے انجیر کے درخت
مین لگ گئے ہون تو ان کا علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر جڑون پر راکھ چھڑک کر
اوپر سے مٹی ڈال دو،
انون کا قول ہے کہ جب سیب مین سرخ کیڑے لگ جائین اور شاخون پر
بھی وہ نظر آئین، یا مکڑی شاخون پر جالہ بنے تو اس کے لیے بھی یہی طریقہ علاج
ہے کہ گڈھا کھود کر، اولاً راکھ ڈال دین، اور شاخون پر بھی چھڑک دین پھر مٹی سے
گڈھا پر کر دین، اس سے اصلی حالت عود کر آئے گی، بلکہ پہلے سے زیادہ ترو تازگی
آجائے گی،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اگر امرود کے پھل مین سڑا ہوا تخم کھاد کے مانند نکلے تو جڑ مین گڈھا کھودین اور اچھی کھاد اور مٹی سے گڈھا بھر دین، اس کے بعد درخت کو پانی سے سیراب کرتے رہین، ابو لیوس کا قول ہے کہ درخت کے پھل مین زیادتی پیدا کرنے کیلئے باقلا جڑون مین ڈالی جائے تو اچھا ہے، اور کیڑون کو ہلاک کرنے کے لیے گڈھا کھود کر درخت کی جڑون پر کبوتر کی بیٹ اور باقلا کا بھوسہ چھڑکنا بیحد مفید ہے، اس کے بعد پانی سے سیراب کرین، یہ طریقۂ عمل ہر درخت کے لیے مفید ہے،

باردن رومی کا قول ہے کہ انجیر یا کسی اور درخت کے پتے اگر جھڑنے لگین تو ہر درخت کے ہر جانب تین ہاتھ وسیع گڈھا کھودین، یہان تک کہ جڑین نمودار ہو جائین، لیکن یہ خیال رہے کہ جڑ کی کوئی رگ کٹنے نہ پائے، پھر اس گڈھے کو سفید بارد اور شیرین مٹی سے بھر دین، کیونکہ سفید مٹی کی ایک قسم بارد اور شیرین ہوتی ہے اور ایک حار اور نمکین ہوتی ہے، جب اس قسم کی مٹی سے گڈھا پر کر دیا جائے گا تو درخت سے نہ پھل گرین گے اور نہ پتیان جھڑین گی، کیونکہ درختون مین پتون اور پھلون کے گرنے کا مرض تر زمین کی حرارت یا ضرورت سے زیادہ کھاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یا زمین کی حرارت اور ملاحت کی وجہ سے ہوتا ہے، بہرحال ان سب کا اس علاج سے تجربہ کیا گیا ہے، اور کیڑون کے دفعیہ کا علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر درخت کی جڑون پر کبوتر کی بیٹ چھڑک دین،

مرغوطیس کا قول ہے کہ جب انجیر یا اور کسی درخت کا تنہ سڑ جائے[1]، یا کھوکھلا ہو جائے تو اس سڑے ہوئے حصہ کو کاٹ ڈالو تاکہ یہ درست ہو جائے اور کٹے ہوئے مقام پر گائے کا گوبر، لیسدار مٹی اور گیہون کا بھوسہ ملا کر لگا دو، اور اگر گیہون کے بھوسہ کے

---

[1] اس مرض کو آکلہ کہتے ہین، مترجم،

عوض جو کا بھوسہ ہو تو اور بہتر ہے، اس عمل کے بعد درخت کی پوری نگرانی رکھین انشاء اللہ
اس سے وہ کھوکھلا حصہ بھر جائے گا، اور تنا قوی ہو جائے گا،
فلاحت نبطیہ مین ان امراض کے علاج کے طریقے درج ہین جو انگور کے درخت
کو لاحق ہوتے ہین، مثلاً مرض الحمرۃ، مرض السقم، عارض، مرض، مرض النفخ اور یرقان وغیرہ
ہین، جنکا ذکر آئندہ آئے گا، مرض الحمرۃ جس کا دوسرا نام آفۃ النجوم [1] ہے اور بعض اس کو سرخ با وہ
کہتے ہین، یہ آخر ماہ اپریل مین لاحق ہوتا ہے، اور اسکی علامت یہ ہے کہ انگور کے پتے،
ڈنڈیان اور ریشے تک گہرے سرخ رنگ کے ہو جاتے ہین اور سرخ پتون کے اردگرد
شاخ کچھ سیاہ ہو جاتی ہے اور تنے اور ان شاخون پر جو ذرا موٹی ہو گئی ہین سخت چھلکے نمودار
ہو جاتے ہین، انگور کے دانون کا رنگ زرد ہو جاتا ہے، اور اس کا شیرہ اور پانی بھی کم ہو جاتا
ہے، اس کا علاج انوخا کی رائے مین یہ ہے کہ روغنِ زیتون، شراب اور پانی کو خوب اچھی
طرح مخلوط کر کے انگور پر لیپ کی طرح چڑھا دین، بعض نے یہ کہا ہے کہ صرف روغنِ زیتون
اور شراب ملا کر ڈالی جائے،
صغریت کا قول ہے کہ انگور کے تنے مین سخت مقام پر زمین سے ذرا بلندی پر ایک
آر پار سوراخ کیا جائے اور اس مین بلوط (سیتا سپاری) کا ایک وتد یعنی میخ داخل کر دین اور
اس لکڑی کو پھر جڑ کے متصل دفن کر دین، اور جڑ مین پتا ملا ہوا پانی ڈالین،
نیموشاد کہتا ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے مریض درخت کی جڑ مین آٹھ دن تک
ایک دن گائے کا پیشاب اور ایک دن آدمی کا پیشاب ڈالا جائے، اور یہی پیشاب

[1] یہ مرض اس وقت لاحق ہوتا ہے جبکہ مشتری کے گہن کے متصل مریخ کا گہن واقع ہو اس لحاظ سے
اس کا آفۃ النجوم کہنا بالکل صحیح ہے (کاشتِ انگور مؤلفہ ابو الفدا محمد عبد العزیز جنگ مرحوم)

تنے پر چھڑک دیا جائے اس سے اس بیماری مین کمی ہو جائے گی، اس کے بعد تین دن تک یہ عمل موقوف کرین پھر شیرۂ انگور اور شیرۂ خرما مین پانی ملاکر خوب ہلائین، یہانتک کہ یہ تینون چیزین مخلوط ہو جائین، لیکن یہ قوام نہ زیادہ گاڑھا ہو اور نہ زیادہ رقیق ہو، پھر اس کو تنے اور موٹی شاخون پر ڈال دین،

قوثامی کا قول ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ دونون شیرون مین سخت ترش انگوری شراب کے سرکہ کا دوگنا حصّہ ملا دین، اور پھر اس قوام کو انگور پر ڈال دین، اس کے بعد بلوط کے پھل کو جلا کر اسکی راکھ کو گائے کے پیشاب مین تر کرین اور اسکو انگور کی جڑ مین دو مرتبہ ڈالین، انشاء اللہ اس سے نفع ہوگا بعض کی یہ رائے ہے کہ اس مرض کا علاج یہ بھی ہے کہ گائے کے پیشاب مین شراب ملاکر جڑ مین ڈالین اور موٹی شاخون پر بھی چھڑک دین، اقلیم بابل کے باشندے اس مرض کے دفع کرنے کے لیے درختون مین اسوقت تک سمندر کا پانی ڈالتے رہتے ہین جب تک پتون اور ڈنڈیون سے سرخی نہ چلی جائے، اور وہ چھلکے شاخون سے ملصق نہ ہو جائین، جو ابھر گئے ہین،

قوثامی کا قول ہے کہ سرد ممالک مین اس مرض کا علاج وہی ہے جس کا ذکر انوخا اور کیعانی نے کیا ہے، اور گرم ممالک کیلیے ان کے علاوہ دوسرے طریقے ہین، انگور کا وہ مرض جسکا نام سقم الکروم ہے، بہت خراب ہوتا ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ پھل نکلنا موقوف ہو جائے، اور اگر خوشے نمودار بھی ہون تو ان کے شہدانہ سے بڑے نہ ہون اور وہ بھی آہستہ آہستہ خشک ہو جائین، اس کا علاج یہ ہے، کہ درخت کی کاٹ چھانٹ سے جو لکڑیان جمع ہو جائین ان کو اور انگور کے پتون اور ان کے برابر خشک بلوط یا ولب کی لکڑی کو اکٹھا کرکے جلا ڈالین اور ان کی راکھ کو شیشے یا مٹی کے ظرف مین رکھین اور آہین

شیرین پانی ملائین، اور اس پانی کو درخت کے تنے اور موٹی شاخون پر چھڑک دین، اس سے انشاء اللہ یہ بیماری دفع ہو جائے گی،

سوساد کا قول ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ اس پانی کے بجائے، تیز اور ترش سرکہ ملا دین، طامتری کا قول ہے کہ اس کے لیے آدمی کا خالص پیشاب بیحد مفید ہے، بار بار اگر انسان کا پیشاب چھڑکتے رہین تو یہ دفع ہو جائے گا،

صغریت کا قول ہے کہ ایسے مریض درخت کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور زمین پر صرف ایک ہاتھ یا دو ہاتھ چھوڑ دینا چاہیئے، اس سے زیادہ چھوڑنے کی ضرورت نہین ہے، اس کے بعد انگور کے موافق کھاد مٹی مین ملا کر جڑ بہ ون مین ڈالین اور بہت آہستہ سے دبائین، اس کے بعد اس کو پانی سے سیراب کر کے اسی حالت پر چھوڑ دین، انشاء اللہ کچھ دن کے بعد اس مین نبات نکلین گے، جب اس مین شاخین پھوٹین تو کمزور کو چونٹ دین اور صرف قوی اور مضبوط حصہ کو باقی رکھین، اس کا بہترین علاج یہی ہے، اس کے علاوہ جو طریقۂ علاج ہین ان سے مرض مین تخفیف تو ہو جاتی ہے لیکن ہمیشہ کے لیے دفع نہین ہوتا

قوثامی کا تجربہ ہے کہ اس قسم کے مریض انگور کی جڑ مین اور شاخون پر انسان کا پیشاب ڈالنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے، اور اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے، اور وہ مرض جس کو لوگ عارض کہتے ہین اسکی دو قسمین ہین ایک عارض کہلاتا ہے جو کبیر ہوتا ہے اور ایک مرض کہلاتا ہے جو صغیر ہوتا ہے، عارض کبیر کی علامت یہ ہے کہ پھل بلا کسی سبب کے خشک ہونے لگین، یعنی جب انگور کا دانہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے کچھ بڑا ہو تو اسی وقت سے خشکی آنے لگے، اور آہستہ آہستہ بالکل خشک ہو جائین،

صغریت کا قول ہے کہ جب انگور کو یہ مرض لاحق ہو تو انگور کی راکھ کو سرکہ مین ڈالکر

اسکی خمیر تیار کرین، اور اس کو خوشے کی ڈنڈیون کے نیچے جہان سے خشکی کی ابتدا ہوئی ہو لیپ کردین، مین نے اس کا خود تجربہ کیا ہے، اس سے یبوست اور خشکی دفع ہو جاتی ہے اس کا کامل علاج یہ ہے کہ انگور کی لکڑی اور اس کے پتے اور عصفر (کسم) کے درخت کو جلا کر راکھ بنالین اور ان دونون راکھون مین تیز سرکہ جسمین روغنِ زیتون ملا ہوا ہو ڈالین، اور پھر سب کو مخلوط کر کے انگور کے تنہ اور اسکی موٹی شاخون پر لگادین، اس کا قوام گاڑھا نہ ہو، بلکہ شوربہ کے جیسا ہو، اور پتلی شاخون پر اس مین سے تھوڑا لیکر چھڑک دین، انشاء اللہ یہ مرض دفع ہو جائے گا،

ماسی اور سوسادنے کہا ہے کہ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ درخت کی جڑ مین اور اس کے تنہ پر اونٹ اور آدمی کا پیشاب ڈالین، ہر روز تین مرتبہ سات دن تک ڈالتے رہین، پیشاب کئی دن کا رکھا ہوا ہونا چاہیئے، اگر ایسا نہ ہو تو اس مین رائی پیسکر ملا دین اور تین دن تک دھوپ مین رکھین،

انوخا کا قول ہے کہ مغزِ اخروٹ کو کوٹ کر اس مین روغنِ زیتون کا تلچھٹ ہم وزن ملائین جب دونون خوب مخلوط ہو جائین تو نہایت عمدہ سرکہ انگوری ڈالین، اور یہان تک ملائین کہ اس کا قوام پانی کے مثل ہو جائے اور اس کو انگور اور اسکی شاخون پر بیس دن تک متواتر چھڑکین، انشاء اللہ اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا، اور پھل زیادہ ہون گے اور پھلون مین شیرہ بھی بڑھ جائے گا، اور اگر تم چاہو تو انگور کی جڑ کو کھود کر اس مین دردی زیتون اور شراب ملا کر ڈالدو، دردی، شراب سے مقدار مین زیادہ ہونی چاہیئے، پھر اس کے ایک گھڑی کے بعد پانی سے بھی درخت کو سیراب کر دو، یہ جڑون اور رگون مین پیوست ہو جائے گا، اور اندر داخل ہو جانے سے یہ خشکی اور یبوست جاتی رہے گی قوتِ نامی

کہتے ہین کہ یہ تمام مذکورہ علاج کے طریقے سب ٹھیک ہین، مین نے ان سب کا تجربہ کیا ہے اور صحیح پایا ہے،

اور مرض صغیر جو مذکورۂ بالا مرض کی دوسری قسم ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب انگور کی کوئی شاخ چھانٹی یا تراشی جائے تو اس مین سے بکثرت رطوبت جاری ہو، جو اس سے قبل اس مین رکی ہوئی تھی، یہ رطوبت اگر اس مین باقی رہے تو اس سے نقصان پہنچے گا، اور اگر خارج کردیجائے تو درخت کمزور ہوجائے گا، اسلیے اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ اس فضلہ کے نکالنے کا کوئی سہل طریقہ اختیار کیا جائے، تاکہ وہ رطوبت نکل جائے، اولاً تنے کے اس مقام کو خوب باندھ دین، جہان پر شاخون کی جڑ یا آنکھ وغیرہ نہ ہو، اور پھر دو آنکھون کے درمیان خواہ تنے پر یا موٹی شاخون پر ٹانکیان لگائین، یہ ٹانکیان متعدد جگہون پر لگائین تاکہ یہ رطوبت بالکل خارج ہوجائے، لیکن یہ عمل کسی لوہے کے اوزار سے نہ کرین اور نہ کسی شاخ کو نوچین، اس طریقہ پر تو یہ رطوبت بہ جائیگی اور اس سے درخت کو کوئی نقصان نہین پہنچیگا، لیکن شاخ نوچنے سے درخت مین ضعف آجائے گا، ان ایام مین جنمین رطوبت خارج ہورہی ہے، درخت مین ہلکی اور معتدل کھاد ڈالنی چاہیئے، یعنی وہ کھاد جسمین انسان کا غلیظ یا کبوتر کی بیٹ یا دوسری کوئی گرم چیز نہ ہو، بلکہ اس مین گائے کا گوبر اور باریک پسی ہوئی مٹی اور دوسرے قسم کی راکھ وغیرہ ہو، جڑ کھود کر یہ کھاد ڈالدین اور اس کو پھر چھپا دین، کھاد یا دوسری چیز کا غبار درختون پر کسی طرح نہ پڑنے پائے، اسکی کامل نگرانی کرنی چاہیئے، اس عمل کے اٹھائیس دن کے بعد روغنِ زیتون کی تلچھٹ مین مغزِ اخروٹ اور باریک پسا ہوا پستہ اور تھوڑا سا جو کا آٹا ملا کر معجون تیار کرو اور اگر کچھ نہ ملے تو صرف دردی زیتون کو خوب جوش دیدو، جب کچھ حصہ خشک ہوجائے تو اس کو آگ پر سے

اتار لو، پھر اس کو یا مذکورۂ بالا ضماد کو ٹانکی کے مقامات پر لگا دو، اگر اتنے دن گذرنے کے بعد بھی رطوبت زیادہ مقدار مین جاری رہے تو موضعِ سیلان سے اوپر اور نیچے اور ارد گرد اس ضماد کو لگا دین اور اگر رطوبت بہت کم مقدار مین آنسو کی طرح ٹپکتی ہو تو صرف ٹانکی اور چھیلے ہوئے مقامات پر اس کو لگا دین،

انوخا، طامتری، سوسا وغیرہ کا قول ہے کہ یہ ٹانکیان انگور کی ان آنکھون کے متصل لگائین جو ابھی حال مین نمودار ہوئی ہون، خواہ یہ موٹی شاخون پر ہون یا متوسط یا پتلی پر ہون، ٹانکی لگانے کے لیے لوہے کا استعمال نہ کرین بلکہ بطم (حبة الخضراء) کی لکڑی کا ایک تیز چاقو بنالین، ٹانکی ایسی ہو جو پوست سے گذر کر اصل جسم پر بھی کچھ اثر کرے، اور یہ ٹانکی دو آنکھون کے درمیان دائین جانب ہو، اس کے بعد انگور کی راکھ، سریس اور کاندر ہم وزن لین، اور سریس کو خوب کوٹ ڈالین اور اس پر سرکہ چھڑک کر دونون کو مخلوط کر دین اور پھر اوپر سے راکھ اور کاندر تھوڑا تھوڑا ڈالین یہانتک کہ سب اکٹھا ہو جائین اور ایک دوسرے سے متمائز نہ ہو سکین اور انکی شکل ایک جوارش کے مانند ہو جائے بلکہ اس وقت تک خوب کوٹین جب تک کہ یہ سکنجبین کے مانند نہ ہو جائے اس کے بعد جب یہ تیار ہو جائے تو ان ٹانکیون پر لگا دین، اور اس مین تھوڑا پانی ملا کر جڑون مین بھی ڈالین، انشاء اللہ بے حد نفع پہنچیگا، یہ عمل نصف چیت سے نصف بیساکھ تک کرین،

طامتری کا قول ہے کہ اس دوا مین اگر روغنِ زیتون اور پانی ملا کر ڈال دیا جائے تو اس سے خشک اور قریب المرگ انگور جی اٹھین گے اور تر و تازہ ہو جائینگے اور دوبارہ پھل لائین گے،

اور وہ سرد ہوا جو انگور کے درخت کو ہلاک کر دیتی ہے اس کے دفع کرنے کا طریقہ اور جڑون سے برووت کے زائل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ جڑ مین انسان کا غلیظ اور اسی کے ہم وزن کبوتر کی بیٹ، اور اسی قدر بکری اور چمگادڑ کی مینگنی اور اتنے ہی روغن زیتون کا تلچھٹ لین، پھر ان سب کو ملا کر ایک مدت تک چھوڑ دین، یہانتک کہ اس مین عفونت اور کیڑے پیدا ہو جائین، جب یہ کھاد خشک ہو جائے تو اسی کو جڑون مین گڈھا کھود کر ڈالدین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس کے بعد میٹھے پانی مین روغن زیتون کو اچھی طرح ملا دین اور متعدد آدمی اس کو اپنے منھ مین لیکر درخت پر چھڑکین جنکی عمرین ساٹھ ساٹھ سال کی ہون، اور اگر منھ سے نہ پھونکین گے تو زیادہ فائدہ نہ پہنچیگا، اور اگر انگور کی لکڑیان کاٹ کر جلائی جائین اور اسکی راکھ جڑ مین ڈال دین، پھر پانی سے زمین کو سیراب کرین، جب زمین خوب سیراب ہو جائے تو جڑون کے درمیان چھڑکین اس سے خاص فائدہ ہوگا،

نفخ اور ورم کا بار بار آنا بھی انگور کے لیے مضر ہے، یہ خراب رطوبتون کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اسکا علاج یہ ہے، چند آدمی جلتی ہوئی لکڑی کو رات کے وقت درخت کے ارد گرد گھومائین، رات مین کئی مرتبہ یہ عمل کرین، اس سے نفخ کا مرض زائل ہو جائے گا، انگور کی بیل کو کسی درخت یا منڈوے پر چڑھا دینے سے بھی یہ مرض لاحق نہین ہوتا، کیونکہ یہ زمین کے بخارات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اور درخت پر چڑھانے سے ان آفات سے نجات ملجائیگی اور کیڑے بھی نہ لگین گے،

یرقان کا مرض اکثر درختون کو لاحق ہوتا ہے، قوثامی نے کہا ہے کہ انگور مین اسکی علامت یہ ہے کہ درخت مین خشکی، استرخا، اور کمزوری پیدا ہو جائے، پھل اور

پتیان جھڑنے لگین، پانی جڑمین جذب نہ ہو بلکہ اُپر ہی رُک جائے، رات کے وقت
ایک ایسی رطوبت ظاہر ہو جس سے تمام پتے تر نظر آئین اور یہ رطوبت شبنم کی نہ ہو بلکہ
درخت کی اندرونی رطوبت ہو، جب یہ تمام علامتین یکجا ہو جائین یا ان مین سے
بعض پائی جائین تو یقین کرلو کہ یرقان ہو گیا، اور یرقان کا مرض کھجور مین بکثرت کھا دنے
کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اکثر لوگ انسان کا غلیظ اور کبوتر کی بیٹ کا استعمال کر
ہین، اور یہ دونون جسقدر حار ہین معلوم ہے، اور کھجور مین یرقان کی علامت یہ ہے
کہ درخت کی جڑ مین زردی نمایان ہو اور شاخون مین سبزی کم نظر آئے، اس مرض کا
علاج یہ ہے کہ کدو اور گھگر بیل کے پتون کو خوب کوٹ لیا جائے اور پھر اس مین
پانی ملا دیا جائے تا کہ اس کا جوہر نکل سکے، طلوعِ آفتاب سے قبل اس کو درخت پر چھڑکنا
شروع کرین، جب آفتاب نکل آئے تو یہ عمل موقوف کر دین، انشاء اللہ یہ عمل بیحد
مفید ہو گا،

صغریت کا قول ہے کہ انجیر اور بلوط کی لکڑی جلا کر اسکی راکھ بنا لین اور راکھ کو
ایک گھنٹہ پانی مین خوب جوش دیدین، جب اچھی طرح جوش کھا جائے تو پھر اس کو
انگور، کھجور یا کسی اور درخت پر جس پر یہ آفت آئی ہو چھڑک دین، اس سے یہ مرض زائل
ہو جائے گا، اور انگور کی جڑ مین گائے کا گوبر اور باریک مٹی ملا کر تین دن تک ڈالنا
بھی مفید ہو گا، چوتھے دن سے چھوڑ دین،

سوساو کا قول ہے کہ جنگلی اور خانگی چوہے اور انجیر اور انگور کی لکڑیان جلائی جائین
اور ان سب کی راکھ کا غبار ان درختون پر ڈالین جنکو یہ مرض لاحق ہو گیا ہے انشاء اللہ
فائدہ ہو گا، اور اگر تم چاہو تو اسی راکھ کو پانی مین اچھی طرح پکا ڈالو، جب پانی ٹھنڈا ہو جائے

تو درخت پر ڈالدو، یرقان کا مرض اس سے بھی دفع ہو جائے گا،

صغریت کا قول ہے کہ اس مرض مین انگور مین گائے کے گوبر اور اترج کی خشک لکڑی، پتی اور پھل کو جلا کر اس کی دھونی دیجائے، اور خوب دھوان پھیلایاجائے، سوسادنے بھی اس علاج کو یرقان کے مریضون کے لیے پسند کیا ہے، اسی طرح کھجور، اترج اور گیہون کا بھی علاج ہو سکتا ہے،

طامین ہے کہ یرقان ہونے سے پیشتر چند علامتین ظاہر ہوتی ہین جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یرقان ہونے والا ہے، اولاً یہ علامت ہوا مین ظاہر ہوتی ہے، یہ ایک قسم کی سرخی ہوتی ہے جسکو تم بعض وقت افق کے کنارون پر دیکھو گے اور بعض وقت نہ دیکھ سکو گے، رات کے وقت یہ سرخی اس بجلی یا شعاع کی طرح نظر آتی ہے جو ہوا مین منتشر اور پراگندہ ہو، یہ دن کو تو نہین دکھلائی دیتی، البتہ رات کی تاریکی مین نظر آتی ہے، بعض وقت ہوا مین پانی کے سرخ قطرات دکھلائی دیتے ہین، انکا دکھلائی دینا ایک خیال اور تصور سا معلوم ہوتا ہے، جب غور کرو گے تو نظر آئین گے اور پھر نظرون سے غائب ہو جائین گے، یہ علامتین چاند کے مہینہ سے نوین تاریخ سے انیس تاریخ تک ظاہر ہوتی ہین، اور اگر یہ حالتین ان ایام کے علاوہ دوسرے دنون مین ہون تو پھر یرقان نہ ہوگا، اور اگر یہ تمام علامتین ایک عرصہ تک باقی رہین تو اس سے یہ قیاس کر لینا چاہیے کہ کوئی ایسی وبا پیدا ہوگی جس سے انسان ہلاک ہون گے، جب ان علامتون کا ظہور ہو تو یرقان سے درخت کو محفوظ رکھنے کی تمام تدابیر کرنی چاہیئے،

استرخا بھی ایک مرض ہے جو انگور مین پیدا ہوتا ہے، صغریت کہتا ہے کہ اسکی

علامت یہ ہے کہ انگور کی پتیون مین سفیدی آجائے اور ان کی سبزی زائل ہونے لگے، سفیدی کی ابتدا ر پتون کی پشت پر سے ہو اور پھر تمام جگہ سفیدی پھیل جائے اور انگور کی شاخین بہت نرم اور ڈھیلی ہو جائین، اور کثرتِ استرخا سے وہ سیاہ نظر آئین، اس کا علاج یہ ہے کہ انگور کی جلی ہوئی لکڑیون کی راکھ کو ترش اور تیز سرکہ مین ڈالدین اور خوب ملادین جب اس کا قوام شربت بنفشہ کی طرح ہو جائے تو انگور کو تنے اور اسکی موٹی شاخون پر لیپ کی طرح لگادین پھر اس مین سے تھوڑا علیحدہ لیکر اتنا پانی ملائین کہ وہ بالکل پتلا ہو جائے اور اس کو درخت کی جڑ مین ڈال کر پانی سے سیراب کرین اور شاخون پر بھی اس سے ہلکا چھینٹا ڈال دین، انشاء اللہ اس سے بہت فائدہ پہنچے گا،

صغریت کا قول ہے کہ سمندر کا پانی اگر جڑون مین ڈالین اور درخت پر چھڑکین تو اس سے بھی اس مرض مین افاقہ ہوگا، فلاح کو چاہیئے کہ ایسے مرض کی ابتدا، کے وقت انگور کے خوشون کو نوچ ڈالے اور خوشون کے قریب کی باریک اور پتلی شاخون کو بھی چونٹ ڈالے لیکن یہ عمل بہت آہستہ اور نرمی سے کرنا چاہیئے، خوشون کو الگ کرنے کے بعد مقطوعہ جگہ پر تھوک دینا چاہیئے، بہترین علاج اس کا یہی ہے کہ راکھ اور سرکہ ملاکر جس کا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے ڈالین، اس کا استعمال برابر کرین، اس سے استرخا اور سیلان دونون دفع ہو جائین گے،

صغریت کہتا ہے کہ انگور کے امراض مین سے ایک یہ بھی ہے کہ پھل سڑ جاتے مین[لہ] اور پکنے سے قبل ہی خراب ہو جاتے ہین، اور اس کا رنگ سیاہی یا کوئی دوسرے رنگ

لہ اس کو مرض ساعی بھی کہتے ہین ۱۲ مترجم

سے بدل جاتا ہے، اس مرض کے پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ کسان کو انگور کی پتیون
اور شاخون پر پسینہ کی طرح کوئی چیز نظر آئے، اور یہ دن کے آخری حصہ مین نو گھنٹہ گذر
جانے کے بعد دکھلائی دیتا ہے، کیونکہ جوٹی یا تری ابتدار دن مین ہوتی ہے، وہ رات
کے شبنم کی ہوتی ہے، جب یہ علامتین ظاہر ہونے لگین، اور خوشے خراب ہونے لگین
تو باقلہ بارده کی بڑی مقدار جمع کرلی جائے اور اس کا عرق نچوڑ لینا چاہیئے اور اس
عرق مین جو کا ستو ملا دیا جائے اور اس کو تنہ، اور موٹی شاخون پر لگا دیا جائے، اور جن
خوشون مین فساد کی ابتدا، ہو، ان مین صرف باقلہ بارده کا عرق ڈال دیا جائے، یہ
عمل بار بار کیا جائے تاکہ یہ مرض زائل ہو جائے،

اور اگر انگور کی راکھ پانی مین ملا کر جڑون مین ڈالی جائے اور درخت پر چھڑک دیا جائے
تو بیحد مفید ہوگا، یا انگور کی جڑ مین صرف مٹی بھر دین یا مٹی مین ریت ملا کر جڑون مین بھر دین
خواہ دونون کو علحدہ علحدہ ڈالین یا ملا کر ڈالین اور اگر انگور کی راکھ کی بجائے کدو کی شاخون
کی راکھ اور آس کی لکڑیون کی راکھ شیرین پانی مین ملا کر درخت پر چھڑکی جائے اور جڑون
مین ڈالیجائے تو بھی مفید ہے، اس راکھ کو اگر پانی مین ملا کر درخت پر چھڑکا جائے اور جڑون
مین ڈالا جائے اور خشک راکھ کو جڑ کے گڈھون مین بھر دیا جائے تو یہ از حد نفع بخش ہوگی،

توثامی کا قول ہے کہ وہ انگور جو ایسی شور زمین مین ہو جو کھجور کی زراعت کے مناسب ہے
اس کو ایک مرض یہ لاحق ہو جاتا ہے کہ نصف خوشے سرے کی جانب سے خراب ہو جاتے
ہین، اور اسکی وہ ڈنڈی جو خوشے کے قریب ہوتی ہے کمزور ہو جاتی ہے، ایسا زمین کی
رطوبت اور شوریت کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ خوشے کے ارد گرد کی تمام
پتیان اور ان زائد چیزون کو جو شاخون کے عیون کے قریب نمودار ہوتی ہین سب کو

توڑ لیا جائے اور بالکل صاف کر دیا جائے تاکہ ہوا کے پہنچنے مین کوئی شے حائل نہ ہو، صاف ہوا اس مرض کو تھوڑی مدت مین دفع کر دے گی، صغریت کا قول ہے کہ خوشے کے سرے پر کچھ پتیان چھوڑ دینی چاہیئے تاکہ خوشے آفتاب کی تیز گرمی سے محفوظ رہین،

قسطامی کہتے ہین کہ مذکورۂ بالا عمل سے اگر یہ مرض نہ جائے تو چند آدمی جلتی ہوئی بانس کی لکڑیان اپنے ہاتھ مین لین اور ان کو انگور کے خراب شدہ خوشون کے قریب لے جائین، ہفتہ مین کئی بار ایسا عمل کرین، انشاءاللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اگر بانس کے عوض کسی اور چیز کی لکڑی جلائین تو بھی کوئی ہرج نہین ہے، کبھی موسم خریف کی بکثرت اور متواتر بارش سے انگور کے دانون مین خرابی پیدا ہو جاتی ہے، اس کے لئے بھی یہی علاج ہے کہ خوشون کے قریب کی پتیان توڑ لیجائین تاکہ ہوا اچھی طرح پہنچ سکے، اگر اس عمل سے پوری اصلاح نہ ہو تو آگ چارون طرف روشن کرین، لیکن اتنی تیز آگ نہ ہو جو انگور مین حدت پیدا کر دے، بلکہ ہلکی اور کم لو والی آگ ہو، جلی ہوئی لکڑیون کو اسی مقام پر چھوڑ دین، اس کے بعد انگور کو پانی سے سیراب کرین،

صغریت کا قول ہے کہ انگور کے امراض لاحقہ مین ایک رطوبت کی زیادتی بھی ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ نئی شاخین جلد جلد بڑھنے لگین، اور لانبی ہونے لگین، یہ بیماری اسی طرح پیدا ہوتی ہے جس طرح پھل کے سڑنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے، یعنی خارجی رطوبت کے ساتھ ساتھ حرارت زیادہ ہو جائے، اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کو اچھی طرح چھانٹا جائے، بڑی اور موٹی شاخون کو درانتی سے چھانٹنا چاہیئے اور چھوٹی کو ہاتھ سے نوچ دینا چاہیئے، ضروری اور کارآمد شاخون کے علاوہ بقیہ کو صاف کر دینا چاہیئے، انشاءاللہ یہ عمل اس مرض کے ازالہ کے لیے کافی ہوگا، اور اگر اس سے بھی فائدہ نہ پہنچے تو نہرون

کی ریت اور راکھ جڑون پر چھڑکی جائے اور زمین کے اندر بھی ڈالی جائے، اس سے
بہتر تدبیر یہ ہے کہ سفید پتھر یا وہ سفید کنکریان جو پانی کے نیچے ہوتی ہین جڑون کے
اندر رکھی جائین، اس کے بعد درخت کو پانی سے سیراب کرین، جب پانی پتھر پر گرے گا تو یہ درخت
کو ٹھنڈا کر دے گا، اور اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا،

سیلاب کا ایک مدت تک ٹھہرا رہنا درختون اور دیگر نباتات کے لیے مضر ہے،
بعض وقت اس سے درخت ہلاک بھی ہو جاتے ہین، سیلاب کا پانی اگر دیر تک قائم
رہا تو اس سے درخت مین عفونت پیدا ہو جاتی ہے، رنگ بدل جاتا ہے اور ذائقہ خراب
ہو جاتا ہے، لیکن اگر یہ فوراً ہٹ گیا تو اس سے نقصان نہین پہنچتا، بلکہ فائدہ پہنچتا ہے،
اس خرابی کی جو درخت مین سیلاب کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے علامت یہ ہے،
کہ درخت کا اصلی رنگ بدلجائے اور اسکی خوشبو اور اس کا ذائقہ بھی متغیر ہو جائے، اس کے
دریافت کے لیے آفت رسیدہ درخت کے پتے اور شاخین سونگھی جائین اور اسی طرح
دوسرے صحیح و سالم درخت کی پتیان بھی سونگھی جائین اور دونون کا اندازہ کیا جائے اگر
دونون کی خوشبو یکسان ہو تب تو یہ سمجھنا چاہیئے، کہ کوئی خرابی پیدا نہین ہوئی اور اسی طرح
تندرست اور بیمار درختون کا ذائقہ بھی چکھ کر اندازہ کر لیا جائے، اگر دونون کے ذائقہ اور خوشبو
مین فرق محسوس ہو تو معلوم ہوا کہ اس مین بیماری آگئی ہے، اس مرض کی اور بھی نشانیان
ہین، اگر سیلاب کے پانی سے نقصان کم پہنچا ہے، تب تو علاج ممکن ہے اور اگر زیادہ
پہنچا ہے تو اس کے لیے درخت کے اکھاڑنے کے سوا کوئی دوسرا علاج نہین ہے، البتہ
معمولی خرابی پیدا ہونے کی شکل مین یہ علاج ہو سکتا ہے کہ جب سیلاب کا پانی دفع
ہو جائے تو انگور یا دوسرے درختون مین تھوڑا میٹھا پانی ڈالین، یہ پانی نصف گھنٹہ سے

زاید جڑوں میں نہ ٹھہرے، بلکہ اس سے بھی کم ہی وقت میں جذب ہو جانا چاہیئے، مقصود یہ ہے کہ پہلے دن جب سیلاب کا پانی ہٹ جائے تو یہ میٹھا پانی بہت تھوڑی مقدار میں ڈالا جائے، اور اس کے دو دن کے بعد پھر زیادہ مقدار میں ڈال سکتے ہیں، درختوں پر اس میٹھے پانی کو چھڑک دینا چاہیئے، کھجور کے درختوں میں بھی یہی عمل کیا جائے لیکن پانی اس میں تھوڑی مقدار میں ڈالا جائے، اور پھر زمین کو الٹ پلٹ کر درست کر دیا جائے، انشاء اللہ پہلی حالت لوٹ آئے گی،

قوتامی کہتے ہیں کہ کدال اور پھاوڑے اور دوسرے آہنی آلات سے بعض وقت انگور کے درخت میں زخم لگ جاتے ہیں اور بعض وقت ٹانکیاں لگانے میں نقصان پہنچ جاتا ہے، اگر یہ زخم درخت میں سطح زمین میں سے اوپر ہے تو باریک مٹی کا غبار درخت پر چھڑک دیں، اس باریک مٹی میں بھیڑ، بکری، کی مینگنیوں کا سفوف ملا دیا جائے جس کو روغنِ زیتون کے تلچھٹ اور میٹھے پانی میں گوندھ لیا جائے اور اس کو زخموں پر لیپ کی طرح رکھ دیا جائے، مجروح انگور کے درختوں کے ارد گرد چھوٹا سا گڈھا کھودنا چاہیئے، اس میں بھی مٹی اور بھیڑ اور بکری کی مینگنیاں ڈال دینی چاہیئے اور اگر یہ زخم زمین کے اندر جڑ میں ہو تو جڑ میں کھاد اور مٹی ڈالنی چاہیئے، پہلے جڑ میں ایک چھوٹا سا گڈھا آہستہ سے کھودا جائے، کیونکہ مجروح درخت کمزور ہو جاتا ہے، اسلیئے خفیف سی حرکت بھی اسکے لیے نقصان دِہ ہوگی، اور پھر اس میں مٹی اور کھاد ڈالی جائے،

قوتامی کا قول ہے کہ میں نے ان زخموں کا علاج، پانی، سرکہ اور روغنِ زیتون سے کیا ہے، ان تینوں کو یا تو پکا کر ملا لیا جائے یا شیشے کے ظرف میں خوب ڈال کر ملا دیا جائے، لیکن پکا کر ڈالنا زیادہ اچھا ہے،

برف اور اولہ بھی انگور اور دوسرے درختون کو نقصان پہنچاتا ہے، خصوصًا انگور کے ان درختون کے لیے بہت زیادہ مضر ہے، جو ابھی نئے ہین اور جنکی عمر چھ سال سے بھی کم ہے، یہ ان درختون کے لیے جو بذریعہ شاخ لگائے گئے ہین، ان درختون سے زیادہ نقصان دہ ہے، جو جڑ سمیت لگائے گئے ہون، مؤخر الذکر تو برف یا اولہ گرنے کے باوجود پھل لے آتا ہے، قوثامی کا قول ہے کہ انگور کو اولون کے ضرر سے بچانے کی جو تدبیر میرے تجربہ مین آئی ہے، وہ بہت اچھی ہے، وہ یہ ہے کہ انگور کی کاٹ چھانٹ کو اس وقت تک کے لیے متاخر کرو جبتک کہ شاخون مین نئی پتیان اور نئے فروع نہ نکل آئین،

سوساو کا قول ہے کہ جب تم کو یقین ہو کہ برف یا اولے پڑین گے تو تم جھاؤ اور آس کی لکڑیان جلاکر راکھ تیار کرو، یہ راکھ سفید ہو گی، پھر اس راکھ کو دن مین کسی وقت بھی انگور پر چھڑک دو، جب یہ راکھ عیون اور شاخون پر پڑے گی تو ان کو برف کے نقصانات سے بچالے گی، اور اگر جڑ مین بھی ڈالی جائے تو اس کا بھی ضرر جاتا رہے گا،

قوثامی کہتے ہین کہ ایک علاج اور بھی مجرب ہے، گو پہلا اس سے کم مجرب نہین ہے، وہ یہ کہ انگور کی ڈنڈیان جنمین پتیان نہ ہون جلائی جائین اور ان مین باریک مٹی ملائی جائے جو ایک مدت تک دھوپ مین رہی ہو، یہ مٹی خواہ خشکی سے یا چٹیل میدان سے لائی جائے، ان دونون کو ملاکر انگور پر چھڑک دین اور ہر انگور کی جڑ مین ایک چھوٹا سا گڈھا کھود دین جس مین اس مجموعہ کا نصف رطل ڈال دین اور پھر گڈھے کو بھر دین، انشاء اللہ اس عمل سے برف کے نقصانات دفع ہو جائین گے،

طامتری کا قول ہے کہ اگر برف انگور پر گر جائے جس سے درخت ہلاک ہو جائے اور پھل خراب ہو جائین تو سب سے پہلے ان پھلون کو الگ کر لینا چاہیئے، جو اس وقت

درخت مین ہین، اس کے بعد درخت کی شاخون کو چھانٹ دینا چاہیئے، اور ان کو بالکل چھوٹی کر دینا چاہیئے، تاکہ جلد قوت حاصل کرین،

سال آئندہ اسی درخت سے پھل اچھے اور کثیر مقدار مین آئین گے، بعض نے اولہ نہ گرنے کی یہ تدبیر بتائی ہے کہ قمری مہینہ کی چوتھی شب کو جانورون کے غلیظ کی دھونی دیجائے، چوتھی تاریخ اس وجہ سے مقرر کی کہ اس رات کو سردی کی شدت ہوتی ہے اور انگور پر نقصان کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور کے درختون کے درمیان اگر باقلا بو دیجائے تو پھر اولے نہ گرین گے،

آکلہ کا مرض بھی بعض پودون مین پیدا ہو جاتا ہے، طامین ہے کہ بعض پودون کی وہ شاخین جو زمین کے متصل رہتی ہین گھل جاتی ہین، یہ مرض زمین کی شوریت اور بکثرت کھاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ پودون کے درمیان، کدو، کھیرا اور ککڑی کی کاشت کیجائے یا کسی اور ٹھنڈی ترکاری کو بو دیا جائے جو اس مرض کو دفع کر دے، انگور کے لیے بہترین علاج یہ ہے کہ جڑ مین نرم اور تر کھاد ڈالی جائے یعنی جسمین حدت نہ ہو جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین،

طامین کیڑے، چیونٹیان اور گوبریلے وغیرہ کے علاج کے طریقے لکھے ہین قوثامی کہتا ہے کہ انگور مین تین قسم کے کیڑے پیدا ہوتے ہین، ایک کیڑا تو ترکاری کے کیڑون کے مشابہ ہوتا ہے لیکن اس سے ذرا قد مین بڑا اور اس کا منھ چوڑا ہوتا ہے، یہ قبیح المنظر بھی ہوتا ہے، اس کے رنگ مین سبزی اور زردی ملی ہوئی ہوتی ہے، یہ انگور اور اسکی تازہ شاخون کو کھا جاتا ہے، اسکی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جو انگور کے دانون کو نہین کھاتی بلکہ صرف خوشون کی ڈنڈیان اور

لکڑیان کھاتی ہے، جو کیڑے خوشون کی ڈنڈیان کھاتے ہین، وہ اوّل سے جسم
مین چھوٹے اور باریک ہوتے ہین، ان مین ایک دُم بھی ہوتی ہے جس مین سے
ہر وقت رطوبت ٹپکتی رہتی ہے، لیکن یہ مختلف رنگ کے ہوتے ہین، بعض بالکل
سفید ہوتے ہین اور بعض کچھ سیاہ ہوتے ہین اور بعض کی پیشانی پر سرخ چھوٹے
نقطے ہوتے ہین اور ان کا رنگ خاکی ہوتا ہے، ان کیڑون کی تیسری قسم وُہ
ہے جو انگور کی جڑون اور رگون کو اور بعض شاخون کو بھی کھا جاتے ہین، یہ قد
مین سب سے چھوٹے اور بدصورت ہوتے ہین، ان کا رنگ بھی خاکی ہوتا ہے،
لیکن تھوڑی سرخی ملی ہوئی رہتی ہے، ان تینون کیڑون کے ہلاک کرنے کی
بہتر تدبیر یہ ہے کہ حنظل، اسرار، اور کھکر بیل کے پھل لیے جائین اور ان سب کو
خشک کیا جائے، خشک کرنے کے بعد سب کو باریک پیس ڈالنا چاہیئے، اور
پانی، سرکہ اور نمک مین اس سفوف کو خوب پکانا چاہیئے، یہانتک کہ پانی خشک
ہو جائے، پھر دوبارہ پانی، سرکہ اور نمک ڈالین اور پکائین، اس کے بعد تیسری
مرتبہ بھی یہ تینون چیزین ڈال کر پکائین، چوتھی مرتبہ بھی یہی عمل کیا جائے، اسکے
بعد یہ دوا شہد کے مانند ہو جائے گی، اس کو انگور کی موٹی شاخ اور تنون پر لیپ
کی طرح لگا دین، اس کی بو اوپر تک اُڑے گی اور تینون قسم کے کیڑے بھاگ
جائین گے، اور اگر چوتھی مرتبہ اس دوا مین قطران یعنی چیڑ کا تیل چوتھائی حصہ
ملا دین اور پھر اس کو درخت پر لگائین تو اس سے تمام قسم کے کیڑے بھاگ
جائین گے، اور اگر درخت انگور کے کنارے تین یا چار جگہون پر سمرا[1] لگا دیا جائے

[1] کاشتِ انگور مین سمرا کے بجائے صفرا لکھا ہوا ہے، سمرا کا حل فرہنگ مین کر دیا گیا ہے اور صفرا ایک قسم کی گھانس ہے جو کانٹے دار ہوتی ہے، دیکھو محیط اعظم،

تو اس سے تمام قسم کے کیڑے اور حشرات الارض وغیرہ بھاگ جائین گے،

ط مین چیونٹیون کے بھگانے کا طریقہ اس طرح لکھا ہے کہ آدم کا قول ہے کہ صعتر جبلی (پودینہ کوہی) سداب بری اور گندھک ان سب کو ملا کر پیس لیا جائے اور پھر اس سفوف کو چیونٹیون کے سوراخ کے ارد گرد ڈالدین، اس سے تمام حشرات الارض بھاگ جائین گے، اور چیونٹیون کا تو نام ونشان بھی نہ رہے گا،

ط مین ہے کہ آخرِ ربیع اور ابتدای گرما مین سبز رنگ کے ذراریح[1] پیدا ہوتے ہین جو انگور کو چوس لیتے ہین اور یہ بہت خراب قسم کا کیڑا ہوتا ہے، چھوٹے اور بڑے تمام کیڑون کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کھکربیل اور حنظل نر کی جڑ اور گائے کا گوبر مساوی مقدار مین لیا جائے، اور سب کو پانی کے ساتھ پیس ڈالا جائے، یہان تک کہ سب پانی کی طرح ہوجائین، پھر یہ پانی انگور اور اسکی شاخون اور جڑون پر متواتر تین دن تک چھڑکا جائے، تین دن کے بعد یہ عمل موقوف کر دیا جائے، بس یہ ذراریح اور دوسرے کیڑے اس پانی سے ہلاک ہوجائین گے،

ط مین ذراریح کے بھگانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان مین سے بعض کو پکڑ کر جلا ڈالین، اور اسکی دھونی دیدین، بقیہ اس دھوان سے بھاگ جائین گے، گائے کے گوبر کو ملا کر اگر دھونی دیجائے تو اور اچھا ہے، اگر اس دھوان سے انگور کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو کھکربیل کی جڑ کی دھونی دیجائے، انشاء اللہ اس سے تمام پردار کیڑے حتی کہ زنبورین بھی فرار ہوجائین گی،

[1] سرخ رنگ کے زہردار خار رکھنے والے اور اڑنے والے کیڑے کو ذراریح کہتے ہین، ان کے تمام جسم پر سیاہ نقطے ہوتے ہین، ہندی مین تیلنی کہتے ہین،

سوساد کا قول ہے کہ تمام خوشبودار درختون کی دھونی دیجائے مثلاً گلاب
قسط، اشنہ (اس کو ہندی مین چھڑیلہ کہتے ہین) کی پتیان جلائی جائین تو اسکے
دھوان سے یہ کیڑے بھاگ جائین گے، خواہ یہ ترکاری مین ہون یا انگور کے درخت
مین، بکڑیون کے لیے بھی مذکورۂ بالا چیزون کی دھونی کافی ہوگی بلکہ اور دوسرے
مضر حیوانات کے لیے بھی مفید ہے،
کتاب ق، اور ک مین ہے کہ انگور اور دوسرے درختون مین گائے کا گوبر
اور زفت کی دھونی دین، اس سے تمام مکھیان بھاگ جائینگی،
فسافس[1] ایک قسم کے چھوٹے کیڑے ہوتے ہین جو انگور کے منڈوے پر پھیل
جاتے ہین اور آہستہ آہستہ انگور کی شاخون اور پھلون مین رینگنے لگتے ہین، اس سے
بڑا نقصان پہنچتا ہے، اس کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان مین سے بعض کو پکڑ کر
دردی زیتون مین ڈالدین اور پھر اسکی دھونی دین یا گائے کے گوبر مین روغن
زیتون ملاکر دھونی دین، اس سے تمام فسافس ہلاک ہوجائین گے، اسی طرح
کہکربیل کے پتے، اسکی شاخین اور جڑین کوٹی جائین اور ان کا پانی نکالا جائے اور
اس مین تھوڑا پانی ملاکر پکایا جائے، پھر اس کو درخت پر چھڑک دیا جائے تو اس سے
تمام فسافس مرکر گر پڑین گے، یا کنوین کے پانی مین ایک مٹھی نمک ڈال کر
اس کو خوب جوش دین، اور گرما گرم درخت پر چھڑک دین اس سے تمام فسافس
ہلاک ہوجائین گے۔ فسافس سنر اور جھاؤ کے درختون پر نہین رینگتے ہین،
انگور کے امراض مین ایک یہ بھی ہے کہ جو پودے بوقت غراست کسی

[1] فارسی مین سرخک، اور ہندی مین سرخ کٹھمل کہلاتا ہے، محیط،

مناسب اور عمیق گڈھے مین نہین لگائے گئے یا ارض رقیقہ (پتلی) مین لگائے گئے، تو ان کی جڑون مین یبوست اور خشکی بہت جلد پیدا ہونے لگتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ پیڑ کی مٹی ہٹا کر نئی مٹی اور کھاد کثیر مقدار مین ڈالی جائے تا کہ جڑین حرارت سے محفوظ رہین، اس کے بعد اگر ممکن ہو تو پانی سے سیراب بھی کر دین، وہ پودے جن کے گڈھے ابتدائی غراست مین عمیق نہین رکھے گئے ہین، چھٹے سال کی ابتدا مین ان کی جڑین اور عروق سطح زمین پر نکل آئین گے یا اس کے قریب ہو جائین گے، اس کا علاج یہ ہے کہ مٹی ہٹا کر ان عروق کو جو ظاہر ہو گئے ہین جڑ سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کے فاصلہ پر کاٹین، لیکن بالکل الگ نہ کرین، اس کے بعد دو ہاتھ کا ایک عمیق گڈھا جڑ کے متصل ہی کھودین اور ان جڑون کو تھوڑا لچ کر کے اس گڈھے مین اتار لین اور اوپر سے مٹی ڈال دین۔ یہ جڑین خود بخود زمین مین پھیلنی شروع ہونگی، اور اس طرح یہ مرض کم ہو جائیگا انگور کے قوی اور تندرست درخت مین بھی یہی عمل کرنا چاہیئے بشرطیکہ اسکی جڑین اسی طرح سطح زمین پر پھیلنے لگین، اس سے انگور کو تقویت پہنچیگی، جب انگور کے درخت جڑ پکڑ لین اور اسکی شاخین ادھر اودھر پھیلنے لگین تو جڑ سے مٹی ہٹا دین، اور جو سطح زمین سے قریب ہون ان کو تیز درانتی سے کاٹ ڈالین، اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ ساری قوت ان جڑون مین چلی جائے گی جو زمین کے اندر ہین اور اندر ہی نشو و نما زیادہ ہو گی، اصلی جڑ کو ان بیرونی جڑون کے کاٹنے سے بڑی تقویت پہنچیگی کیونکہ ایک جڑ سے ایک ہی شاخ کا اچھی طرح نشو و نما پانا زیادہ اچھا ہے، بہ نسبت اس کے کہ متعدد اصول و فروع پیدا ہون، اس سے قوت مین انتشار پیدا ہو جاتا ہے،

ط مین ہے کہ انگور کی آنکھون سے بعض وقت رطوبت بہنے لگتی ہے اور یہ رطوبت

متعفن ہوکر درخت پر پھیلتی ہے جس سے بیحد نقصان پہنچتا ہے، یہ بعض وقت شاخون
کے کاٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی خود بخود ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ دردی
زیتون کو پودینہ کے پتون کے ساتھ خوب پکالیا جائے، لیکن نمک کے قرب سے محفوظ
رکھا جائے اس کے بعد اس کو اس جگہ پر لیپ کی طرح لگا دین، جہان سے رطوبت
نکل رہی ہو،

...ا مین اس کا بھی ذکر ہے کہ جب انگور کسی خشک زمین مین لگایا جائے، جس مین
درخت کو غذا کم ملتی ہو تو اسکی اصلاح اس طرح کرنی چاہیئے کہ اس مین گائے کا گوبر اور
بھیڑ کی مینگنیان ڈالی جائین اور پھر اس کو پانی سے خوب سیراب کیا جائے، اس سے
انگور کے درخت کو تقویت پہنچیگی، بعض وقت انگور کی جڑون مین مٹی کی کمی وجہ سے درخت
کمزور ہو جاتا ہے، اور پھل دیر مین آتا ہے اور جو آتا ہے وہ کم مقدار مین آتا ہے، اور اس کا
ذائقہ بھی خراب ہوتا ہے، مٹی کی قلت خواہ پانی کی کثرت کی وجہ سے ہو یا کسی اور سبب سے،
اس کا علاج یہ ہے کہ جڑون مین دوسری جگہ سے مٹی لاکر ڈالی جائے اور بیرونی مٹی سے
جڑین چھپا دی جائین اور اگر اس مین تھوڑی کھاد بھی ملا دین تو اس سے اور زیادہ نفع
پہنچنے کی امید ہے،

درخت انگور کی خشکی، صلابت اور پیاس وغیرہ جس سے پھل کم آتے ہین، یا خراب
آتے ہین، ان کا علاج ایک یہ بھی ہے کہ زیتون کے پھل بڑے ہونے سے قبل توڑ لیے
جائین، یعنی جب وہ لوبیا کے برابر یا اس سے بھی چھوٹے سبز رنگ کے ہون توڑ لیے جائین،
اور ان کو پتھر کے ہاون دستہ مین کوٹ کر ایک صاف برتن مین رکھین اور اس
مین تھوڑا بارش کا پانی ڈال دین اور برتن کو ڈھک کر چودہ دن تک چھوڑ دین،

ان ایام کے گذر جانے کے بعد اس کو دوبارہ کوٹین، اور اس سے پانی کو نچوڑ کر ایک صاف برتن مین رکھین، غرضکہ اس کو بار بار کوٹین اور اس کا عرق نچوڑتے جائین، یہانتک کہ اس مین پانی کا کوئی جز باقی نہ رہے، اور اس عرق کو کسی بارد اور مرطوب مقام مین اٹھائیس دن تک رکھین، پھر اس کو استعمال کرین، یہ پانی درختون کے لیے خصوصیت کے ساتھ بے حد مفید ہے، اور انسان کے لیے بھی کارآمد ہے، کوئی شخص اگر دو درختون کو مرکب کرنا چاہتا ہے اور ترکیب کے لیے کسی درخت سے کسی شاخ کو کاٹے اور مقطوعہ مقام پر اگر یہ پانی لگادے اور پھر مرکب کرے تو یہ ترکیب بیحد عمدہ ہو گی،

اگر اس پانی سے بقدر پانچ درہم ترکاریون کو سیراب کرنے والے پانی مین ملا دیا جائے تو اس سے ترکاریان اچھی ہون گی، کھانے مین نرم ہون گی اور سریع الہضم ہونگی، دس جریب مین یہ پانچ درہم پانی ملایا جائے، اگر اس سے کم یا زیادہ پانی ہو تو اس مین اسی حساب سے یہ پانی کم اور زیادہ ملایا جائے، بعض بڑے درختون مین جب خشکی اور صلابت خواہ امتداد زمانہ کی وجہ سے یا کسی مرض کی وجہ سے پیدا ہو جائے، تو ایک رطل[1] خالص شیرین پانی مین زیتون کا یہ پانی پانچ درہم کے انداز سے ملا دین، اور اس کو درخت پر ہر تیسرے دن وافر مقدار مین چھڑکین، دس مرتبہ ایسا ہی عمل کرین، انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اسی طرح انگور یا کھجور کے درخت مین پھلون کی کمی یا سیرابی کی قلت ہو یا ان مین حرارت زیادہ ہو یا آفتاب نے ان کو جلا دیا ہو تو تیس سے پچاس رطل تک میٹھا خالص پانی لین، اور اس مین مذکورہ بالا پانی دو مثقال[2] کے برابر ملا دین، اور اس کو جڑ مین ڈالدین اور درخت پر بھی چھڑکدین

[1] ایک رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے، [2] ایک مثقال ۴ ½ ماشہ کے برابر ہوتی ہے،

اس سے احتراق کا مرض جاتا رہے گا، اور عرصہ تک اچھی حالت پر رہین گے اور پانی کی
قلت پھران کو نقصان نہ پہنچائے گی، اگر نقصان ہوا بھی تو بہ نسبت سابق کے کم ہوگا،
جب انگور کی ڈالیان ہری بھری نہ ہون اور ان کے خوشون کی ڈنڈیون مین سبزی
جاتی رہے تو ان کی جڑ مین کسی لوہے سے شق کرنا چاہیے اور اس شق مین ایک پتھر
رکھدینا چاہیے اور اوپر سے پرانا پیشاب ڈال دینا چاہیے، اور پرانی کھاد مین سطح زمین
کی مٹی ملا کر شاخون کے ارد گرد اور اس شق مین جس مین پتھر رکھا گیا ہے ڈالدینی چاہیے،
اور یہ عمل موسم خریف مین کرنا چاہیے، اور اگر انگور کی پتیان سرخ ہو جائین تو نمک ملے
ہوئے پانی سے سیراب کرین یا سمندر کے شور پانی سے آب پاشی کرین، بعض کی یہ
رائے ہے کہ جڑ مین سوراخ کر کے بلوط کی چھوٹی لکڑی ڈالدین اور اوپر سے مٹی ڈالکر
ڈھک دین،

ص مین ہے کہ جب انگور کی پتیان کسی آفت کی وجہ سے سرخ ہو جائین تو جڑ
مین ایک بڑا سوراخ کرین اور اس مین بلوط کی لکڑی داخل کر دین اور درخت مین کوئی
اور معمولی مرض پیدا ہو تو باقلا، مسور اور دوسرے اجناس کا بھوسہ ڈال دیا جائے تو اس سے
نفع پہنچے گا اور مرض مین کمی ہوگی،

ص مین یہ بھی لکھا ہے کہ انگور مین جب کبوتر کی بیٹ کی کھاد دیجائے گی تو اس سے
ثمر سبزی اور شادابی زیادہ ہوگی، انگور کے ضعیف درخت کا علاج یہ بھی ہے کہ اس مین
انگور یا بلوط کی جلی ہوئی لکڑیون کی راکھ سرکہ مین ملا کر ڈالی جائے، اور وہ درخت جسمین
شقوق پیدا ہو گئے ہون، اس کے لیے انسان کا پیشاب بے حد مفید ہے، اور اگر پتیان
گرمی کی وجہ سے جل جائین تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جنوری کے مہینہ مین جڑ مین ایک گڈھا

کھودین، اور بھردین، اس طریقہ پر ہر مہینہ مین عملِ کشف کرین یعنی گڈھا کھودین اور بھر
دین، اگراس سے اصلاح ہوجائے تو فبہا ورنہ پانی سے خوب سیراب کیا جائے، یہ تمام
آفتین جنکا ذکر اوپر کیا گیا ان انگور کے درختون پر زیادہ آتی ہین جو کھلی اور متخلخل
زمین مین نشو ونما پائین، مثلاً ریتیلی زمین ہو، یا نہر کے کنارے کی زمین ہو، یا کنکر والی زمین
ہو، یا پست زمین ہو، کیونکہ یہ امراض مرتفع اور عمدہ زمینون مین نہین پیدا ہوتے ہین؛
جب کبھی انگور کی جڑ مین چھوٹے کیڑون کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اسمین
گڈھا کھودین، اگر کوئی چیز نظر آئے تو اس کو ہاتھ سے نکالکر پھینکدین یا کسی لکڑی سے
نکال دین، لکڑی یا ہاتھ کو روغنِ زیتون سے تر کر کے رکھین، اس طرح پر کہ ایک
کشادہ ظرف مین دردی زیتون کے سامنے رکھین تاکہ جب ضرورت ہو، اس سے
تر کر لیا جائے، اس سے غفلت نہ برتنی چاہیئے ورنہ ان انڈون سے جو جڑون مین نظر
آئے بچے نکل آئین گے۔ اگر بچے بھی نکل آئے ہون تو بھی ان پتون اور شاخون کو کاٹ
کر دور پھینکدینا چاہیئے جن مین یہ نمودار ہون، اس سے بھی اگر غفلت برتی گئی تو یہ کیڑے
بڑھکر تمام درخت کو خراب کر دین گے،

انگور کی وہ شاخین جن سے پانی جاری رہتا ہے یہ اس انسان کے مانند ہین جسکا
معدہ غذا کو ہضم نہین کرتا، اس کا آسان علاج یہ ہے کہ جڑ سے یہ شاخ کاٹ کر پھینکدیجائے
اگر اس پر بھی رطوبت جاری رہے تو کسی بڑی موٹی جڑ مین شگاف کر دینا چاہیئے،
اس کے بعد زیتون کے پانی کو خوب پکانا چاہیئے، یہانتک کہ وہ نصف رہ جائے، اور
اس پانی کو مقطوع جگہ پر لیپ کی طرح لگا دینا چاہیئے، جن شاخون کے پھل خراب ہو جاتے
ہون اور پتیان سفید ہو جاتی ہون تو راکھ اور سرکہ کا لیپ ان شاخون کے لیے مفید

ہوگا، اور جڑون مین باقلہ حمقار کا عرق لگا دین، جن شاخون مین شادابی کی وجہ سے
بہت زیادہ خوشے خلاف عادت نکل آئین توان مین سے زائد حصہ کو جب وہ نرم
ہون تو نکالدین، اس کے بعد جڑ مین گڈھا کھود کر نہر کی ریت اور راکھ بھر دین، اس عمل
سے فائدہ پہنچیگا،

اگر انگور کے درخت مین کچھ بھی تغیر پیدا ہو تو اس مین بلوط کی لکڑیون کی راکھ
اور انگور کے خوشون اور ڈنڈیون کی راکھ مین سرکہ ملا کر جڑ مین ڈالدین،

سوسن کی جڑ سے انگور کا درخت جلد پھلتا ہے اور انجیر کے درخت کی پتیان جب
جھڑنے لگین تو جڑ مین باقلا مصری پیس کر پانی مین محلول کر کے ڈال دین، اور پھر مٹی
سے ڈھک دین، بعض کی یہ رائے ہے کہ جب انجیر کے پتے زیادہ جھڑنے لگین تو جڑ
مین ایک سوراخ کر کے بلوط کی لکڑی ڈال دین، خواہ کسی اور درخت کی لکڑی ڈال
دین، اس کے بعد مٹی سے چھپا دین، تو یہ مرض زائل ہو جائے گا،

ک مین ہے کہ انجیر کی جڑ کھولین اور زیتون کے پتون کا عرق نچوڑ کر اس مین
ڈال دین تو اس سے کیڑے ہلاک ہو جائین گے اور درخت کی شادابی بڑھ جائیگی،
بعض یہ کہتے ہین کہ جڑون مین دشتی پیاز بو دینے سے بھی درخت آفات سے محفوظ
ہو جاتا ہے، یہ بھی کسی کی رائے ہے کہ جب انجیر مین کوئی مرض پیدا ہو تو انسان کے
غلیظ اور بھیڑ کی مینگنیون کو پانی مین گھولکر بار بار جڑون مین ڈالین، اسی طرح کبوتر
کی بیٹ بھی موسم سرما مین مفید ہوگی،

درخت انجیر کو دیگر حیوانات سے محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کتے کے غلیظ کو
پانی مین ملا دین، پھر اسی پانی کو درخت کے پتون اور جڑون پر چھڑکین، انشاء اللہ

اس سے ضرر رساں حیوانات قریب نہ آئین گے، یا یہ کیا جائے کہ ایک موٹی تازی بھیڑ کے سرے کو خوب پکایا جائے اور اس کے روغن کو جو پانی کی سطح پر ہو درخت کے پتون پر چھڑک دیا جائے یا بھیڑ کی چربی کو پانی مین گھلکر آگ پر چڑھادین اور اُسکے روغن کو درخت پر چھڑکدین، لیکن سب سے بہتر کتے کے غلیظ کا ڈالنا ہے کیونکہ اس کو بارش کے پانی کے سوا کوئی دوسری چیز نہین دھو سکتی، اس قدر تیز چیز ہوتی ہے کہ اس کا کوئی قطرہ اگر درخت کی نئی آنکھون پر پڑ جائے، تو اس سے وہ جل جاتی ہین، اس عمل کو اگر بار بار کیا جائے تو اس سے درخت کے تمام دشمن بھاگ جائین گے، اس چربی یا روغن کا استعمال گو خلاف ہے لیکن مین نے اس کا تجربہ کیا تو یہ صحیح اور کارآمد معلوم ہوا۔ بعض لوگ بھیڑ کے مغز کے ساتھ سور کی چربی اور کتے کے پلے کی چربی کو انسان کے پیشاب یا پانی مین خوب مخلوط کر کے ڈالتے ہین، پھر اسی کو درختون پر چھڑکتے ہین یا اس مین کپڑے بھگو کر ان پر لٹکا دیتے ہین، اس کی بو سے تمام جانور بھاگ جاتے ہین، اگر انجیر کو موسم گرما مین حسب ضرورت سیراب کرین تو انشاء اللہ پھل خوب آئین گے، انجیر کے درخت کے نیچے اگر دوسری قسم کی سبزی یا پودے لگائے جائین اور برابر وہ پانی سے سیراب کئے جائین اور ان مین کھاد ڈالی جائے تو اس سے انجیر کو نقصان پہنچے گا، یہ انجیر سیاہ ہو جائین گے اور ان مین کیڑے پیدا ہو جائین گے اور جڑین بھی جلد خراب ہو جائینگی

قسطوس کا قول ہے کہ اگر دشتی پیاز انجیر کے درخت کے قریب لگا دین تو اس سے فائدہ پہنچیگا، اسی طریقہ سے توت کے لیے بھی سرکہ کا تلچھٹ مفید ہے، اگر اسکو جڑون مین ڈالدین تو اس سے پھل جلد آئینگے اور اسکے پتے ریشم کے کیڑون کیلئے کارآمد ہون گے،

زیتون کے درخت مین اگر لوہے کی کوئی چیز دھاگے یا رسی مین باندھکر لٹکا دین تو اس سے اسکی نشو و نما اچھی ہو گی اور وہ آفات سے محفوظ رہے گا، جب دو سال کے بعد اس مین پھل آنے لگین تو پانچ سال کی عمر تک اس کے دانون کو جڑ مین دفن کر دین، اس سے درخت مین فربہی اور حسن زیادہ ہو گا،

طامین ہے کہ زیتون مین جب کھاد ڈالین تو شنبہ، یکشنبہ، دوشنبہ اور سہ شنبہ کی راتون مین درخت کے نیچے ایک بڑا چراغ روشن کرین، اور جڑون مین روغنِ زیتون اور پانی ملا کر ڈالین، اس سے تمام خرابیان دفع ہو جائین گی،

بعض کا یہ قول ہے کہ زیتون کا درخت جب مریض ہو جائے اور اس مین کوئی علاج کارگر نہ ہو تو جڑ مین تازہ زیتون کے خام پھل دفن کر دین اور ایک سال تک اسی حالت پر چھوڑ دین، اس کے بعد اس مین تعمیر کرین اور ان کو نکال ڈالین، انشاء اللہ اس سے مرض کا ازالہ ہو جائے گا،

طامین ہے کہ زیتون کا سب سے مہلک مرض یہ ہے کہ اس کو شدت کی پیاس ہوتی ہے، یہان تک کہ وہ اسی سے ہلاک ہو جاتا ہے، بلکہ دوسرے درخت بھی اس مرض مین ہلاک ہو جاتے ہین، زیتون کی پتلی اور باریک شاخون مین یرقان کا مرض بھی ہو جاتا ہے، بعض وقت شاخون کے اطراف مین ہلکی زردی پیدا ہو جاتی ہے، ان بیماریون کا علاج صرف یہ ہے کہ بارش بکثرت ہو یا اگر نہر کے شیرین پانی سے عرصہ تک سیراب کرتے رہین اور جڑون مین تھوڑا روغنِ زیتون اور پانی ملا کر ڈالتے رہین، تو ممکن ہے کہ اس مرض مین افاقہ ہو،

اندلس کے مشرقی حصہ مین مین نے دیکھا کہ زیتون اور انجیر کے چند درخت کے

پتے جب جھڑنے لگے اور ان مین پیاس کی بیماری پیدا ہوگئی تو لوگون نے درختون
کے اطراف مین مٹی کی دیوارین کھڑی کین جو اوپر کی جانب کج تھین اور یہ تنے سے
چار بالشت مرتفع تھین اور اوپر کی جانب جھکی ہوئی تھین ۔ گویا درخت کو مٹی کے
تھالہ مین لے لیا، اس سے درختون کی حالت درست ہوئی، مین نے بعض لوگون
کو انجیر اور زیتون کے درخت مین دوسرے ہی سال کدالون سے گہری تعمیر کرتے
دیکھا ، انجیر کے درخت کے لیے تو یہ تعمیر مفید ہوئی، لیکن زیتون کے درخت مین پیاس
اور بڑھ گئی، لوگون نے بار بار سیراب کرنا شروع کیا، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا،
آخرکار جڑ سے مٹی ہٹائی گئی تو پتہ چلا کہ بعض جڑین کدالون سے کٹ گئی ہین، چونکہ
زیتون کی جڑین زمین کے قریب پھیلی ہوتی ہین، اسلیے عمیق تعمیر اس کے لیے مضر
ہے، برخلاف انجیر کے کہ اسکی جڑین زمین کے اندر ہوتی ہین، اسلیے جس قدر تعمیر کیجائیگی،
اس کے لیے مفید ہوگی، لوگون نے زیتون کے لیے مٹی کی دیوارین اور چبوترے
تیار کیے، اس سے ان کی حالت درست ہوئی اور یہ چبوترے کئی سال تک قائم
رہے، اگر اسی قسم کا عمل تمام پیاسے درختون کے لیے کیا جائے تو بہتر ہوگا، اس سے
پانی باہر نہ جائے گا،

سیب کے درخت مین اگر کیڑے لگ جائین تو جڑ کھولکر اس مین بھیڑ کا پیشاب
ڈالین، یہان تک کہ خوب سیراب ہو جائے، سیراب کرنے کے بعد چار دن تک
اسی حالت پر چھوڑین، پانچوین اور چھٹے دن غروب آفتاب کے وقت میٹھے پانی
سے سیراب کرین، اور اگر سیب کی جڑ مین گائے کا پتہ لگا دین تو پھل مین کیڑے
نہ پیدا ہون گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ پیاز دشتی اگر قریب مین لگا دین تو اس سے

بھی کیڑے نہ پیدا ہون گے، اور درخت کے پتے نہ جھڑین گے،

ق کا قول ہے کہ انسان کا پیشاب سیب کے لیے نفع بخش ہے اور بھیڑ کی مینگنیون کو پرانی نبیذ مین محلول کر کے درخت کی جڑ کو اس سے سیراب کرین تو انشاء اللہ کیڑے تو پیدا ہی نہ ہون گے بلکہ پھل سرخ اور بڑے ہون گے،

ق کا یہ بھی قول ہے کہ سیب کے درخت کو اگر پیاس کی بیماری ہو تو کبوتر کی بیٹ کو پانی مین ملا کر جڑون مین ڈال دین، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ کیڑے سے حفاظت کے لیے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ درخت کی جڑ کھولکر انسان کا پیشاب اور غلیظ ملا کر ڈالین اور ساتوین دن غروب آفتاب کے وقت میٹھے پانی سے سیراب کرین، یہانتک کہ خوب سیراب ہو جائے، یہی عمل امرود کیساتھ بھی کرنا چاہیئے اگر اس مین یہ مرض پیدا ہو جائے،

سیب کی جڑ مین اگر سرخ کیڑے پیدا ہو گئے ہون جو شاخون اور پتون پر بھی نظر آنے لگین اور مکڑی نے بھی جالے بنے ہون تو آہستہ سے جڑ کی مٹی ہٹائین تاکہ کوئی چیز کٹنے نہ پائے، اور مٹی کے ڈھیر کو جو ارد گرد لگا ہوا ہو توڑ دین، لیکن جڑون مین جنبش نہ ہونے پائے، پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہین، اور اس کے بعد مٹی اپنی جگہ پر بھر دین، اس سے درخت مین دوبارہ تازگی پیدا ہو جائے گی، اور پھل اچھے آئین گے، یہ طریقہ آزمودہ ہے اگر یہ علاج کمزور انار کے درخت کے ساتھ کیا جائے تو اس سے بھی دانہ انار تیار ہون گے، سیب کی جڑ مین بھیڑ کی مینگنی ڈالنے سے کیڑے نہین پیدا ہوتے،

ط مین ہے کہ سیب مین جب کوئی مرض پیدا ہو مثلاً پھل کم آئین یا خراب آئین یا

ایسے ہی معمولی امراض ہون توان کے لیے ایک عام دوا یہ ہے کہ اخروٹ کے چھلکے اور پتے ایک وافر مقدار مین لین اور اگر مغز ہون تو اور اچھا ہے' ان سب کو ایک ساتھ کوٹ ڈالین یا الگ الگ کوٹین، جب خوب باریک ہو جائین توان مین گائے کا گوبر ملائین اور اس کو درخت سیب کے شقوق مین اور موئی شاخون پر لیپ کی طرح چڑھا دین، اس سے ہر قسم کے امراض دفع ہو سکتے ہین، یہ علاج تمام سیب کے درختون کے لیے مفید ہو سکتا ہے،

ق کا قول ہے کہ سیب مین شیرینی پیدا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ جڑون کو پرانی شراب کی تلچھٹ سے سیراب کرین' پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین، سیب کو اگر کوئی آفت پہنچ جائے تواس کا علاج یہ ہے کہ گدھے کی تازہ لید کو پانی مین گھولکر روزانہ اسی پانی سے ایک گھڑا سات دن تک ڈالتے رہین، پھر کچھ دن کے بعد معمولی پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ آفات سے درخت محفوظ رہے گا،

بعض نے کیڑون سے بچانے کے لیے ایک علاج یہ بھی بتایا ہی کہ کسی لوہے سے جڑ کی مٹی اچھی طرح ہٹا دین' یہان تک کہ جڑین دکھائی دینے لگین، پھر آہستہ سے ان کے پوست کو چھیل ڈالین، اس جگہ پر کچھ کیڑے یا حشرات الارض ضرور نظر آئینگے، اب ان پر تازہ گوبر کا لیپ لگا دین اور اوپر سے مٹی ڈال کر چھپا دین،

ق کا قول ہے کہ سیب اور شفتالو کے سرخ کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ سال مین چار مرتبہ انسان کے پیشاب سے اس قدر سیراب کرین کہ اندر کی زمین بھی ایک بالشت تر ہو جائے،

موز کے درخت مین بھی جب تروتازگی کم ہو جائے یا اور کوئی مرض پیدا ہو جائے

تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹائین اور انار کی پتیان باریک پیسکر بھیڑ دبکری کی
کھاد مین ملادین اوران سب کو پانی مین حل کر کے جڑون مین ڈال دین یا شاخون پر
پانی ملی ہوئی شراب چھڑک دین، یا بارش کا پانی چھڑک کر اوپر سے باریک مٹی ڈالدین،
زعرور اور، اڑا درخت مین جب کوئی مرض پیدا ہو جائے مثلاً یہ کہ لاغری آجائے یا
پھل کم آنے لگین تو جڑ کے قریب ایک قدم کے انداز سے گڈھا کھودین اوران مین بکری
کے خون کو گرم پانی مین ملاکر ڈالین، پانی کی مقدار خون سے زیادہ ہو، ایسا کم سے کم
تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کرین، جب حالت درست ہونے لگے تو یہ عمل چھوڑ دین،
اس سے درخت مین تازگی آجائے گی، اور پھل عمدہ ہون گے،

امرود مین جب کیڑے لگ جائین تو جڑ مین گائے کا پتہ لیپ کی طرح
لگادین، اس سے کیڑے ہلاک ہو جائین گے، اور طریق ہے کہ جب امرود یا سفرجل
یا دوسرے فواکہ مین کیڑے پیدا ہو گئے ہون تو انسان کا متعفن غلیظ، اور گائے کا
پرانا گوبر اور امرود کی پتیان ان سب کو باریک مٹی مین ملاکر جڑ کے اندر ڈالین،
یا گائے کے گوبر کو خوب باریک کرلین اوراس مین سڑک کی مٹی ملادین اوراوپر سے
میٹھا پانی اور ردی زیتون ڈال دین، یہانتک کہ وہ شراب کے مانند ہو جائے،
پھر اس کو شاخون اور تنہ مین لگادین، اس سے بہت بڑا فائدہ ہوگا، تمام قسم کے کیڑون
سے درخت محفوظ ہو جائے گا،

امرود مین اگر کوئی تغیر پیدا ہو جائے، مثلاً پھل خراب ہو جائین یا ان کی شیرینی
کم ہو جائے تو یقین کرلو کہ اس مین بیماری پیدا ہو گئی ہے، درخت امرود کی جڑین
چونکہ زمین کے اندر پھیلتی ہین، اس لیے جب کوئی مانع پیدا ہو جاتا ہے تو امراض

لاحق ہو جاتے ہین، جب تم امرود کی حالت مین کوئی انقلاب دیکھو، مثلاً پھل کم آتے ہون یا چھوٹے ہوتے ہون یا کسیلے اور پھیکے ہوتے ہون، تو اسکی اصل وجہ یہ ہوگی کہ جڑون کے پھیلنے مین کوئی حارج اور مانع پیدا ہو گیا ہوگا، علاج سے قبل تم کو مرض کے اسباب و علل پر خوب غور کرنا چاہیئے کہ آیا کسی مانع کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوا ہے یا کسی اور سبب سے، اگر درخت پرانا ہو تو فوراً جڑ کے قریب ایک مدور گڈھا کھود دو، لیکن اس کا خیال رکھو کہ جڑ کا کوئی حصہ کٹنے نہ پائے، کھودتے کھودتے جب کسی منتہی پر تم کو کوئی پتھر یا سخت چیز ملے تو اس کو آہستہ سے ہٹا دو، اور اگر نہ ملے تو جڑ سے بیس ہاتھ ہٹکر پھر کھودانا شروع کرو، اگر یہان بھی کسی عائق کا پتہ نہ چلے تو سمجھ جاؤ کہ درخت مین یہ مرض کسی اور سبب سے پیدا ہوا ہے، اس کا علاج کرو،

غ کہتے ہین کہ سفرجل کے درخت مین تھوڑی نشو و نما کے بعد بستگی پیدا ہو جائے، شاخون مین صلابت آجائے یا پانی کی کمی اور تعمیر حسب خواہ نہ ہونے کی وجہ سے کمزور ہو جائے تو ان سب کا علاج یہ ہے کہ جنوری مین جڑ کی مٹی ہٹا دین اور انسان کے خشک غلیظ مین حمام کی لکڑیون کی راکھ ملا کر دو دو انگل ہر جڑ مین بھر دین اور اوپر سے کنکریون کا ایک ایک بوجھ ڈال دین، اور اس پر سے مٹی ڈالکر میٹھے پانی سے سیراب کرین، ہر مہینہ مین چھ مرتبہ پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ یہ امراض جاتے رہین گے، اور اس سے قبل یہ بتا دیا گیا ہے کہ اس کے لیے تعمیر بھی مفید ہے، مارچ کے مہینہ مین اگر اچھی طرح زمین درست کر دین تو ان سب امراض سے نجات مل جائے گی، سفرجل ان درختون مین ہے جو کھاد کی کثرت کے متحمل نہین ہوتے، لیکن اس قسم کے مرض مین ایسی کھاد اس کے لیے مفید ہے،

انار کے درخت کی جڑ مین اگر پیاز دشتی بو دیا جائے تو بہت مفید ہوگا، انار کے پھل پھٹنے سے محفوظ رہین گے، اور دانون مین خوب سرخی آجائے گی، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ انار کی جڑ کے ماحول مین زمین کے اندر کوئی پتھر دفن کر دین تو اس سے بھی انار مین شقوق پیدا نہ ہونگے، بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ انار کی شاخین الٹی لگائین تو اس سے نجات ملجائے گی، بعض اس کی شاخون کے لگانے کے مخالف ہین، کیونکہ اس سے پھل کم آتے ہین، جب تمکو انار کے پوست کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو جڑ سے مٹی ہٹا کر ایسے پانی سے سیراب کرو جس مین حمام کی راکھ مخلوط کر دیگئی ہو،

اترج، نارنج، لیمون، ریبوع وغیرہ مین اگر کوئی بیماری پیدا ہوجائے تو ان کی جڑ سے مٹی ہٹا کر حمام کی سیاہ راکھ اور اسی قسم کی مٹی اندر ڈال دین اور پھر پانی سے سیراب کرین، نارنج کے لیے بھیڑ کا گرم خون موافق ہوگا، اس کو جڑون پر چھڑک دینا چاہیئے اس سے درخت اچھا ہوگا اور پھل سرخ ہون گے، بعض نے انسان کے قدم کے خون کو مفید بتایا ہے جو فصد یا پچھنہ کے ذریعہ سے نکالا جاتا ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ نارنج کے لیے تمام خون مفید ہین، بعض یہ طریقہ بتاتے ہین کہ جڑون کو کھولکر کچھ دن ہوا مین رہنے دین اور پھر حمام کی سیاہ راکھ مین مٹی ملا کر گڈھے کو پر کر دین،

ص مین ان مذکورہ درختون کے مرض یرقان کا علاج یہ لکھا ہے کہ جب انکی پتیان زرد ہونے لگین تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین حمام کی سیاہ راکھ ڈالین اور اوپر سے نئی مٹی کی کافی مقدار ڈالین، یہان تک کہ گڈھا بھر جائے، انشاءاللہ اسی سے درخت کی حالت اچھی ہوجائے گی،

ص کا قول ہے کہ یہ مجرب علاج ہے، اگر اس سے پوری شفا نہ ہو تو بھیڑ کا

خون جڑون مین ڈال دین، بشرطیکہ انسان کے قدم کا وہ خون جو فصد اور پچھنہ سے نکالا جاتا ہے ہلیسر نہ ہو، کیونکہ مؤخرالذکر زیادہ انفع ہے،

طائین ہے کہ نارنج کے درخت مین بعض وقت نشو ونما موقوف ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی عمل باقی نہین رہتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ مین گڈھا کھود کر خون مین گرم یا ٹھنڈا پانی اور بھیڑ کا دودھ ملائین اور پھر اس مخلوط چیز کو جڑون مین ڈال دین اس سے بیحد فائدہ پہنچیگا اور اس سے زیادہ نفع انسان کے قدم کے خون سے ہوگا، انسان کے قدم کا خون مفصد یا پچھنہ کے ذریعہ سے نکالا جائے اور اس مین پانی ملا کر جڑون مین ڈالا جائے، اس خون کو متواتر جڑون مین ڈالنے سے درخت کی حالت ہی بدل جائے گی،

ابن بصال کی کتاب الفصد والبیان مین لکھا ہے کہ اترج اور انار مین جب یرقان کا مرض ہو جائے تو جڑ کی ہر سمت سے مٹی ہٹا دین اور مرغی کی کھاد جس کو پہلے خوب باریک پیس لین ہر جڑ کے قریب تین مد کے وزن سے ڈالین اور اوپر سے مٹی ڈال دین پھر پانی سے متواتر سیراب کرین، اس سے انشاءاللہ فائدہ ہوگا

طائین ہے کہ کبھی اترج کو گرمی یا ٹھنڈک کی شدت سے ایک قسم کا مرض لاحق ہو جاتا ہے، اگر گرمی سے ہو تو شاخون اور تپون پر ٹھنڈا پانی چھڑک دین اور اگر سردی سے ہو تو گنگنا پانی ڈالین اور کبوتر کی بیٹ مین مٹی اور پانی ملا کر خوب الٹ پلٹ دین اور پھر اترج کی پتیان ڈالکر اچھی طرح مخلوط کر دین، یہانتک کہ ان مین سخت بدبو پیدا ہو جائے، اور سیاہی آجائے، جب یہ حالت ہو تو کھاد کے سفلی حصہ کو اوپر کر دین اور علوی حصہ کو نیچے کر دین تاکہ ہوا سے بالکل خشک ہو جائے، جب یہ کھاد تیار

ہو جائے تو جڑ مین گڈھا کھود کر اس کو اس وقت ڈالین جس وقت کہ جڑ مین خون اور
گرم پانی ملا کر ڈالتے ہین، بعض وقت اس کھاد سے زیادہ خون ہی کا عمل تیز ہوتا ہے،
نغ کا قول ہے کہ اترج کی پتیون مین جب زردی آجائے تو انسان کا خشک
غلیظ خوب پیس کر چھان لیا جائے اور درخت کی جڑ کی مٹی ہٹا کر تین مد کی مقدار سے
یہ کھاد ڈال دین اور اوپر سے مٹی ڈال کر گڈھے کو بھر دین پھر پانی سے سیراب کرین
پانی اسی قدر ڈالین جس قدر وہ برداشت کر سکتا ہو انشاء اللہ اس علاج سے درخت
کی حالت درست ہو جائے گی، ص کا قول ہے کہ اس مرض مین انسان کے غلیظ
کے بجائے مرغی کی بیٹ ڈالی جائے، ط مین ہے کہ اگر لیمون کے درخت مین کسی
قسم کا تغیر پیدا ہو جائے تو پہلے جڑ مین گرم پانی ڈالا جائے، جب اس سے وہ سیراب
ہو جائے تو پھر گڈھے اور خچر کا پیشاب ڈالا جائے،

عناب جس کو نبق[1] یعنی بیر کہتے ہین، اس مین بھی کیڑے پیدا ہو جاتے ہین، ط
مین ہے کہ اس مین جون کے برابر چھوٹے چھوٹے سفید کیڑے پیدا ہوتے ہین جو پتون
کی سبزی اور شادابی کو چاٹ جاتے ہین اور پتے بالکل سفید نظر آتے ہین، یہ کیڑے
ان درختون مین زیادہ پیدا ہوتے ہین جنکے پھلون مین شیرینی خوب ہو، اس کا
علاج یہ ہے کہ درخت کے تنے اور جڑ پر قیر[2] کی طلا، کر دین انشاء اللہ اب کیڑے
نہ پیدا ہون گے،

---

[1] عناب اور نبق دونون دو درخت ہین، لیکن نبق یعنی بیر چونکہ عناب کے بالکل مشابہ ہوتا ہے
اس لیے اسکو بھی عناب کہتے ہین، بعض نبق کو عناب کی ایک شیرین قسم بتاتے ہین ۱۲ مترجم،

[2] قیر ایک روغن ہوتا ہے جو خارشتی اونٹ پر ملا جاتا ہے،

طامین ہے کہ اس کے پتون مین اگر سیاہی آجائے اور خشکی نظر آئے خصوصاً موسم خریف مین یہ بات پیدا ہو تو اس کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے منہ مین روغن زیتون اور تھوڑا گرم پانی لے اور خوب حرکت دے پھر اس کو ایک شیشی مین ڈال دے، اس طرح جب زیتون اور پانی بالکل مخلوط ہو جائے تو یکشنبہ کے دن بعد زوال آفتاب اس گرم پانی کو درخت پر چھڑک دین، پھر دوشنبہ کے دن اوّل وقت اسی مخلوط پانی کو جڑون مین ڈالدین، جب سہ شنبہ کی صبح نمودار ہو تو بقیہ پانی کو چھڑک دین، اسی طرح چودہ دن تک یہ پانی ایک دن جڑون مین ڈالا جائے اور دوسرے دن چھڑکا جائے، گویا سات دن تک یہ پانی چھڑکا جائے اور سات دن تک جڑون مین ڈالا جائے، انشاء اللہ اس عمل سے درخت اپنی اصلی حالت پر لوٹ جائے گا اور ہرا بھرا ہو جائے گا،

طامین ہے کہ کھجور کے پھل جب کمزور اور پتلے ہونے لگین تو اس کا علاج یہ ہے کہ گلاب کا سفوف پھلون پر کافی مقدار مین چھڑک دین، پھر درخت کو زور سے حرکت دین تاکہ غبار زمین پر گر پڑے، یہ اس وقت کرین جب کہ درخت کے حاملہ ہونے کا وقت قریب ہو، اگر گلاب اتنا نہ مل سکے تو ریحان کی پتیون کا سفوف بنا کر یہی عمل کرین، یہ ایک خاص علاج ہے، اور اگر کھجور اپنے وقت پر نہ پکے بلکہ گدر رہ کے رہ جائے تو اترج کی پتیون اور اس کی شاخون کا گٹھا بنا لین، پھر اس کو بیمار درخت کے قلب مین ٹھونس دین،

حاج غرناطی کی کتاب مین ہے کہ درخت گلاب جب ضعیف ہو جائے، اور اسکی شاخین سفید ہو جائین تو یہ اس کے لیے بہتر نہین ہے، اس کے بعد وہ بہت

کم دن ٹھہر سکے گا، اس کا کامیاب علاج یہ ہے کہ جنوری کے مہینہ مین درخت کو اکھاڑ ڈالین اور زمین کو برابر کر دین، اس کے بعد اس جگہ کو اسی حالت پر چھوڑ دین، کوئی دوسری چیز نہ بوئین، اپریل کے مہینہ مین بقیہ جڑون سے دوسرا درخت گلاب نمودار ہوگا، جو بہت زیادہ شاداب ہوگا، مئی کے مہینہ مین جب درخت اچھی طرح باہر نکل آئے تو اسکی جڑ مین کسی لوہے سے آہستہ آہستہ گہرے نقوش پیدا کر دین اور اس کی گھاس کو جو جڑون مین نکل آئی ہو نوچ ڈالین، اس کے بعد اٹھارہ دن تک اسی حالت مین چھوڑ دین، پھر مٹی ڈالین اور پانی سے سیراب کرین، اس سے اس مین جلد پھول آئین گے، اگر گلاب کسی دوسرے درخت کے ساتھ مضاعف ہو تو اس مین اسی سال پھل آجائین گے، نصف مئی سے تردیس کی ابتدا ہوگی اور تردیس کے ساتھ ہی پتے آنے لگین گے،

اس مرض کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اگر گلاب ایسے مقام پر ہو جہان نہ کوئی دوسری زراعت ہو اور نہ کوئی دوسرا درخت ہو تو اس کو خوب خشک کر ڈالا جائے یعنی پانی وغیرہ نہ دیا جائے، جب پورا درخت بالکل سوکھ جائے اور لاغر ہو جائے تو اکتوبر کے مہینہ مین اس پر آگ ڈال دیجائے، جب یہ جل جائے تو اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور بارش کے پانی سے سیراب ہونے کا موقع دیا جائے، انشاء اللہ اول ربیع مین پھول نکل آئین گے۔

آلو بخارا جس کو عیون البقر بھی کہتے ہین، اس کے درخت مین اگر ورم پیدا ہو جائے یا متعدد زخم ہو جائین تو جنوری کے مہینہ مین اس مین انسان کا غلیظ ڈالا جائے، اس سے اصلاح ہو جائیگی، اور درخت مین نرمی پیدا ہو جائے گی، اور اگر تم اسکے

پھلون مین شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین ایک سوراخ بناؤ اور دردار کی ایک لکڑی سوراخ مین ڈال دو اور پھر جڑ مین مٹی ڈال دو، یہ عمل تپیون کے آنے کے بعد کیا جائے، اگر آلو بخارا کے پھل مین کیڑے لگ جائین تو جڑ کو شراب انگوری اور سرکہ کی تلچھٹ سے سیراب کرین اور اگر پھل مین کنکریون کی طرح کوئی چیز پیدا ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی اچھی طرح صاف کر دین اور اس مین جو کنکر اور پتھر ہون ان کو نکال کر پھینک دین اور پھر اس کے قریب شفتالو کا درخت لگا دین، اور اگر پھل مین صلابت آجائے تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین باہر کی مٹی بھر دین، اس سے فائدہ ہوگا،

موز کی جڑ مین اگر کوئی مرض لاحق ہو تو اس مین شراب انگوری کی تلچھٹ ڈالدین اور مٹی سے اس کو ڈھک دین، انشاء اللہ کیڑون سے بھی درخت محفوظ ہو جائیگا، اور مٹھاس بھی زیادہ ہو جائے گی،

قؔ اور ان کے علاوہ کی رائے ہے کہ جب موز کے پھل چھوٹے ہونے لگین تو غور کرنا چاہیئے کہ مرض کیونکر پیدا ہوا اگر کثرت بار کی وجہ سے ہو تو پختگی سے قبل کچے پھلون کو تھوڑا کاٹ ڈالین تا کہ بوجھ ہلکا ہو جائے اور بقیہ پھل اچھی طرح بڑھ سکین، اور اگر یہ بات کسی دوسری بیماری کی وجہ سے ہو تو جڑ کو آہستہ سے کھول دین اور تنے کے قریب تقریباً تین بالشت کا گڈھا رکھین اور اس مین چھوٹے چھوٹے پتھر بھر دین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس کے بعد ایک مہینہ تک ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کرین، اس سے پھل بڑھین گے، اور شفتالو کی جڑ مین سوراخ کر کے اس کا گوند نکالڈالین اور اس مین غرب کی لکڑی

ٹھونس دین اس سے اسکی گٹھلی چھوٹی ہو جائے گی، اخروٹ کی تلخی کو اگر شیرینی سے بدلنا چاہتے ہو تو اسکی جڑ مین زمین کے اوپر ایک مربع سوراخ کر دو، انشاء اللہ اس سے تلخی دفع ہو جائے گی، اور بادام کے پتون یا پھلون مین اگر زردی آجائے تو اس کا اور دیگر امراض لاحقہ کا بڑا علاج یہ ہے کہ جڑون مین گرم پانی ڈالین اور شاخون پر چھڑکین پھر جڑ کو خون سے سیراب کرین خواہ کسی جانور کا خون ملے لیکن اونٹ کا خون زیادہ نفع بخش ہی اور اگر خون اور گرم پانی کو مخلوط کر کے سیراب کرین تو اور زیادہ فائدہ مند ہو گا بعض نے یہ کہا ہے کہ پھل آنے کے بعد بادام کی جڑ مین ایک تیز لوہے سے آر پار سوراخ کرین، اور اس لوہے کو جڑ ہی مین رہنے دین، اس سے بادام کے اوپر کا چھلکا باریک ہو جائے گا اور اس کے توڑنے مین سہولت ہو گی

خ مین تفریع یعنی پتون کے جھڑنے اور ان کی زردی کا علاج اس طرح لکھا ہے کہ جسوقت پتے جھڑنا شروع ہون، اس وقت جڑ مین ایک عمیق گڈھا کھودین اور اس کو پانی سے خوب سیراب کرین اور اگلے سال اسکی تعمیر کر دین، کبھی یہ مرض شاخون کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے، اگر ایسا ہو تو بعض شاخون کو چھانٹ ڈالین، خصوصاً ان شاخون کو جن کی پتیان زرد ہو گئی ہون، اور اگر یہ پانی کی کثرت کی بنا پر ہو تو اس کا علاج بالضد کرنا چاہیے یعنی سیرابی موقوف کر کے جڑون مین نئی خشک مٹی ڈالی جائے، کتاب (خ) مین اولہ، برف، سرد ہوا اور یرقان کے علاج کے متعلق لکھا ہے کہ ان چیزون سے درخت کو سخت نقصان پہنچتا ہے اس لیے جس وقت کسی حصہ کو سرد ہوا

---

[1] شاید کہ یہان پر عبارت ناقص ہو صرف سوراخ کرنے سے شیرینی کا پیدا ہونا صحیح نہین معلوم ہوتا ۱۲ مترجم

لگ جائے یا اولہ پڑے تو فوراً اسکو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور تمیر کر کے کھاد سے
بھر دینا چاہیئے، پھر گرم پانی سے سیراب کر دین، انشاء اللہ اس طریقہ پر شفا ہو جائیگی،
لیکن یہ علاج جوان درختون کے لیے مخصوص ہے، اور اگر یہ مرض بڑے اور بوڑھے
درختون کو لاحق ہو تو ان کا وہ مقام قطع کرنا چاہیئے جو ابھی خشک نہ ہوا ہو، اور بہتر
تو یہ ہے کہ درخت کو ایک بالشت سطح زمین پر چھوڑ کر بقیہ کو کاٹ ڈالین اور اسکے
بعد اس پر برابر نگرانی کرین، انشاء اللہ یہ دوبارہ جوان ہو جائے گا،

بعض کا یہ قول ہے کہ باقلہ کے بھوسہ مین مٹی مخلوط کر کے اگر انگور کی جڑ
مین ڈالین تو یہ ٹھنڈی ہوا سے محفوظ ہو جائے گا، اگر اولہ سے انگور کے نقصان ہو جانے
کا خطرہ محسوس ہو تو جھاؤ کی لکڑیون کی راکھ انکھون پر چھڑک دو، یہ اولون کے
ضرر سے محفوظ رکھے گی، اور انگور پر پانی جمنے نہ دیگی،

ق کا قول ہے کہ جانورون کا غلیظ خشک کر لیا جائے اور انگور کے کھیت مین متعدد
مقامات پر ہوا کے رخ پر اس کا ڈھیر لگا دین، ماہ قمری کی جب چوتھی شب آئے
جس مین سردی بہت زیادہ پڑتی ہے اور یہ خطرہ ہو کہ اس ٹھنڈ سے انگور کو نقصان
پہنچے گا تو فوراً ان ڈھیرون مین آگ سلگا دین تاکہ اس کا دھوان خوب پھیلے،
اس طریقہ پر درخت سردی کے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا، دوسرا طریقہ یہ ہے
کہ انگور کے کھیت مین باقلا کی کاشت کرین جب پھل آجائین تو ان کو کاٹ لین اور
جڑ اور شاخون کو اپنی حالت پر چھوڑ دین، اس سے انگور کا درخت سردی اور اولہ
کے ضرر سے بچ جائے گا، درخت انگور مین اس وقت تک کاٹ چھانٹ کا عمل نہ
کرین جبتک کہ وہ سردی سے محفوظ نظر نہ آئے، بعض نے یہ کہا کہ جانورون کے غلیظ

کا دھوان ٹڈیون کے بھگانے کے لیے بیحد مفید ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ انگور یا کسی اور زراعت پر جب تم کو مرض یرقان کے پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو غار کی ایک شاخ کو وسط کھیت مین نصب کردو، انشاء اللہ یہ مرض نہ تو انگور کو لاحق ہوگا اور نہ دوسری زراعتون پر نازل ہوگا، بلکہ صرف غار کی شاخ پر ہوگا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کبر یعنی کریل کی جڑون کو پانی مین بھگا کر ان کا عرق نچوڑ لو اور پھر اس کو ان درختون پر ڈال دو جنکو یرقان ہوگیا ہے انشاء اللہ اس سے مرض جاتا رہے گا، اس مرض کے لیے بھی ایک دھونی مفید ہے، اسکا طریقہ یہ ہے کہ بیل کی سینگھ کو بکری کی مینگنیون کے ساتھ جلائین اور دھوان اس سمت مین کرین جس مین شمالی ہوا چل رہی ہو، یہ دھوان جب زراعت پر پھیلے گا، تو اس سے یرقان کا مرض زائل ہو جائے گا،

کتاب نخ مین لکھا ہے، کہ درختون مین جب کمزوری یا نمو مین توقف پیدا ہو جاتا ہے، تو وہ ایک قسم کے عالم تحیر اور توقف مین رہتے ہین، اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی نکالکر ذرا دور ہٹا دین، اور اس کا خیال رکھین کہ تنہ یا جڑ کو لوہا نہ کاٹنے پائے، اور اس کی تپلی جڑون کو لوہے کے اس چھامے یا کنگھی سے رگڑ ڈالین جسکی شکل آدمی کے پنجہ کی سی ہو اور ان چھوٹے پودون کو بھی اکھاڑ ڈالین جو جڑ مین نکل آئے ہون، اسکے بعد جڑون کو تین یا چار دن تک کھلا چھوڑ دین، اس کے بعد ان مین مٹی ڈالین اور پھر پانی سے بار بار سیراب کرین، اس سے درخت اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئیگا، لیکن اگر یہ خرابیان جڑون مین پانی کے عرصہ تک قیام کی وجہ سے ہون یا زمین کی لاغری اور رقت کی بنا پر ہون یا ریتیلی اور تپھری زمین کی وجہ سے ہون تو ان

سبھون کا واحد علاج تمیر ہے، بار بار مٹی کو کھود کر پھیلادین تاکہ آفتاب اس کو پکا ڈالے اور پھر اس کے مناسب کھادمین مخلوط کر کے جڑون مین ڈال دین،

اگر انجیر مین کوئی مرض لاحق ہو تو کبوتر کی بیٹ کو میٹھے پانی مین گھولکر جڑ دن مین ڈالدین، بعض یہ کہتے ہین کہ جڑ کھول کر اس مین بھیڑ و بکری کی مینگنیان ڈالدین اور پھر پانی سے سیراب کرین، اس سے کیڑے بھی ہلاک ہو جائین گے، اور اگر انجیر مین کیڑے پیدا ہو جائین تو جڑ کھول کر اس مین اوّلا راکھ ڈالین پھر مٹی سے گڈھے کو بھر دین، اور دوسرے فواکہ کی جڑ مین اگر کیڑے ہون تو ان مین بھی یہ عمل کرین کہ جڑ مین گڈھا کھود دین اور حمام کی راکھ مین چھٹا حصہ نمک اور دو حصہ کھاد اور دو حصہ سطح زمین کی اچھی مٹی ملا دین اور اس کو درخت کی بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے دو سے چار ٹوکرون تک گڈھے مین ڈالین، اگر موسم گرما کا زمانہ ہو تو میٹھے پانی سے سیراب کرین،

م کا قول ہے کہ اگر درخت کی جڑ اور عروق پر کبوتر کی بیٹ طلا کر دین تو جب تک یہ طلا نہ چھوٹے گی، اس وقت تک کیڑے سے درخت محفوظ رہے گا، دوسری ترکیب یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین ایک غیر نافذ سوراخ کرین اور اس کو باریک نمک سے پر کر دین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس سے تمام کیڑے مر جائین گے، یہ عمل جنوری مین کیا جائے تو بہتر ہے،

ق کا قول ہے کہ سبز رنگ کا لانبا ایک کیڑا ہوتا ہے، جس کا نام کلب ہے، اور جو درخت کے ظاہری جسم کو نقصان پہنچاتا ہے اور دوسرا کیڑا درخت کے اندرونی جسم کو کھا جاتا ہے، بلکہ بالکل خشک کر دیتا ہے، اگر تم ان دونون کیڑون سے درخت کو

محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو روغن قیر اور گندھک کو ملا کر اسکی دھونی دو، تمام کیڑے خواہ وہ باہر ہون یا اندر ہلاک ہو جائین گے، انگور مین اگر انجیر کی لکڑیون کی راکھ ڈالین تو کلب سے وہ محفوظ رہے گا،

نخ مین ہے کہ درخت اور سبزیون مین جب کیڑے پیدا ہو جائین خواہ وہ کھاد کی وجہ سے پیدا ہون یا سیاہ راکھ کی بنا پر جڑون مین نمودار ہون تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کے ماحول مین ایک عمیق گڑھا کھودین لیکن جڑ کو کٹنے سے محفوظ رکھین اور حمام کی سیاہ راکھ کے ساتھ جس مین غلیظ وغیرہ جلایا گیا ہو تھوڑی کھاد اور چھٹا حصہ نمک ملالین اور اوپر سے زمین کی خشک، باریک مٹی بھی ڈال دین، پھر ان سب کو گڑھے مین رکھدین اور جڑون کو کچھ دن ہوا مین کھلی رہنے دین، دھونی سے بھی کیڑے خواہ درخت مین ہون یا ترکاریون مین، بھاگ جاتے ہین، قیر اور گندھک کے دھوان سے ان کو سخت نفرت ہے، ترکاریون اور سبزیون مین بھی حمام کی سیاہ راکھ کیڑون کے لیے مہلک ہوگی، اس کو ڈال کر پانی سے سیراب کرین تو سب کیڑے مرجائین گے، اور اگر زراعت سے قبل ہی سیاہ راکھ اور پرانی کھاد کھیت یا تھالون مین ڈالین اور پانی سے سیراب کرین تو کیڑے پیدا ہی نہ ہون گے،

گوبھی کو بھی بہت سی آفتین لگ جاتی ہین، ط مین ہے کہ گوبھی کے بونے اور اس کے منتقل کرنے کے بعد پھلون مین بعض کیڑے پیدا ہو جاتے ہین، مثلاً مچھر، پسّو، گرگٹ، اور جوئین پڑ جاتی ہین، جوئین اور مچھر کا علاج تو یہ ہے کہ شراب اور گندھک کی دھونی دین، اس طرح پر کہ انگیٹھی وسط مین رکھین اور دھوان کو

پھیلنے دین، اس سے کیڑے مرجائین گے، یا سرکہ مین گندھک اور انزروت
(لائی) کو حل کردین اور پھراسی کو گوبھی کی جڑ مین چھڑک دین، اس سے مچھر اور پسو
دونون بھاگ جائین گے، جس مقام پر خشک گوبر یا شراب کی تلچھٹ کی دھونی
دیجائے گی، پسو اور مچھر وہان سے بھی فرار ہوجائین گے، گرگٹ اور بڑے کیڑون کے
دفعیہ کے لیے روغنِ زیتون کی تلچھٹ کو گائے کے تپہ مین ملاکر گوبھی کی جڑ مین ڈالدین
اس سے نہ صرف گرگٹ ہلاک ہوگی بلکہ بڑے اور چھوٹے سانپ بھی رخصت ہوجائینگے
ط مین ہے کہ لوکی مین ایک مرض پیدا ہوجاتا ہے جس کو قعد کہتے ہین، اس سے
اسکی نشوونما رک جاتی ہے، اور پتیان ٹھٹھر جاتی ہین، پھل بہت چھوٹے ہوجاتے
ہین، یہ مرض لوکی مین بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے، اس کا اور دوسرے امراض کا علاج
یہی ہے کہ جڑ مین گرم کھولتا ہوا پانی ڈالین، اس سے مسامات کھل جائین گے،

کلب اور دوسرے کیڑون کے بھاگنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگور کی لکڑیون
کی راکھ کو پانی مین بھگا ڈالین، پھر اس پانی کو ہر روز جڑون مین چھڑکین، انشاءاللہ
درخت تمام کیڑون سے محفوظ ہوجائے گا، ق نے لکھا ہے کہ فریا جس کو چھوٹی ٹڈی
کہتے ہین اور دوسرے ارضی کیڑون کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کھیت مین تین سمتون
پر رائی بودین، اسکی بو سے تمام کیڑے ہلاک ہوجائین گے، مچھر اور پسو، خواہ درخت
کے پھلون مین ہون یا ترکاریون مین ہون ان کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ
شوکران[1] (فارسی مین واوس کہتے ہین) کو پانی مین بھگا ڈالین اور ایک دن اور
ایک رات اسی مین چھوڑدین پھر اس مین تیز سرکہ ملادین اور اسی کو جب اُن کی

[1] ایک نسخہ مین سوکران بھی ہے سوکران سیاہ موصلی کو کہتے ہین،

آمد کا خطرہ ہو درخت پر چھڑک دین اس سے سب مرجائین گے، خ مین ہے کہ ترکاری (رتون)
مین اگر لاغری اور کمزوری آجائے تو ان مین کھرپا یا درانتی سے بھی ہلکے اور باریک
آلہ سے نقش کردین لیکن جڑ بالکل محفوظ رہے اور زمین سے جو بخارات نکلتے ہین وہ
بند نہ ہو جائین پھر ان کو صاف پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ کمزوری جاتی رہیگی،
خ مین ہے کہ انجیر کو چیونٹیون سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنے
کو کسی پتھر سے چارون طرف کھرچ دو، کم سے کم ایک بالشت اچھی طرح رگڑ دو،
یہان تک کہ پانی اندر سے نکل جائے پھر گیرو کو پانی مین محلول کرکے اوپر اور نیچے
لگادو، انشاء اللہ چیونٹی قریب بھی نہ آئے گی، یا روغن کا نتران کو پسے ہوئے گوبر
مین مخلوط کرکے درخت کے تنے پر لگا دین، اس سے بھی چیونٹیان اوپر نہ چڑھینگی،
اور اگر یہی لیپ کٹی ہوئی شاخ یا زخمی درخت پر لگادین تو زخم مندمل ہو جائے گا،
بعض نے یہ کہا ہے کہ جس جگہ پر چیونٹیون کی کثرت ہو وہان اگر حنظل کی جڑ جلائی جائے
تو سب ہلاک ہو جائینگی، ق نے کہا کہ چیونٹی، ٹڈی، اور بچھو مین سے جو بھی درخت کو
اذیت پہنچائے، ان مین سے بعض کو پکڑ کے جلا ڈالین تو بقیہ بھاگ جائین گے، اسی
طرح حنظل کی جڑ کے دھوین سے چیونٹیان ہلاک ہو جائین گی، گندھک اور پودینہ
کا سفوف چیونٹی بھر، اور مکھی کے سوراخون پر چھڑک دین تو یہ سب بھاگ جائین گے
ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ بعض درخت کے پتون مین پسّو پیدا ہو جاتے
ہین خصوصاً حب الملوک اور شفتالو، وغیرہ مین بکثرت ہوتے ہین، ان کے پیدا ہونے
کی دو وجہ ہے، ایک یہ کہ چھوٹی چیونٹیان، جنمین تھوڑی بدبو ہوتی ہے، شفتالو وغیرہ
مین بہت زیادہ تعداد مین ہوتی ہین جو جراثیم آنکھون کو خراب کردیتی ہین اور آنکھون سے

شہد کی طرح لیسدار چیز جاری ہو جاتی ہے جسمین کوئی شیرینی نہین ہوتی ہے، یہ جب زیادہ ہو جاتی ہے تو یہ چیونٹیان اور پسو اس پر چمٹ جاتے ہین اور درخت کو خراب کر دیتے ہین، دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ درخت مین بکثرت کھاد پڑ جانے کی وجہ سے درخت کے پتون مین انقباضی شکل پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ کھاد کی گرمی اور آفتاب کی گرمی دونون ملکر درخت کو اعتدالی حالت سے ہٹا دیگی اور انقباضی شکل پیدا کر دیگی، جیساکہ بال ابتداً جب آگ کے قریب کیا جاتا ہے تو منقبض ہو جاتا ہے، اس وقت بھی چیونٹیان وغیرہ ظاہر ہوتی ہین، اُن کا علاج یہ ہے، کہ قیر یا کھریا مٹی کا ایک تھالہ درخت کی جڑ مین اس طرح بنائین کہ درخت کا تنہ اس کے درمیان واقع ہو اور درخت کے اردگرد پانی بھر دین، چیونٹیان جب اس پانی تک پہنچین گی تو وہین رہ جائین گی، آگے نہ بڑھ سکین گی، اور متردد رہینگی، پس ورشان (ایک قسم کی فاختہ ہے) کی ہڈیان جڑ کے متصل رکھدین، سب چیونٹیان اس سے لپٹ جائین گی، پھر اس ہڈی کو زور سے باہر پھینک دین، اس طرح بار بار عمل کرین، یہان تک کہ سب چیونٹیان صاف ہو جائین گی جو چیونٹیان کہ شاخون پر چڑھ چکی ہین، ان سے تغافل نہین برتنا چاہیئے، افسنتین (جس کو ہندی مین ستاور کہتے ہین) کو پانی مین بھگا ڈالین اور ایک دن اور ایک رات اس کو چھوڑ دین، اس کے بعد اس پانی کو شاخون پر چھڑکین، تمام چیونٹیان فنا ہو جائین گی، اور درخت کو ان سے نجات مل جائیگی، درخت مین یہ تقبض جس کا ذکر اوپر ہوا، اگر کھاد کی حرارت کی وجہ سے ہو یا سیاہ زمین ہونے کی وجہ سے ہو تو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیئے کہ درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر اس کو کھول دین اور اس مین

پکی ہوئی سرخ مٹی کے ٹکڑے ڈالین اور پختہ ٹھیکریان اور سنگریزے ڈالین، اس سے خاص فائدہ پہنچیگا، اس کے بعد ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ اس طرح یہ خرابی دفع ہو جائے گی، یا یہ کرین کہ جب تقبض شروع ہو تو جڑ مین پتھر لگا دین

طامین ہے کہ چیونٹیون کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس ظرف کو جسمین شہد یا اس قسم کی چیز ہو جسکو چیونٹیون سے رغبت ہو مینڈھے کے اون سے ڈھک دین یا برتن کے چارون طرف اس قسم کا اون رکھدین تو چیونٹی قریب بھی نہ جائے گی،

سوساد کا قول ہے کہ مقناطیس کا ٹکڑا اگر چیونٹی کے سوراخ پر رکھدیا جائے تو وہ اندر سے کبھی نہ نکلین گی بلکہ زمین کے اندر چلی جائینگی، گیہون کے میدان مین اگر یہ لوہا رکھدیا جائے تو وہان بھی اس کے قریب یہ نہ جاسکین گی، اسی طرح مردہ چمگادڑ کے قریب بھی نہ جائین گی،

انتیسوین اور تیسوین باب مین اس بیان پر کافی بحث کیگئی، خصوصًا تر کاریون کے علاج کے متعلق بہت زیادہ معلومات ہین، عام درختون کے زخم کا علاج ایک یہ بھی ہے کہ زفت (صنوبر کے گوند کو کہتے ہین) اور نطرون (بورۂ ارمنی) کو ملا کر مجروح حصہ پر لیپ کردین، انشاء اللہ زخم اچھا ہو جائے گا،

باب پانزدہم

بعض عجیب اور غریب ترکیبون کا بیان مثلاً خوشبو، مٹھاس یا ادویہ مسہلہ کا درخت
یا سبزی مین داخل کرنے کا طریقہ اور فواکہ کے شیرین کرنے کی ترکیب، ان کے
علاوہ قلمی اور تخمی درختون مین تطعیم کی خاص نادر ترکیبین یہ سب ابن حجاج کی
کتاب سے ماخوذ ہے،

غ کا قول ہے کہ پھلدار درختون مین خواہ انگور ہو یا کوئی سا درخت ہو اکتوبر کے
مہینہ مین جب کہ پانی درخت کے علوی حصہ سے جڑون مین اترتا ہے یہ عمل کیا جائے
اس کا وقت پتون کے جھڑنے کی ابتدا، اور انتہا ر سے معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح
درخت کا مادہ جب نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے تو نئی پتیان اور پھول نکلنے لگتے
ہین، اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جڑ مین جسکو تم پسند کرو زمین کے اندر ہی شگاف
کردو جو مغز تک پہنچ جائے، اور اس سے قبل خوشبو یا شیرینی یا مغزیات مثلاً مغز
بادام وغیرہ یا ادویہ مسہلہ یا تریاق جس کو تم درخت مین داخل کرنا چاہتے ہو تیار کرلو
اس طرح پر مشلاً بڑے درخت کے لیے ایک درہم کافور ایک درہم اور لونگ
پانچ درہم اور اسہال لانے والی دوا نو درہم جو تین گھونٹ کے برابر ہو اسی طرح
اور دوسری چیزین جس کو تم داخل کرنا چاہتے ہو لو اور ان سب کو خوب باریک
پیس ڈالو، ان مین سفید پھٹکری بھی تمام چیزون سے تین گونی مقدار مین پیسکر ڈالو

اور سب کو ایک صاف ستھرے کھرل مین رکھو اور قیر کو بھی پھٹکری کی مقدار کے برابر آگ پر گرم کرو، اور ٹھنڈا کر کے ان دواؤن مین ڈالو، کیونکہ گرمی سے مشک خراب ہوجائے گا، البتہ اس روغن کو جمنے سے بچانے کی ایک ترکیب یہ ہے کہ کھرل کو تھوڑی دیر دھوپ مین رکھکر معمولی حرارت پہنچا دین کیونکہ زیادہ حرارت سے مشک کے خراب ہونے کا خطرہ ہے، پھر ان سب کو کھرل مین خوب حل کر دیا جائے یہان تک کہ سب ایک ہوجائین، اس کے بعد سب کی ایک بتی بنا لی جائے اور یہی بتی اس شق مین جو مغز مین کیا گیا ہے داخل کر دی جائے اور اسی درخت کے مضبوط پوست سے اس مقام کو اچھی طرح باندھ دیا جائے اور اوپر سے سرخ لیسدار مٹی جس مین بال مخلوط کر دیئے جائین، لیپ کی طرح لگا دیجائے، اس طرح پر درخت مین تعطر پیدا ہوجائے گا اور اگر خوشبو کے عوض ادویہ مسہلہ یا شیرینی کو داخل کرو تو اس سے درخت کے پھلون مین قوت آجائے گی اور مٹھاس کا اضافہ ہوگا، بہرحال پھٹکری اور قیر کے ساتھ جونسی دوا چاہو درخت مین داخل کر سکتے ہو، لیکن یہ عمل اس وقت کسی طرح جائز نہین جبکہ درخت کا مادہ یعنی پانی جڑون سے شاخون مین اوپر کی طرف چڑھ رہا ہو، ایسا ربیع یعنی مارچ کے مہینہ مین ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت اس شق سے پانی باہر جاری ہوگا اور اسی کے ساتھ جو دوا داخل کیگئی ہے وہ بھی نکل جائیگی، اسی لیے اس عمل کو اکتوبر اور نومبر کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، جبتک ربیع کا مہینہ آئیگا اس وقت تک یہ شق بھر جائے گا، اور پانی نکلنے کا کوئی منفذ باقی نہین رہیگا، اکتوبر اور نومبر ہی کے مہینہ مین درخت کا مادہ اوپر سے نیچے آتا ہے، اس وقت اس قسم کی دوا داخل کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ مادہ ان ادویات کو جڑ کی ہر رگ و

پے مین پہنچا دیگا، پھر جب یہ درخت کے علوی حصہ کی طرف صعود کرے گا
تو ان ادویات کا اثر بھی اس کے ساتھ اوپر کے حصہ مین پہنچ جائے گا، جب پھول
اور پھل نمودار ہون گے تو ان مین خوشبو مٹھاس اور دوسری چیزون کا اثر معلوم
ہوگا اور اگر یہ عمل پھول اور پھل نکلنے کے بعد کیا جائے تو بھی کچھ نہ کچھ اثر ہوگا،

ان ادویہ کو شاخون اور ترکاریون مین بھی داخل کرتے ہین لیکن اون کی
خوراک بڑے درختون سے کم ہوتی ہے، اسلیے دوا کی مقدار کم رکھی جائے، نغ
کا قول ہے کہ نومبر کے مہینہ مین شاخ کے اس حصہ کے وسط مین جو گڈھے مین
رکھا جائے ایک غیر نافذ سوراخ کرو اور اس شق کو کھولکر کسی نازک آلہ سے اندر
کا مغز نکال لو جو بالکل روئی یا اون کی طرح نرم ہوگا اور اسکی جگہ پر دوا کی یہ بتی داخل
کر دو، داخل کرتے وقت شق کو آلہ سے کھول دو جب داخل کر چکو تو اس کو بند کر دو
اور کھجور یا کسی دوسری چیز کی رسی سے پورے شق کو باندھ
دو اور سرخ لیسدار مٹی مین بال مخلوط کرکے اس مقام پر لگا دو اور اوپر سے کتان
کا ایک ٹکڑا لپیٹ دو اور اس شاخ کو ہانڈی یا بڑے کوزے مین اس طرح
داخل کرو کہ بندش کا مقام وسط ظرف مین پڑے اور ظرف کے نیچے ایک سوراخ
کر دو اور شاخ رکھنے کے بعد اوپر سے خشک سفید مٹی سے کوزے یا کونڈے
کو بھر دو اس کے بعد زمین مین انگور کی طرح گڈھا کھود کر اس شاخ کو کوزہ سمیت
وسط مین رکھدو اور چارون طرف سے مٹی سے گڈھا بھر دو اور پانی سے بقدر ضرورت
سیراب کرو، جب اس مین پھل آئین گے تو وہ خوشبو جو اس شاخ مین داخل کیگئی ہے،
پھلون مین آجائے گی، یہی عمل ان پودون مین ہو سکتا ہے جو منتقل کرکے لگائے

جاتے ہین،

انگور مین جب خوشبو یا شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو یا اس کو مجبب یا تریاق بنانا چاہتے ہو یا اور دوسرے شیرین پھلون کا ذائقہ پیدا کرنا چاہتے ہو تو انگور کی ایک پھلدار شاخ کو خواہ وہ کسی رنگ وروپ کی ہو انتخاب کرو اور اس مین باریک طویل شق بناؤ، یا تو اتنا بڑا بناؤ جتنا کہ شاخ کا حصہ زمین کے اندر رہے گا یا ایک بالشت لانبا بناؤ، بعض نے تو یہ کہا ہے کہ شاخ کو وسط سے اخیر تک پھاڑ ڈالین اور دو حصون پر منقسم کردین اور گرہون کو بچا کر شاخ کے اندر کا مغز آہستہ سے بالکل نکال ڈالین اور ان کی جگہ پر میٹھی چیزون مین سے کوئی چیز داخل کردین، مثلاً شکر، شہد یا سفوف مغز بادام، یا اودیہ مسہلہ مین سے تمر ہندی یا سقمونیا، یا مصبّر، داخل کردین یا عطریات مین سے مشک، کافور، لونگ یا بان[1] (جس کو ہندی مین بکائن کہتے ہین) سے دونون حصون کو بھردین اور دونون کو ملا کر متعدد جگہ کھجور کی رسی سے باندھ دین اور گائے کے تازہ گوبر سے اچھی طرح لیپ کردین، ق کا قول ہے کہ باندھنے کے بعد مٹی اور چوپایون کے غلیظ کو مس کر کے لگادین، پھر اس شاخ کو جہان چاہو تم لگا دو اور پانی سے سیراب کرو اس کے بعد تعمیر اور آب پاشی کا اس وقت تک خیال رکھو جب تک کہ درخت بڑھ نہ جائے، اس شاخ مین جو چیز تم نے ڈالی ہے انشاء اللہ اسی کا ذائقہ پیدا ہوگا،

میرے نزدیک اس ترکیب مین اور اس سے قبل کی ترکیب مین تھوڑا

---

[1] اصل کتاب مین بان کا لفظ ہے جسکے معنی لکھدیئے گئے ہین لیکن بہت ممکن ہے کہ لبان سے یہ لفظ تصحیف ہوگیا ہو، (مترجم)

ہی فرق ہے، صرف اس مین خوشبو اور دیگر ادویات کو قیر کے ساتھ مخلوط کر کے ڈالنے کی صورت نہین بتائی گئی جیسا کہ اوّل مین ذکر کیا گیا، اسی طرح پہلی ترکیب مین شاخ کو کونڈون مین رکھکر زمین مین رکھنے کی تدبیر بتائی گئی ہے، اس مین یہ نہین بتایا گیا، اس بنا پر مین پہلی ترکیب کو زیادہ پسند کرتا ہون،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انگور کی شاخ کو صرف شق کر کے لگا دیا جائے اور اسمین مذکورۂ بالا ادویہ نہ دیئے جائین تو بیدانہ انگور پیدا ہون گے،

خ کا قول ہے کہ مین نے اس کا بارہا تجربہ کیا تو بالکل درست پایا، اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب تم ایسا چاہو تو وہ شاخ جو زمین کے اندر ہے اس کو شق کر کے دو حصون پر کر دو اور اندر کا مغز بہت آہستہ سے کان کھودنے والی سلائی سے نکال ڈالو، اور اس کا خیال رکھو کہ شاخ کے اندرونی حصہ پر کوئی زخم نہ لگنے پائے اور نہ خراش پیدا ہو، پھر ان دونون کو کھجور کی رسی سے باندھکر معتدل گڑھے مین لگا دین اور ہر آٹھوین دن رب العنب[ل] یا شیرۂ انگور پانی مین ملا کر جڑ مین ٹپکائین، یہانتک کہ درخت بڑھ جائے، انشاء اللہ اس سے بیدانہ پھل ہون گے، پہلی ترکیب مین رب یا شیرہ ڈالنے کا ذکر نہین ہے،

گلاب کے پھول مین زردی یا لاجوردی رنگ پیدا کرنے کی ترکیب

غ کا قول ہے کہ دسمبر کے مہینہ مین گلاب کی جڑ کے سیاہ پوست کو دور تک شق کر دین لیکن جڑ سے بالکل الگ نہ کرین، شق کرنے کے بعد چاقو یا کسی دوسرے باریک لوہے سے اس پوست کو ہر طرف سے اٹھا دین، مگر اس کی پوری احتیاط

[ل] دیکھو حل لغات ۱۲۱

کرین کہ علوی یا سفلی جلد جڑ سے بالکل جدا نہ ہو جائے اور درخت کا تنا علی حالہ قائم رہے اس مین بھی جنبش نہ آنے پائے، اس کے بعد نہایت خوشبودار زعفران کو کھرل مین اچھی طرح حل کر کے اس مشقوق پوست اور جڑ کے فرجون مین اچھی طرح لگا دین اور اوپر سے کتان کا ایک ٹکڑہ باندھ دین، پھر تر مٹی سے ڈھک دین اور خشک خاک ڈال کر چھوڑ دین، اب جب پھول آئین گے تو وہ زرد رنگ کے ہونگے،

غ کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا، نہایت خوشنما پھول نکلتے ہین، اور اگر تم لاجوردی رنگ کا پھول چاہو تو زعفران کی جگہ پر فاتح یعنی خوشبودار نیل کو پیسکر لگا دو اس سے پھول نہایت عمدہ لاجوردی رنگ کے ہون گے،

خ کا قول ہے کہ دمشق کے باشندے نے مجھ کو خبر دی کہ اس نے اس نیل کو پانی مین حل کر کے گلاب کی جڑ مین اوائل اکتوبر مین ڈال دیا، اس سے بھی پھول نیلے رنگ کے نکلے، غ کہتا ہے کہ یہ میرے نزدیک ایک فعل عبث ہے، خ کا قول ہے کہ لتیرون[1] کو پانی مین اچھی طرح جوش دیدو اور اس سے دو چار مرتبہ سیراب کرو، اس سے بھی انشاء اللہ پھول زرد رنگ کے نکلین گے،

گلاب مین خلاف موسم پھول لانے کی ترکیب

جب تم چاہو کہ گلاب موسم خریف ہی مین گل لائے تو اس کو پورے موسم گرما مین پیاسا رکھو یعنی پانی سے سیراب نہ کرو، اگست کا مہینہ جب شروع ہو تو اس کو سیراب کرنا شروع کرو، بار بار آب پاشی کرتے رہو یہان تک کہ کلیان نمودار ہو جائین، اس طرح پر انشاء اللہ اکتوبر ہی مین پھول نکل آئین گے، اور ربیع

[1] اصل کتاب مین لیرون ہو، لیکن یہ لفظ صحیح نہین ہے غالباً لیترم یا لتیرون ہوگا، یہ دونون پھول ہین ۱۲ مترجم

مین بھی جس طرح پھول پہلے آتے تھے اسی طرح آئین گے ،

ایک دوسری ترکیب

غ کہتا ہے کہ گلاب کے اوپر کا حصہ جب گرمی کی شدت سے اکتوبر کے مہینہ تک جل جائے تو اس کو آٹھ دن تک متواتر پانی سے سیراب کرتے رہین پھر چار دن ناغہ کرکے دوبارہ سیراب کرین، اسی طرح پانچ مرتبہ ایسا ہی عمل کرین انشاء اللہ متواتر آب پاشی سے کلیان نکل آئین گی اور خریف ہی مین پھول کھلجائینگے اور موسم ربیع مین بھی کوئی کمی نہ پیدا ہوگی ،

ایک اور ترکیب

غ کہتا ہے کہ جو شخص سال مین بلا کسی تعین وقت کے گلاب کے پھول کا خواہشمند ہو تو مئی کے مہینہ مین جبکہ گلاب کے پھول نکل آئے ہون اور ان کے اطراف مین سرخی بھی آگئی ہو اسکی شاخون کو جھکا دے اور پھولون پر مٹی کے نئے چھوٹے کوزے اوندھا رکھدے، اور اوپر سے پتھر کا بوجھ دیکر کوزہ کو اچھی طرح منطبق کردے، لیکن اس کا خیال رہے کہ کثرت بوجھ سے گلاب کی شاخون کا سرا زمین سے نہ لگ جائے، اس سے شاخ مین کجی پیدا ہو جائے گی اور ہمیشہ کے لیے خراب ہو جائے گی، پھر جب تم کو گلاب کے پھول کی ضرورت ہو تو ان کوزون کو ہٹا لو اور شاخون کو اوپر کردو تاکہ اچھی طرح ہوا لگ سکے پھر پھولون کو چن لو ،

ایک دوسری ترکیب

غ کہتا ہے کہ جب گلاب مین پھول آجائین تو وہ اس شاخ کے سمیت

کاٹ لیے جائین جو پھول کے قریب ہوتی ہے اور ایک نئے کوزے مین جس مین
تپلی کھاد بنا کر رکھی ہو ڈبو دین، پہلے ان شاخون کو جنکو عراجین کہتے ہین، رقیق
روغن قیر مین ترکرین اور اُن کوزون مین ڈالدین، اس کے بعد ان کو خاک مین
دفن کر دین، جب پھول کی ضرورت ہو تو اس کو شاخ سے الگ کر کے ایک گھڑی
پانی مین دھوپ کے سامنے رکھین، اسی وقت یہ پھول کھلجائے گا،

ایک اور ترکیب

جو شخص خریف یا اور دوسرے موسم مین گلاب کا پھول چاہتا ہے، اسکو چاہیئے
کہ اگست اور ستمبر کے مہینہ تک گلاب کو پانی سے نہ سیراب کرے، پھر جب پھول
کی ضرورت ہو تو اس کو بار بار پانی سے سیراب کرے، یہانتک کہ پھول نکل جائین،

اسی قسم کی ترکیب سیب کیلئے،

جب تم بے وقت تازہ سیب چاہو تو اس کو بھی پورے گرما مین پیاسا
رکھو اور پانی سے محروم رکھو، ابتدا، اگست سے اس مین پانی ڈالنا شروع کرو،
گلاب کی طرح اس مین بھی متواتر پانی ڈالو، انشاءاللہ بکثرت آب پاشی
کے بعد نئے سیب کے پھل آجائین گے،

سیب کے لئے ایک نئی ترکیب

جب تم چاہو کہ سیب کے پھل مین کوئی تصویر یا کوئی نقش آجائے تو اس کی
ترکیب یہ ہے کہ جب پھل اپنی پوری شکل مین آجائین لیکن ابھی سرخی نہ آئی ہو
تو ان پر جو چاہو لکھدو، یا کوئی تصویر بنا دو، سیاہی خواہ لکھنے کی ہو یا آدن کی ہو
یا آکاندر کو پانی مین محلول کر کے بنائی ہو، یا پتلے قیر یا چونے کو سیاہی کی جگہ پر استعمال

کرین، غرضنکہ ان مین سے کسی سیاہی سے بھی موٹے قلم سے لکھدو یا تصویر بنادو اور اس کے بعد پھل کو ڈھک دو، تاکہ پانی یا شبنم یا پتون کی رگڑ اس نقش کو مٹا نہ سکے، اس کے بعد کچھ دن اسی حالت پر چھوڑ دو، یہانتک کہ پھل مین سرخی آنے لگے جب یہ حالت ہو تو حروف یا نقش کو ہاتھ سے برابر کر دو یا پانی سے دھو دو، انشاء اللہ تمام پھل تو سرخ نظر آئین گے لیکن نقش کی جگہ پر سفید حروف نکل آئین گے،

سفرجل، اترج، امرود، انگور، کدو، کھیرا اور ککڑی مین بھی اس قسم کا عمل کرتے ہین، جس سے ان مین بھی شکلین پیدا ہو جاتی ہین، پھلون کو جب ابتدائی شکل مین ہوتے ہین، کسی نرم قالب مین داخل کر دو، پس جس قسم کا قالب ہوگا اسی شکل کا پھل ہوگا، اگر اس مین کسی حیوان کی صورت بنی ہوگی تو وہی صورت پھل مین منعکس ہو جائے گی اور اگر کچھ لکھا ہوگا تو وہ بھی اٹھ آئے گا، خصوصاً اترج مین یہ عمل خصوصیت سے کیا جاتا ہے، ق کا قول ہے کہ اترج کے پھل کو اس سے قبل کہ وہ اچھی طرح تیار ہو کسی شیشہ یا مٹی کے ظرف مین داخل کر دو، اس ظرف مین ایسے شقوق ہون کہ جس سے ہوا پھلون تک پہنچ سکے، اس طرح پر ہر پھل کو ایک ظرف مین داخل کر دو اور ان ظروف کے نیچے ایک لکڑی باندھ دو تاکہ یہ ظروف ان لکڑیون پر ٹنگے رہین، اب جب اترج کے پھل نکالے جائین گے تو وہ ان ظروف کے بالکل برابر ہون گے اور ان کا نقش نہین اٹھ آئے گا،

انگور کے پھل جب بہت زیادہ لانبے اور بڑے کرنے کی خواہش ہو تو کسی خوشے کو لو خصوصاً اس انگور کے خوشے کو لو جس کے دانے زیتونی انگور کے مثل لانبے ہوتے ہین بخواہ سفید یا سرخ یا سیاہ رنگ کے ہون، یا خود اصابع العذاری

جس کو فارسی مین زیتونی کہتے ہین، ان کے خوشون کو لین اور کاگ یا نرکل جس سے قلم بناتے ہین، ان کے انگلیون کے برابر یا اس سے ذرا چھوٹے ٹکڑے کر لین اور اندر سے خول بنا دین، پھر ہر ٹکڑے کو ہر پھل مین داخل کر دین اور ہر ایک کو خوشے کی جڑ مین باندھ دین، تاکہ پھل نکلنے نہ پائین، جب انگور تیار ہو گا تو جتنے بڑے ٹکڑے ہون گے، انھین کے برابر پھل ہون گے، اگر یہ ٹکڑے لکڑی کے بجائے تانبے کے بنا لیے جائین تو اور اچھا ہو، ان ٹکڑون مین اگر سوراخ کر دیا جائے تو یہی نشانات پھلون پر بھی ہون گے،

انگور کیلئے ایک دوسری ترکیب

خ کا قول ہے کہ انگور ریحانی جو صنوبری شکل کا ہوتا ہے جب اس کے پھل چھوٹے ہون تو اس کے خوشون کو کسی اچھے قالب یا بانس کی نے مین داخل کر دین اور دونون طرف سے اس کو باندھ دین یا مٹی کے چھوٹے ظروف مین جسمین ہوا کیلئے سوراخ کر دیئے جائین، یہ خوشے داخل کر دیئے جائین، یہ خوشے اس مین اچھی طرح بڑھین گے، پھر یہ ظرف توڑ کر نکال لیا جائے تو یہ خوشے ظرف کے برابر نظر آئین گے،

کدو، اور لکڑی کی وہ قسم جس کو شامی کہتے ہین، جب اس کے پھل چھوٹے ہون تو ان کو اسی طرح قالب یا مٹی کے ظرف مین داخل کر دین اور پھر اس کو زمین مین اس طور پر دفن کرین کہ قالب کا ایک جانب جس طرف سے ہوا کے آنے کا راستہ ہو کھلا رکھین اور دوسری طرف مٹی ڈال دین، یہ پھل قالب کے قد کے برابر لانبے ہون گے، اور اگر قالب مین کوئی تصویر یا نقش ہو گا تو وہ بھی ان مین مرتسم ہو جائے گا،

انگور مین بعض دیگر اوصاف پیدا کرنے کا طریقہ

اگر یہ تم چاہو کہ ایک ہی درخت مین انگور مختلف رنگ کے ہون یعنی سیاہ، سفید اور سرخ سب ہی ہون تو ہر رنگ کے درخت کی ایک اچھی شاخ اس وقت لو جب کہ درخت مین پانی جاری ہو اور ان مین سے ہر ایک کو ایک چکنی لکڑی پر رکھکر دوسری چکنی لکڑی سے کچل ڈالو لیکن آنکھون کو محفوظ رکھو پھر ان سب کو ملا کر کئی جگہ پر باندھ دو تاکہ کھلنے نہ پائین اور اوپر سے تازہ گوبر لگا دو، بعض یہ کہتے ہین کہ ان سب کو اسی طرح بٹ دیا جائے جس طرح رسی یا ڈوری بٹی جاتی ہے تاکہ کسی طرح بھی جدا نہ ہو سکین، بعض یہ کہتے ہین کہ کچلنے کی کوئی ضرورت نہین ہے، شاخون کے اطراف کو کاٹ کر سب کو برابر کر کے باندھ دین حتی کہ ہر ایک کی آنکھ دوسرے کی آنکھ کے متصل ہو جائے، شاخ کے اس گڈھے کو بیل کی سینگ یا کسی دوسری ہڈی مین داخل کر دین اور اسکو تازہ گوبر سے اچھی طرح بھر دین، پھر اس گٹھے کو عمدہ مٹی کے گڈھے مین اس طرح رکھین کہ سینگ پوری زمین مین چلی جائے، اور شاخ کے پتلے سرون کو کم سے کم تین انگل کے برابر گڈھے سے باہر رکھین، اور ہڈی یا سینگ کے اندر کم سے کم چار آنکھون کو رکھین، اس کے بعد پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، تین سال یا بقول بعض دو سال کے اندر یہ سب شاخین ایک تنے کی شکل مین ہو جائین گی، اتنی مدت گذرنے کے بعد مٹی ہٹا کر سینگ یا ہڈی کو توڑ کر دیکھو تو تم کو معلوم ہو گا کہ یہ سب متحد ہو کر ایک ہو گئی ہین، پس جو شاخین کہ ہڈی سے باہر الگ نکل آئی ہون ان کو کاٹ ڈالو اور پھر سینگ کو زمین مین

دفن کردو، لیکن تھوڑا حصہ مٹی کے باہر رکھو اور اس کے بعد پانی ڈالتے رہو اور
ایک شاخ کے سوا جو اس پتے سے نکلی ہو، بقیہ کو کاٹتے جاؤ، کیونکہ اس شاخ سے
انگور مختلف رنگ کے پیدا ہون گے،

ایک اور ترکیب،

مختلف رنگ کے انگور پیدا کرنے کی یہ بھی ترکیب ہے، کہ مختلف انگور کی
شاخون کے متوسط حصہ کو چیر دیا جائے اور یہ تراش آنکھون مین واقع ہو، خ کا
قول ہے کہ یہ تراش مغز مین بھی واقع ہو، پھر ایک شاخ کے شق کو دوسری شاخ
کے شق سے ملاتے جائین اور ان سب کو مضبوطی سے باندھ دین اور گائے کا گوبر
اور انگور کی پتیون مین لپیٹ دین، اور ان کے اوپر کالی چکنی مٹی یا پسی ہوئی پیاز
دشتی کا لیپ چڑھا دین اور پھر اس کو گڈھے مین لگا دین،

بعض یہ کہتے ہین کہ ہر شاخ کو آہستہ سے شق کرین تا کہ گرہ پھٹنے سے محفوظ رہے
اور ہر شاخ کو دوسری شاخ کے خلاف سمت مین ملا دین یعنی ایک شاخ کے ایک
جانب شق ہو تو دوسری شاخ کو شق کے خلاف جانب سے ملائین اور آنکھون کو برابر
کر کے باندھ دین، ایسا معلوم ہو کہ سب ایک ہی شاخ ہین، اوپر سے گوبر اور مٹی
کا لیپ چڑھا دین اور پھر زمین مین نصب کر دین، بعض کا یہ قول ہے کہ ہر شاخ
مین شق کیا جائے لیکن آنکھین محفوظ رکھی جائین اور ہر شاخ کے نصف حصہ سفلی
کو آہستہ سے کچل ڈالا جائے اور پھر سب کو ملا کر باندھ دیا جائے، گوبر لگا دینے کے
بعد ایک اچھی مٹی والی زمین مین ایک طرف جھکا کر لگا دین، گڈھے کی گہرائی
کم سے کم ایک ہاتھ رکھنی چاہیئے، شاخ کی کم سے کم دو آنکھین زمین کے اوپر رہنی چاہیئین

اس عمل کے بعد پانی سے سیراب کرین اور روزانہ پانی چھڑک دیا کرین، اور بعض
کے نزدیک ہر تیسرے دن پانی سے سیراب کرین اور بقول بعض ہر پانچوین
دن پانی ڈالا کرین، انشاء اللہ یہ مختلف شاخین ایک ہو جائین گی اور جب پھل
آئین گے تو ہر خوشے مین مختلف رنگ کے پھل ہون گے اور خوشون کے بھی رنگ
الگ الگ ہون گے، بعض کا یہ قول ہے کہ اس عمل کے بعد جب شاخین بڑھنے
لگین تو ان کو دوسری جگہ پر منتقل کر دین،

انگور کے لیے ایک اور ترکیب

طائین ہے کہ انگور کے پھل جب نمودار ہون تو بادرنجبویہ کی جڑ انگور کے
تنے پر لٹکا دین اور پھلون کے بڑھنے تک اس کو اسی جگہ پر چھوڑ دین، اس سے
یہ ہوگا کہ انگور کے شیرہ مین بادرنجبویہ کا ذائقہ اور اس کی خوشبو معلوم ہوگی اور اسکی
شراب مضر نہ ہوگی، بلکہ نافع ہوگی،

اسی طرح اگر تم چاہو کہ انگور مین آس کی خوشبو آجائے تو انگور کی شاخ کے
قریب آس کی شاخ نصب کر دو یہان تک کہ وہ نشو و نما پا جائے، اوس کے
بعد جب پھل آئین گے تو ان مین آس کی خوشبو ہوگی، اور اگر تم یہ چاہو کہ انگور بہت
زیادہ خوش ذائقہ ہو، تو شاخ مین زمین کے اندر رکھنے سے قبل زیتون کا روغن
مالش کر دو، بلکہ آخری حصہ کو روغن ہی مین بھگا دو، طائین یہ بھی ہے کہ جب تم
انگور مین ضرورت سے زیادہ شیرینی پیدا کرنا چاہو تو کھجور کے شیرہ کو میٹھے پانی مین
مخلوط کر کے عرصہ تک انگور کی جڑ کو سیراب کرتے رہو، کم سے کم پچاس دن تک
ایسا کرو، بلکہ بعض نے یہ کہا ہے کہ آخر وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس سے

انشاء اللہ انگور مین بہت زیادہ مٹھاس پیدا ہو جائے گی، کیونکہ اس کو روزانہ شیرین غذا دیگئی ہے، بلاشبہہ یہ انگور بہترین قسم کا انگور ہو گا،

جب خوشون پر دھوپ کم پڑتی ہو تو آس پاس کے پتون کو توڑ دین تا کہ آفتاب کی حدت پوری پہنچے کیونکہ دھوپ سے شیرینی مین اضافہ ہوتا ہے، ابن حزاز کا قول ہے کہ خربق سیاہ کو انگور کی جڑ کے قریب لگائین تو اس سے یہ ہو گا کہ اس انگور کی شراب اسہال لانے والی ہو گی،

درختِ انجیر کے لیے چند ترکیبین

انجیر مین بھی اگر تم متعدد رنگ کے انجیر پیدا کرنا چاہو، یا ایک ہی پھل مین متعدد رنگین خطوط پیدا کرنا چاہو تو مختلف رنگ کے انجیر کی شاخین انتخاب کرو، مثلاً سیاہ کی ایک، سرخ کی ایک، اور سفید کی ایک، یا جس رنگ کی چاہو منتخب کر لو، لیکن تپلی شاخون کا انتخاب کرو، اور ہر شاخ کی پوست کو ایک جانب چھیل ڈالو، اور مغز سے الگ کر لو لیکن جدا نہ کرو، پھر ایک شاخ کی پوست دوسری شاخ کی پوست کے نیچے رکھکر دونون کو ملا دو اور اسی طرح زمین مین نصب کرو جس طرح انگور مین بتایا گیا ہے، بعض نے اس مین بھی شاخون کے کچلنے کی صورت جائز رکھی ہے، جیسا کہ انگور کے بیان مین جا چکا ہے،

ان شاخون کو آپس مین رسی کی طرح بٹ دینا چاہیئے اور کئی جگہ مضبوطی سے باندھ دینا چاہیئے اور پھر گوبر یا پیاز دشتی کا لیپ چڑھا دینا چاہیئے، جیسا کہ انگور کے بیان مین جا چکا، اوائل جنوری مین یہ عمل کرنا اچھا ہو گا، بعض نے یہ بتایا ہے کہ جب

مٹی مین یہ شاخین نصب کیجائین، اس مین گدھے کی لید اور چنے کا بھوسہ مخلوط کردین، نصب کرنے کے بعد پانی سے اچھی طرح سیراب کرین، جب شاخین بڑھنے لگین تو آہستہ سے سب کو آپس مین بٹ دین، گویا سب کو ایک شاخ بنا دین، پھر اس پر گوبر کا لیپ لگا دین، اس کے بعد ان کو زمین مین داب دین، شاخین بڑھ کر ایک ہوجائینگی، دو سال کے بعد اس کو دوسری مناسب جگہ پر منتقل کردین، اس کے پھل مختلف الالوان ہون گے، بعض کی یہ رائے ہے کہ شاخون کو بغیر کچلے ہوئے آپس مین ملا کر بٹ دین پھر ان کو باندھ کر بقیہ عمل کرین،

بعض یہ کہتے ہین کہ مختلف رنگ کے انجیر کی شاخون کو کاٹ کر ملا دین اور ان کو تین جگہ پر باندھ دین، پھر ایک ہانڈی یا کونڈے مین سوراخ کرکے ان کو داخل کردین اور اس کو مٹی سے بھر دین، جو حصہ کہ ظرف کے اندر رہے گا، وہ ملکر ایک رہے گا، اور جو باہر رہے گا ان مین اگر زیادہ شاخین پھوٹین تو ان کو کاٹ ڈالین، اس طرح پر اس کو ترقی دیتے رہین، انشاء اللہ شاخون کے رنگ کے مانند انجیر کے پھل بھی ہون گے، ہر آنکھ مین تین انجیر ہون گے اور تینون کے رنگ جدا جدا ہون گے، بعض نے یہ کہا کہ ان شاخون کو سینگ یا ہڈی مین داخل کردین، اور اوپر سے مٹی لگا دین، پھر ان کو گڈھے مین نصب کردین، ایک یا دو سال کے بعد اس کو مناسب جگہ پر منتقل کردین، انشاء اللہ مختلف رنگ کے انجیر پیدا ہون گے،

ایک دوسری ترکیب،

طائین ہے کہ انکی نئی ترکیب یہ ہے کہ مختلف رنگ کے انجیر کے تخم لیے جائین،

اوران کو پہلے خشک گوبر یا خشک غلیظ مین مخلوط کر دیا جائے پھر کتان کے کپڑے مین ان کو ایک جگہ باندھ دیا جائے، اور اس تھیلی کے اوپر بھی گوبر اچھی طرح لگا دیا جائے، پھر اس کو اچھی زمین مین دفن کر دیا جائے، اس کے بعد اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہین اور برابر نگرانی رکھین، جس طرح فواکہ کی تخم ریزی کے بعد نگرانی کیجاتی ہے، جب ان مین نمو پیدا ہو اور شاخین نکلین تو اسی وقت ان کو آپس مین بٹ دینا چاہیئے، اور باندھ کر گوبر سے لیپ دینا چاہیئے، اس کے بعد تکبیس کا عمل کرین، جب یہ اور بڑھ جائین تو ان کو دوسری جگہ پر منتقل کردین اور اکثر حصہ زمین کے اندر رکھین، اور آب پاشی کا پورا خیال رکھین، انشاء اللہ رنگ برنگ کے انجیر نکلین گے، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اگر یہی عمل تخم انگور کے ساتھ کیا جائے تو یہی نتیجہ اس مین بھی مترتب ہوگا،

دوسرے فلاح کا قول ہے کہ مختلف رنگ کے انجیر کی آنکھین کاٹ کر ایک جگہ لگا دی جائین، جب یہ بڑھ جائین تو ان کے ساتھ بقیہ عمل مذکور کیا جائے، اسی پر قیاس کر کے بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اگر اس طرح انگور کی آنکھین لگائی جائین تو پھل مختلف رنگ کے آئین گے،

غریب بن معین کا قول ہے کہ جب مختلف رنگ کے انگور ایک ہی جگہ پر ہون خواہ منڈوے پر ہون یا درختون کے تنے پر ان کی شاخون کے ساتھ بغیر الگ کئے ہوئے یہی عمل تکبیس کیا جا سکتا ہے، جب یہ بڑھین تو دوسری جگہ پر منتقل کر سکتے ہین، بلکہ یہ زیادہ محفوظ طریقہ ہے، اس مین یہ شاخین اپنی جڑ دن سے غذا بھی حاصل کر سکتی ہین،

انار، شفتالو، اور امرود مین بعض صفات پیدا کرنے کا طریقہ

ق اور دوسری کتابون مین ہے کہ ان درختون کی شاخین کاٹ لیجائین،
اور ان مین ایک ہاتھ سے کچھ کم طویل شق کیا جائے اور آہستہ سے مغز نکال لین
اور پھر ان کو کھجور کی مضبوط رسی سے باندھ دین اور زمین مین لگادین، جب یہ جڑ پکڑ لین
اور اوپر کی جانب پتے وغیرہ نکل آئین تو اس مشقوق شاخ کے علاوہ دوسری شاخون
کو کاٹ ڈالین اور پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، اسی طرح زمین کو بھی درست
کرتے رہین، انشاءاللہ جب یہ شاخ درخت کی صورت اختیار کرلے گی تو اسکے
پھل بے دانہ ہون گے،

ق مین ہے کہ مشقوق حصہ کم سے کم تین انگل زمین کے اوپر رہنا چاہیئے،
اور اگر یہی عمل امرود کے ساتھ کیا جائے تو امرود کے پھل بہت نرم ہونگے اور انکی
صلابت دفع ہوجائے گی، شفتالو کی جڑ کھول کر اس مین سوراخ کرین اور مغز نکال
لین اور اس سوراخ مین غرب (فارسی مین بدہ کہتے ہین) کی شاخ کو داخل کردین،
انشاءاللہ اسکی گٹھلیان کم ہوجائین گی، اس سے قبل انگور کے متعلق یہ ترکیب بیان
کیجاچکی ہے اور اسکی شاخ کو بھی اسی طرح لگائین تو بے دانہ انگور ہون گے،

مدائنی کی کتاب الخواص سے گل خیرو مین بعض خوبیان پیدا کرنے کی ترکیب

اگر تم چاہو کہ گل خیرو ابلق رنگ کا ہو تو گل خیرو سرخ اور سفید کا ایک ایک
یا دو دو پودہ لو اور دونون کو بٹ کر زمین مین لگادو، اس کے بعد آب پاشی کا

برابر خیال رکھو، انشاء اللہ اس مشترک درخت کے پھول ابلق رنگ کے ہون گے،

اس کی ایک اور ترکیب

سفید اور سرخ کے تخم ایک ہی جگہ بوئے جائین، جب یہ پودے کی شکل اختیار کر لین تو دونون کو لپیٹ دو اور رسی کی طرح بٹ دو پھر ان مین بانس یا لکڑی کا حلقہ ڈال دو تاکہ ایک جگہ جمع رہین، اس کے بعد ان کی شاخون کو زمین مین داب دو جیسے تکبیس مین عمل کرتے ہین اور اطراف و جوانب کو باہر رہنے دو، اس کے پھول نہایت خوشنما ابلق رنگ کے ہون گے،

اس سے قبل خوشبو، شیرینی، اور ادویہ مسہلہ کے درخت مین داخل کرنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ وہ انگور، انجیر، انار، شفتالو، امرود، گل خیر و سب کے لیے برابر ہے،

نارنج، ریحان، سرو، صنوبر وغیرہ جو ایک ہی تنے پر قائم رہتی ہین اور جنمین سے بعض خوش منظر اور ہمیشہ سرسبز اور شاداب رہتے ہین، انمین بعض اوصاف پیدا کرنے کی ترکیب،

اگر تم یہ چاہو کہ درخت وسط حوض یا وسط نہر مین ہو تاکہ ان درختون کا حسن اور دوبالا ہو جائے اور تالاب مین سایہ کی خوشنمائی نظر آئے تو حوض یا تالاب مین جب پانی نہ ہو تو اسفل مین ایک گڈھا کھود دو اور ان درختون مین سے کوئی درخت لگاؤ جو ایک ہی تنے پر قائم رہتے ہون، لگانے کے بعد اسکو برابر پانی سے سیراب کرتے رہو، جب یہ نشو و نما پا جائے تو مٹی کے بڑے بڑے حلقے جو کنوین مین لگائے جاتے ہین لائے جائین، جو درخت کے تنے سے دائرہ مین بڑے ہون، اس حلقہ کو دو حصون

پر منقسم کرین اور دونون کو دو طرف سے تنے مین داخل کرین اور پھر اس کا حلقہ برابر کر کے بٹھادین، گویا تنے مین ایک طوق کی شکل نظر آئے، اس حلقہ کے پہنانے کے بعد گچ اور ریت کو ملا کر اس سے منافذ کو بند کر دین، اس کے بعد ایک دوسرا حلقہ اس سے ذرا بڑا لین اور اسکو بھی اسی طرح پہلے حلقہ سے اوپر رکھین، اور دونون کا جوڑ ایک ہی جگہ پر واقع ہو اور ان دونون کے درمیان کو گچ اور ریت سے اچھی طرح جوڑ دین، پھر تیسرا حلقہ لین اور اس کو بھی اسی طرح دوسرے کے اوپر رکھین اور گچ اور ریت سے بند کر دین، اس کے بعد بھی اگر پورا استحکام نہ ہو تو ان حلقون کے اوپر اور نیچے لوہا پگھلا کر ڈالدین، مقصود یہ ہے کہ سطح حوض سے یہ بلند ہو تاکہ جب حوض مین پانی آجائے تو سوراخون کے اندر نہ گھس جائے اور درخت کو خراب نہ کردے، اسی لیے لکھا ہے کہ مٹی کے ان حلقون کو اچھی طرح جما دین اور کوئی سوراخ باقی نہ رکھین، کیونکہ یہ درخت حوض یا تالاب کے درمیان واقع ہے، اور ان دونون کے پانی مین ملاحت ہوتی ہے جس سے درخت کو نقصان پہنچتا ہے، نمکین پانی سے ترکاریون کو جو نقصان پہنچتا ہے، اس کا ذکر کدو اور ککڑی مین کیا جاچکا ہے،

طط مین ہے کہ جب تم یہ چاہو کہ ترکاریون مین مختلف رنگ اور خوشبو ہو تو اونٹ کی مینگنیون مین سوراخ کر کے خس[1]، کرفس، وغیرہ کے دو یا تین بیج ڈال دو، پھر سب کو زمین مین بو دو، اور اوپر سے اچھی مٹی ڈال دو، اور بدبودار پسی ہوئی کھاد بھی ملا دو، اس کے بعد پانی سے حسب ضرورت سیراب کر دو، جب ان مین نمو ہو گا تو ان کی جڑ ایک ہی ہو گی، اسی طرح خس کے عوض چقندر کے بیج ڈالو تو بھی

[1] یہ لفظ اسی طرح ہے، نہ معلوم کونسا خس مراد ہے، ۱۲

یہی فائدہ ہوگا،

ص کی کتاب مین ہے کہ بھیڑ اور بکری کی مینگنی مین سوراخ کرکے خس یا دوسری چیزون کے تخم داخل کردو اور ایک عمیق گڈھے مین دفن کردو جسکو پہلے سے کھاد وغیرہ ڈال کر درست کیا گیا ہو، اور اس کے بعد پانی سے سیراب کرو تو ان سے ایک ہی درخت تیار ہوگا بعض یہ کہتے ہین کہ دو تین مینگنیون کو کوٹ لیا جائے اور اسمین یہ تخم مخلوط کردیا جائے پھر ان سب کو تھیلی مین رکھکر زمین مین دفن کردین اور بقیہ عمل وہی کرین جو بتایا گیا ہے،

شلجم اور مولی کے بڑے بڑے پھل اگر پیدا کرنا چاہو تو ان کے بہت سے پھل مین سوراخ کرو اور ان مین تقریبًا نصف بھوسہ بھردو اور پھر ان مین مٹی اور کھاد ڈالدو اس کے بعد مولی یا شلجم کے تخم ڈالکر ان کو زمین مین دفن کردو، انشاء اللہ پھل بہت بڑے بڑے ہون گے،

دھنیا اگر بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنا چاہو تو ایک مینڈھے کو پکڑو اور اسکے خصیون کو پانی سے خوب دھودو اور یہ پانی تعمیر شدہ زمین مین ڈالدو انشاء اللہ اسی طرح دھنیا پیدا ہوگا،

اسی طرح سویا کے متعلق لکھا ہے، افریقایوس کا قول ہے کہ جب تم اس کو بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنے کا ارادہ کرو تو گرم پانی تیار شدہ زمین مین یعنی جو کھاد وغیرہ ڈالکر درست لیگئی ہو، ڈالتے رہو، ایک سال کے بعد اس مین سویا پیدا ہوگا، اسی طرح شہدانج جسکو قنب بھی کہتے ہین، اس کے تخم زمین مین بوئے جائین، اور ان کو گرم پانی سے سیراب کرکے کپڑے سے ڈھک دیا جائے تو فورًا اگنے لگین گے، بعض کہتے

ہین کہ ایک دن مین تیار ہو جائین گے،

باب الترکیب پر نظر ڈالو جس مین ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ مرکب کرنے کی تدبیر اور میوز کو بلا کسی جڑ کے پیدا کرنے کی ترکیب نیز خربوزہ اور کدو وغیرہ کو دوسرے انواع درخت مین مرکب کرنے کی صورتین مفصل درج ہین،

البتہ ط مین ایک عجیب وغریب بات یہ لکھی ہے کہ ماسی کہتا ہے کہ جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ انار کے درخت مین اس سال کتنے پھل آئین گے تو اوسکا طریقہ یہ ہے کہ جب انار مین اوّل اوّل پھول آئین تو ان چھوٹے دانون کو شمار کرلے، جتنے اس مین دانے ہون گے اسی قدر پھل آئین گے، بعض یہ کہتے ہین کہ انار کا کوئی پھل توڑلے اور اس کے دانے گن ڈالے، جس قدر اس کے دانے ہون گے اسی قدر اُس مین پھل آئین گے، لیکن اس ترکیب کا اب تک کسی نے تجربہ نہین کیا ہے، ممکن ہے کہ تجربہ کے بعد صحیح ثابت ہو،

باب شانزدہم
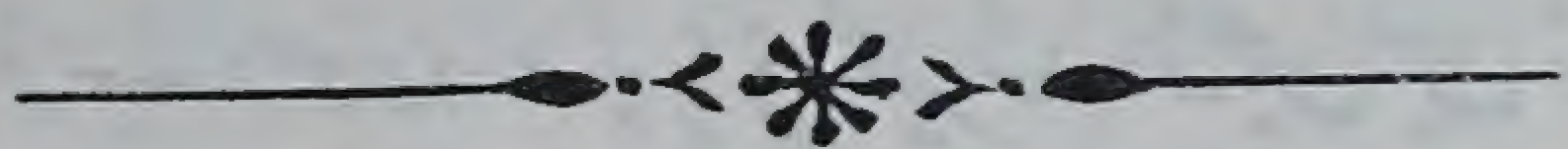
تازہ اور خشک میوون کے جمع کرنے کا طریقہ، نیز تخم اور چھوٹے بیج کی حفاظت کی ترکیب اور بعض ترکاریون کے رکھنے کا طریقہ،

میوہ اور دوسرے پھلون کے رکھنے کی جگہ صاف ستھری، بار دار اور عمدہ ہوا والی جگہ ہونی چاہیئے، خراب ہوا والی جگہ سے نقصان پہنچتا ہے، کبھی سفرجل کو عام میوہ جات کے ساتھ نہ رکھین، کیونکہ یہ تازہ پھلون کے لیے مضر ہے،

انگور کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ انجیر کی لکڑی اور پتیون کی راکھ کو خوشون پر چھڑک کر مذکورۂ بالا مقام پر رکھدین، عرصہ تک یہ پھل تر و تازہ رہین گے، یا خوشون کو خرفہ کے عرق مین ڈبو دین، اس سے بھی عرصہ تک پھل خراب نہ ہون گے، اسی طرح اگر بھٹکری کے پانی مین ڈبو دین تو یہ پھل ایک سال تک اچھی حالت مین رہین گے، ق کا قول ہے کہ جر ذون اور انجیر کی راکھ کو پانی مین ملا دین اور اس پانی کو جوش دین جب یہ پانی ٹھنڈا ہو جائے تو ان مین انگور کے خوشون کو ڈبویا جائے، پھر خوشون کا پانی خشک کر کے ان کو جو کے بھوسہ مین رکھ کر کسی بلند مقام پر رکھین، انشاء اللہ ایک زمانہ تک انگور اچھے رہین گے، یہی طریقۂ عمل تمام دوسرے تازہ میوون کے ساتھ کیا جائے تو مفید ہوگا، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ساکھو اور چاول کی لکڑیون کا برادہ اور انگور کی راکھ کو پانی مین ملا ڈالین اور اُن کا لعاب نکالین اور اسی لعاب مین خوشون کو تر کرین پھر کسی عمدہ مقام پر انکو

لٹکا دین، ایک ترکیب یہ ہے کہ گوبر مین سفید مٹی ملا کر اس سے ایک برتن بنائین، اور اس کا اطمینان کرلین کہ اس مین شق نہ ہوگا یعنی اچھی طرح گوندھ کر بنائین پھر اس ظرف مین انگور کے خوشے رکھین اور اوپر سے مٹی لگا کر بند کر دین، اس کے بعد اسکو صاف جگہ پر لٹکا دین، نوروز کے دن تک یہ خوشے اچھے رہین گے،

ق اور دوسرون کا قول ہے کہ انگور خواہ سفید ہون یا سیاہ ان کے ان خوشون کا انتخاب کرین جنمین ابھی صلابت ہو لیکن اچھی طرح پختہ ہو گئے ہون اور شیرینی آگئی ہو۔ ان خوشون کو تیز چاقو سے طلوع آفتاب کے بعد کاٹین بلکہ اسوقت ایسا کرین جبکہ شبنم خشک ہوجائے اور چاند کے گھٹاؤ کا زمانہ شروع ہو جائے یعنی پندرہوین یا سولھوین تاریخ ہو یا نومبر کے اخیر عشرہ مین کاٹین اور خوشون مین سے جو خراب یا کچے پھل ہون ان کو نکال ڈالین، پھر ان کے لیے نئے مٹی کے ظروف لیے جائین جنمین جو یا اشقالیہ کا بھوسہ ڈالین، ایک تہ انگور کے خوشون کی رکھین اور دوسری تہ بھوسہ کی رکھین اسی طرح تہ بتہ جماتے چلے جائین، جب ظرف بھر جائے تو اس پر مٹی چھڑک کر دوسری مٹی سے منھ کو بند کر دین، اور ظرف کو کسی ایسی جگہ رکھین جہان آفتاب کی حدت نہ پہنچے، اس طرح ایک سال تک پھل محفوظ رہین گے، بعض یہ کہتے ہین کہ خوشون کو نمک کے پانی مین خوب بھگا دیا جائے پھر باجرہ یا باقلا مصری، یا باقلہ یا جو مین سے کسی کا بھوسہ ملجائے اس پر اس کو پھیلا دین، یہ جگہ جہان یہ رکھے جائین بارد ہو، نہ وہان دھوپ کا اثر ہو اور نہ آگ جلائی جائے اس سے بھی انگور ایک زمانہ تک اپنی اصلی حالت پر قائم رہین گے،

ق کا قول ہے کہ عمدہ خوشۂ انگور کو مٹی کے ایک ظرف مین رکھین اور اوپر سے شیرین مٹی کے موٹے ذرات ڈالدین، جب تم اس مین سے نکالکر کھانا چاہو تو

کھانے سے قبل ان کو پانی سے دھوڈالو تاکہ یہ صاف ہوجائین بعض کی یہ رائے ہے کہ خوشے کو مٹی کے نئے برتن مین رکھکر اوپر سے ایک چمڑا کسکر مڑھ دین اور اس ظرف کو زمین مین دفن کردین، جب تم نکالوگے تو انگور اچھے نظر آئین گے، اسی طرح اس ظرف کو گلے تک مٹی کے بجائے پانی مین ڈبو دین توبھی یہی فائدہ ہوگا، ق کا قول ہے کہ خوشے، شاخ اور پتے سمیت کاٹ لیے جائین اور پگھلے ہوئے روغنِ قیر مین کٹی ہوئی ڈنڈی کو ڈبو دین اور پھر ہر خوشے کو الگ الگ لٹکا دین، یہ موسم سرما تک باقی رہین گے، اگر انگور باقلا کے بھوسے پر پھیلا دیا جائے تو اس کے قریب جنگلی چوہے بھی نہ آئین گے اور یہ عرصہ تک اپنی حالت پر رہے گا،

لکڑی کا برادہ یا جرہ کے آٹے کے ساتھ ملا لیا جائے اور روغنِ قیر سے رنگے ہوئے برتن مین ایک تہ اس برادہ کی اور دوسری تہ انگور کی رکھین، یہان تک کہ یہ ظرف بھر جائے،

احمد بن ابی خالد صاحب کتاب کیمیا الطعام لکھتے ہین کہ انگور کو تر و تازہ رکھنے کی سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ بارش کے پانی کو خوب پکائین، یہان تک کہ اس کا ثلث حصہ باقی رہ جائے، پھر جب پانی بالکل ٹھنڈا ہوجائے تو شیشے یا مٹی کے ظرف مین رکھین اور اس مین جس قدر خوشے سما سکین ڈال دین اور اس کو بند کرکے کسی بلند جگہ پر رکھدین،

ق نے ایسا ہی بیان کیا، ایک دوسرے فلاح کا قول ہے کہ اس ظرف کے منھ کو گچ سے بند کردین اور ایسی جگہ پر رکھین جہان نہ تو آفتاب کی گرمی پہنچے اور نہ آگ کی حرارت کا اثر ہو اور نہ دھوان پہنچ سکے،

بعض یہ کہتے ہین کہ جو کے ڈھیر مین اگر انگور کے خوشے رکھدیئے جائین تو خراب نہ ہون گے، اسی طرح ہر خوشہ ڈنڈی سمیت توڑ لیا جائے یا چند خوشون کی ایک شاخ توڑ لیجائے اور شیرۂ انگور مین بھگا کر مکان مین لٹکا دی جائے یا گیہون، جو، باقلا کے بھوسے پر اس طرح پھیلا دیا جائے کہ ایک دوسرے کو مس نہ کرین تو عرصہ تک انگور اچھے رہین گے اور اگر انھین کو گیہون کے انبار کے قریب لٹکا دیا جائے تو یہ اور عمدہ رہین گے،

ابن زہر نے کتاب الاغذیہ مین لکھا ہے کہ خوشون کو الٹا لٹکا دین، جب ضرورت کھانے کی پیش آئے تو اس مین سے توڑ کر گرم پانی مین دھو لیا جائے پھر کھایا جائے۔ حس مین ہے کہ خوشون کو بڑے بڑے گھڑون مین لٹکا دین، اس طرح پر کہ خوشے گھڑے سے مس نہ کر سکین،

یا یہ کیا جائے کہ انجیر اور انگور کی لکڑیون کی راکھ کو پانی مین کھولا یا جائے اور اس مین ان خوشون کو ڈبو دیا جائے، اس کے بعد ان کا پانی خشک کر کے مذکورہ اشیاء مین سے کسی کے بھوسہ پر ان کو پھیلا دین۔

اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ انگور اپنی ڈالیون مین تر و تازہ رہین، جب ضرورت ہو تو تم اس مین سے توڑ لیا کرو تو اس کے لیے کتان کے کپڑے کی تھیلیان بناؤ، اور ہر تھیلی مین ایک خوشہ داخل کرو، اور اس کا منھ بند کر کے خواہ کسی دوسری لکڑی مین باندھ دو یا خوشون کی ڈنڈی مین باندھ دو، انشاء اللہ ایک زمانہ تک یہ انگور تر و تازہ اور عمدہ رہین گے، یا یہ کرو کہ باریک اون سے تمام خوشون کو لپیٹ دو، اس سے بھڑ اور مکھی قریب نہ آئین گی اور یہ کچھ دن محفوظ رہین گے، میرے خیال مین تھیلیون

سے یہ اچھی ترکیب ہے، اور اگر اس آون کو پہلے لہسن کے پانی مین تر کر لیا جائے اور
پھر خوشون کو لپیٹا جائے تو اس سے حشرات الارض کی آمد بند ہو جائے گی،

ق کا قول ہے جب تم یہ چاہو کہ انگور اپنی شاخون مین ربیع کے موسم تک
رہین، یا اس سے زیادہ دنون تک قائم رہین، تو اس کے لیے اس شاخ کا انتخاب
کرو جس مین بکثرت پھل ہون، اور پھلون کے بوجھ سے وہ اس قابل ہو کہ جھکائی
جا سکے، اس شاخ کے نیچے دو ہاتھ کا گڈھا کھودو اور نرم ریت اس مین اچھی طرح
بچھا دو، پھر اس شاخ کو اس گڈھے کی جانب اتنا جھکاؤ کہ تمام خوشے گڈھے کے
اندر لٹکنے لگین، لیکن زمین سے مس نہ ہونے پائین، نہ اطراف وجوانب زمین سے
لگنے پائین، اس طرح جھکا کر شاخ کو کسی لکڑی مین باندھ دو اور گڈھے کو سوسن
کی پتیون سے چھپا دو اور اوپر سے باریک مٹی ڈالدو، اتنی باریک مٹی ہو کہ پتیون سے
وہ چمٹ جائے، اس کے بعد جب تم گڈھا کھول کر انگور توڑو گے تو وہ بالکل تازہ
ہون گے، ایک دوسرا طریقہ ہے کہ اس گڈھے مین مٹی کا ایک بڑا ظرف رکھین
جس کا منھ بہت کشادہ ہو اور اس مین ان خوشون کو اسی طرح لٹکا دین جس طرح
گڈھے مین لٹکایا تھا، خوشے ظرف سے بالکل الگ رہین مس نہ ہونے پائین، اس کے
بعد اس کو اسی طرح ڈھک دیا جائے، انشاء اللہ یہ موسم سرما تک تر و تازہ رہین گے
اور جانورون کے حملہ سے بھی محفوظ رہین گے، یا یہ کرین کہ مٹی کے چھوٹے برتن مین
ایک باریک سوراخ کر دین اور اسی مین ہر خوشے کو رکھکر شاخ سے لٹکا دین، اس سے
بھی یہی فائدہ پہنچے گا،

ق کا قول ہے کہ جب ابتداءً انگور کے پھل آئین تو ان کو کاٹ کر پھینک دیا جائے

جب دوبارہ بکثرت پھل آئین اور وہ تیار ہو جائین تو ہر خوشے کو مٹی کے کوزون ہین رکھدین اور ان کو شاخون سے باندھ دین تاکہ ہوا سے گرنے نہ پائین، اور ان کے منھ کو گچ سے بند کر دین تاکہ اندر کی ہوا باہر نہ آنے پائے، اس طرح وہ اول ربیع تک اچھے رہین گے،

میری رائے ہے کہ جن ظروف ہین انگور کے خوشے رکھے جائین، ان ہین ایک باریک سا سوراخ کر دین تاکہ ہوا اندر جا سکے، جیسا کہ اترج کے بیان ہین جا چکا ہے، اور انگور کو ظرف ہین لگنے سے بچائین، کیونکہ ایک ثقہ شخص نے مجھ سے اپنا تجربہ بیان کیا، کہ مٹی کے ظرف سے مس کرنے سے انگور خراب ہو جاتے ہین،

انگور سے مویز اور کشمش بنانے کی ترکیب اور انکے رکھنے کا طریقہ

ق کہتا ہے کہ مویز بنانے کی ترکیب سب سے اچھی یہ ہے کہ جب انگور تیار ہو جائین تو ان کی شاخون کو توڑ کر اسی ہین رہنے دو، اس سے یہ ہوگا کہ یہ انگور غذا نہ ملنے کی وجہ سے سکڑتے جائینگے، یہانتک کہ خشک ہو جائین گے، پھر ان کو الگ کر کے سایہ ہین لٹکا دینا چاہیئے تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائین، اس کے بعد ان کو مٹی کے ایک ظرف ہین جس ہین خشک انگور کے پتے بچھا دیئے جائین، رکھدین، اور برتن کے منھ کو اچھی طرح بند کر دین، اور اس ظرف کو بارد جگہ پر رکھدین، جہان دھوان وغیرہ کا گذر نہ ہو، نیز تری سے بھی محفوظ رکھین، یہ مویز بہت دن تک رہتے ہین، یہ خشک ہو کر سفید رنگ کے ہو جاتے ہین اور بڑے لذیذ ہوتے ہین، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور کے پتون پر خوشون کو پھیلا دینے سے بھی مویز تیار ہو جاتے ہین، کیونکہ وہان ان کو خشک ہونے کا اچھا موقعہ ملتا ہے،

دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ جب انگور خوب پختہ ہوجائین اور ان مین پوری طور سے شیرینی آجائے تب مویز بنانے کے لیے ان کو توڑنا مناسب ہے کیونکہ اگر ان مین کچھ بھی تلخی یا ترشی باقی رہی تو مویز مین حلاوت کے ساتھ ساتھ وزن بھی کم ہوجائے گا، یعنی وہ ہلکے ہون گے، یہی وجہ ہے کہ انجیر جب ذرا خام توڑ لیے جاتے ہین تو ان مین ترشی آجاتی ہے،

انگور کے پھل مین سے بعض خوب تیار ہون اور بعض ابھی خام ہون تو پختہ دانون کو توڑ لینا چاہیئے اور بقیہ کو پختگی آنے تک چھوڑ دینا چاہیے، خشک مویز اور انجیر کو شب مین ٹھنڈک اور شبنم مین رکھا کرین اور صبح کو دھوپ مین رکھا کرین تو اچھا ہے، بلکہ ان دونون کو شب مین کھجور کی چٹائی مین باندھ کر شبنم مین چھوڑ دین، دن کے وقت اسی چٹائی مین ان کو سوکھنے کے لیے پھیلا دین، یا صاف ستھری اور خس و خاشاک سے پاک زمین مین پھیلا دین،

غلیظ القوام انگور کو خشک کرنے سے ان کا وزن مویز ہونے کے بعد ثلث رہ جاتا ہے، اسی طرح رقیق القوام اور قرمزی رنگ کے انگور خشک ہونے کے بعد چوتھائی وزن کے رہ جاتے ہین، خشک انگور کو پھیلانے کی سب سے بہتر زمین وہ ہے جو افتادہ ہو اور اس مین سرخ مٹی ملی ہو، اس پر اس طرح پھیلا دین کہ ایک دوسرے کے متصل نہ ہون بلکہ الگ الگ ہون،

یہ خیال رہے کہ انگور کو بھی راستون یا گڈھون یا کنوؤن کے قریب نہین پھیلانا چاہیئے کیونکہ ان مقامات پر بکثرت خاک اڑتی ہے جس سے مویز کی رنگت خراب ہوجاتی ہے،

مویز بنانے کا دوسرا طریقہ جسکو غشنیہ کہتے ہین

جب انگور غلیظ القوام ہوا اور دیر مین تیار ہوا ہو تو اس کو فوراً مویز بنانے کی ترکیب
یہ ہے کہ سرد، یا باقلا کی راکھ کو پانی مین ایک رات اور دن رکھین پھر اس پانی کو نتھار
کر تین بار جوش دین پھر انگور کے خوشون کو ڈنڈی سے پکڑ کر اس مین لٹکائین، اور دانون
کے پھٹنے سے پہلے ان کو نکال لین اور گھاس پر خشک ہونے کے لیے پھیلا دین،
جب خوب خشک ہو جائین تو ان کو اٹھا کر رکھ دین، اگر تم مویز کو نیلگون رنگ کا
بنانا چاہتے ہو تو اسی پانی مین تھوڑا انار کا چھلکا ڈال دو، اس کا سب سے مجرب طریقہ
یہ ہے کہ سرد یا باقلا کی راکھ جو ملجائے، چوتھائی وزن مین لیجائے اور اسکو ایک صاف
برتن مین رکھین، اور اگر ایسا برتن ملجائے جس مین کبھی زیتون کا تیل رکھا گیا ہو تو
اور بہتر ہے، اس مین راکھ سے چار گونہ پانی ڈالین اور چند دنون تک اسی حالت مین
مین چھوڑ دین، پھر اس پانی کو نتھار کر کسی بڑے تانبے کے ظرف مین رکھین اور
اس کو آگ پر چڑھا دین، جب خوب جوش کھانے لگے، تو انگور کی ڈنڈی پکڑ کے
اس مین غوطہ دین، اگر پانی بہت زیادہ کھولتا ہو تو صرف ایک ہی غوطہ کافی ہے،
لیکن اگر کم گرم ہو تو دو غوطے دین اور پھر ان کو خشک زمین یا جنگل مین سوکھنے
کے لیے پھیلا دین، اور دوسرے دن الٹ پلٹ دین تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائین
اگر ضرورت ہو تو سہ بارہ الٹ پلٹ دین، جب بالکل خشک ہو جائین تو جس ظرف
مین چاہو رکھو جو اس کے لیے مناسب ہو، انگور یا انجیر کو ایسی جگہ نہ پھیلانا چاہیے،
جہان گرد وغبار کی کثرت ہو، باقلا کی راکھ اور اسی طرح سرد کی راکھ اس عمل کیلیے

بہت مفید ہے، اس پانی مین جس کا اوپر ذکر کیا گیا اگر تھوڑا سا روغنِ زیتون بھی
ملا دین تو بہترین موبز تیار ہون گے،

تازہ انجیر رکھنے کی ترکیب ما

تازے انجیر ڈنڈی سمیت درخت سے اس وقت توڑ لیے جائین جبکہ ان مین
تھوڑی خامی باقی رہ جائے یعنی بالکل پکے ہوئے نہ ہون، پھر ان کو مٹی کی نئی ہانڈی
مین پھیلا کر اس طرح پر رکھین کہ ایک دوسرے سے ملصق نہ ہون، اور اس ہانڈی
کو بار وجگہ پر رکھین، اگر ان مین ترشی پیدا کرنی مقصود ہو تو کدو کی خشک لکڑی اور
پتیان جلائی جائین اور ان پر یہ ظرف رکھا جائے، تاکہ خوب دھوان پہنچے بعض
کی یہ رائے ہے کہ جب تازے انجیر توڑے جائین تو ان کو شیشے یا سیسہ یا روغنِ قیر
کے ظرف مین رکھین تاکہ کچھ دن وہ تازہ رہین،

انجیر کو خشک کرنے اور جمع کرنے کا طریقہ

انجیر جب پختہ ہو جائین اور زمین پر ٹپکنے لگین تو ان کو جمع کرکے رتھم یا دیس
پر دھوپ کھانے کے لیے پھیلا دین، ان کو رات کے وقت تو شبنم مین کھلا چھوڑ دین،
تاکہ اچھی طرح تر ہون اور پھر طلوعِ آفتاب سے قبل اٹھا لیے جائین، جب آفتاب
اچھی طرح روشن ہو جائے تو ان کو خشک ہونے کے لیے پھیلا دین، کسی قسم کی تری
یا نمی اس مقام پر نہ ہونی چاہیئے جہان انگور سوکھنے کے لیے پھیلائے جائین، اور
اگر زمین کے بجائے مٹی کے ظروف مین ان پھلون کو رکھین تو پھلون مین جب
تھوڑی رطوبت ہو اسی وقت توڑ لین، اس ظرف مین اگر خشک انجیر یا سرو کا سفوف
یا براوہ ڈالین تو اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ان مین کیڑے نہ پیدا ہون گے، ایک

ایک ترکیب یہ ہے کہ انجیر کے تین دانون کو تر روغن تارمین بھگودین، پھر ایک کو ظرف کے اسفل حصہ مین رکھین اور دوسرے کو وسط مین اور تیسرے کو اوپر رکھین اور ان تینون کے درمیان ان انجیرون کو رکھین جنکو خشک کرنا مقصود ہے، اس سے انجیر مین کسی قسم کی بو نہین پیدا ہوگی، بعض نے یہ کہا ہے کہ جمع کرکے رکھنے کے بعد نمک ملا ہوا پانی اسی طرح چھڑک دین جس طرح عرقِ گلاب چھڑکا جاتا ہے، اس سے کیڑون اور دیمک سے حفاظت ہوجاتی ہے،

سیب، امرود اور بہی کے رکھنے کا طریقہ

ان مین سے جسکو تم رکھنا چاہو اس کے پھلون کو پختہ ہونے کے بعد درخت سے آہستہ سے توڑلو، توڑنے مین کوئی خراش یا ضرب پھل کو نہ لگے، بلکہ یہ تمام پھل آفات اور امراض سے محفوظ ہون جنکو تم رکھنا چاہتے ہو، آخری فصل مین پھل اگر توڑے جائین تو اور اچھا ہے، یعنی اسکی فصل جب ختم ہورہی ہو اس وقت ڈنڈی سمیت توڑ لیے جائین، پھر ہر ایک کو اخروٹ کے تون یا کتان کے ٹکڑون مین ڈورے سے باندھ دین اور اوپر سے چکنی سفید مٹی جسمین شیرین خاک بھی ملی ہو اس کو لگادین اور گچ مین پانی ملاکر اس کے اوپر چڑھادین تاکہ اچھی طرح مستحکم ہوجائے پھر سایہ مین خشک ہونے کے لیے چھوڑدین، جب خشک ہوجائین تو ایک تختہ پر ان کو برابر قطار سے رکھدین، یا ڈنڈیون کو کھونٹیون پر ٹھنڈے مقام پر لٹکادین، یہ جگہ بھی ایسی ہونی چاہیئے کہ آفتاب یا اوسکی حرارت کا اثر نہ پہنچے، نہ وہان نہ اس کے قریب مین آگ جلائی جائے جس سے کوئی گرمی یا دھوان پہنچے،

ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ اون کو بجائے لٹکانے کے جو کی ڈھیری

مین دفن کر دین، عرصہ تک یہ اچھی حالت پر رہین گے، جب کھانے کی ضرورت ہو نکالکر دھولیے جائین، پھر کھائے جائین،

نخ نے سیب، اور بہی کے جمع کرنے کے متعلق لکھا ہے، کہ سیب کے اقسام مین سے لشی اور رومی ڈنڈی سمیت اکتوبر کے مہینہ مین توڑ لیے جائین، ص مین ہے کہ اکتوبر مین سیب ہاتھ سے توڑ لیے جائین، اسکی احتیاط رہے کہ پھل کسی جگہ پر کٹنے نہ پائے، پھر مٹی کے ایک نئے اور خشک ظرف مین کتان کے ٹکڑے کو بچھا دین، اسکے بعد سیب کے پھل رکھین، پھر ایک تہ کپڑے کی رکھین اور ایک تہ پھلون کی رکھین تاکہ ایک دوسرے سے ملصق نہ ہو سکین، ص ہی کا قول ہے کہ اگر دونون مل بھی گئے تو کوئی زیادہ نقصان بھی نہین ہے، ظرف کو اسی کتان سے ڈھکر سفید چکنی مٹی سے اس کا منھ بند کر دین، پھر اس ظرف کو تاریک ٹھنڈی کوٹھری مین لٹکا دین، انشاء اللہ اس طرح یہ پھل عرصہ تک رہین گے، مہینہ مین ایک بار کھولکر دیکھا جائے، اگر ان مین کوئی خراب ہو گیا ہو تو نکال دیا جائے، ص کہتے ہین کہ جون کے مہینہ تک یہ اچھی طرح رہین گے، بہی مین بھی یہی عمل کرین، لیکن اس کو تمام پھلون سے الگ رکھین،

طط کا قول ہے کہ اگر تم سیب کو کچھ دن رکھنا چاہتے ہو تو اس مٹی مین جسمین ظروف بنائے جاتے ہین، ہر پھل کو چھپا دو یا ان کو کسی ظرف مین اس خشک مٹی کے ساتھ رکھدو، یا اس پھل کو اس مٹی مین خوب اچھی طرح لپیٹ دو، پھر ان کو خشک ہونے کے لیے رکھدو، جب خشک ہو جائین تو ان کو کسی بلند مقام پر رکھو، جب تم ان کو نکالو گے تو یہ تر و تازہ نظر آئین گے، اور اگر ان کو کسی کوزے مین رکھو تو کوزے

کے منھ کو بند کردو، اور چارون طرف مٹی لگا دو، اس طرح پھل تازہ رہین گے،

امرود کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پسے ہوئے نمک یا لکڑی کے برادہ کو نئے ظرف مین بچھا دین، اس کے بعد پھل رکھین تو یہ برادہ ان کی حفاظت کریگا، یا امرود کو ایسے ظرف مین رکھین جس مین شہد ہو اس سے بھی کچھ دن تک خراب نہ ہوگا، بعض کا یہ قول ہے کہ اگر تم امرود کو ہمیشہ تازہ چاہتے ہو تو ان کے رطب پھل کو توڑو اور ان کو مٹی کے نئے ظروف مین رکھو، پھر اس کو میٹھی شراب سے بھر دو، انشاء اللہ عرصہ تک خراب نہ ہونگے، اسی طرح دوسرے علمائے فلاحت کا قول ہے کہ ان کو مٹی کے نئے گھڑے مین رکھکر اس کا منھ اچھی طرح بند کر دین اور پھر گھڑے کو زمین مین دفن کر دین، جب تم اس مین سے پھل نکالوگے تو وہ تازہ نظر آئین گے، یا اس گھڑے کو پانی مین گردن تک ڈبو دین، تو بھی یہی فائدہ ہوگا، یہی طریقہ عمل سیب اور دوسرے تازہ پھلون کے لیے ہے، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ پھل اسی وقت توڑ لیے جائین جب کہ ان مین پختگی شروع ہو اور ان کی ڈنڈیون مین روغن قار ملادیں، پھر ان کو لکڑی کے برادے پر علیحدہ علیحدہ جما دین، انشاء اللہ پھل خراب نہ ہون گے،

خ کا قول ہے کہ امرود خشک کر کے بھی رکھے جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اچھے پھل کو چاقو سے چار ٹکڑے کرین، پھر ان کو تختیون پر خشک ہونے کے لیے رکھدین اور ہر چوتھے دن الٹ پلٹ دین، یہان تک کہ اچھی طرح خشک ہوجائین اور کسی قسم کی رطوبت باقی نہ رہے، پھر ان کو حلفا کی چٹائیون کے ٹکڑے مین رکھین، اس طرح پر کہ ایک تہ چٹائی کی رکھین اور ایک تہ پھل کی جمائین اور ہاتھ سے

ذرا دباتے جائین تاکہ ظرف مین جگہ کافی رہے اور نشست ٹھیک ہو، اور چٹائی کی ہر تہ پر شہد چھڑک دین اتنا کہ جس سے وہ تر ہو جائے، انشاءاللہ اسی طریقہ پر پھل نہایت شیرین اور عمدہ ہون گے،

خ کا قول ہے کہ لوگ اکثر ایسا کرتے ہین کہ امرود کے باریک باریک قتلے بنا لیتے ہین اور پھر ان کو سکھا ڈالتے ہین، ربیع اور موسم سرما مین ان کو ابال کر کھاتے ہین، خصوصاً جب کوئی بیماری ہوتی ہے تو اس کا استعمال زیادہ کرتے ہین، کیونکہ یہ بہت ہلکی غذا ہوتی ہے،

بہی کے ہر دانہ کو انجیر کے پتون مین لپیٹین اور سفید شیرین مٹی اس پر چسپان کر دین پھر ان کو سایہ مین سوکھنے کے لیے چھوڑ دین، اور اس کے بعد ان کو ایسے گھر مین بلند مقام پر رکھین جہان کوئی دوسرا میوہ نہ رکھا گیا ہو، کیونکہ اوسکی خوشبو دوسرے تازہ پھلون کے لیے مضر ہے، خصوصاً انگور کے لیے تو مہلک ہے، بہی کو اگر جو کے بھوسہ مین رکھین تو بھی اچھی طرح رہے گا، اسی طرح لکڑی کے برادے یا ایسے ظرف مین رکھین جسمین میٹھا شیرہ وغیرہ ہو، یہی حال سیب کا بھی ہے ، طط کا قول ہے کہ جو شخص سفرجل کو اچھی حالت مین رکھنا چاہتا ہے، وہ ان کو اس مٹی مین رکھے جس سے ظرف بنائے جاتے ہین،

انار کے رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے انار کو پختگی سے قبل ڈنڈی سمیت توڑ لین، بعض نے یہ کہا ہے کہ اچھی طرح پختہ ہونے کے بعد توڑ لین، پھر ان کو دھاگے یا ڈورے مین باندھکر کسی ٹھنڈی کوٹھری مین لٹکا دین، اس طرح پر کہ نہ تو وہ دیوار سے متصل ہون اور نہ آپس مین ملحق ہون، اس سے بہت دن تک وہ باقی رہینگے،

یا یہ کرین کہ لٹکانے سے قبل جَو یا گیہون کے بھوسہ مین ان کو چھپا دین، جب ان کے اوپر کا پوست خشک ہو جائے تو ان کو اسی طرح لٹکا دین، یا ہوا مین خشک ہونے کے لیے چھوڑ دین، پھر کسی ٹھنڈی جگہ پر لٹکائین، بعض نے یہ کہا ہے کہ انار کو کھولتے ہوئے پانی مین چھوڑ دین اور جب تک پانی ٹھنڈا نہ ہو ان کو اسی مین رہنے دین، پھر نکالکر ہر پھل کو دھاگے یا کسی اور چیز مین باندھکر لٹکا دین، انشاء اللہ ایک سال تک یہ پھل خراب نہ ہون گے۔ نہ ان مین بو پیدا ہو گی اور نہ ذائقہ خراب ہو گا،
بعض نے یہ کہا ہے کہ ہر پھل کے نیچے اور سرے پر گرم روغنِ قار ملدین اور پھر لٹکا دیئے جائین تو بھی مفید ہو گا، یا یہ کرین کہ نمک ملے ہوئے پانی مین غوطہ دین، اور پھر خشک کر کے لٹکا دین،

طا مین ہے کہ انار کو گرم پانی مین جسکی مقدار کم سے کم چار انگل سے زیادہ ہو، ڈال دین اور پانی کے ٹھنڈے ہونے تک اسی مین چھوڑ دین، پھر ان کو نکال کر الگ الگ لٹکا دین، کیونکہ ذرا سا بھی اتصال ہو گا تو ان مین عفونت پیدا ہو جائے گی، لیکن علیحدہ رہنے مین یہ ایک سال تک محفوظ رہین گے، پھر جب تم کھانا چاہو تو ان پر ٹھنڈا پانی چھڑک کر ایک گھنٹہ کے بعد کھاؤ،

بعض دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ جب انار کا پوست خشک ہو جائے اور تمہاری یہ خواہش ہو کہ اس کو تازہ کھائین تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھل کو آگ پر سینک دو یا گرم تنور کے بھبھول مین ڈالدو، اس سے پوست مین نرمی اور تازگی آجائے گی،

آلو بخارا، عناب، شفتالو، آلو بالو، اور سپستان کو بھی دھوپ مین خشک کر کے

رکھتے ہین، خ وغیرہ کا قول ہے کہ جب یہ پھل پختہ ہو جائین توان کو توڑ لیا جائے
اور دھوپ مین پھیلا دیا جائے، اور بار بار الٹ پلٹ کر خشک کر لیا جائے جب
اچھی طرح خشک ہو جائین تو مٹی کے نئے مٹکون مین رکھدیئے جائین اور اونکے
منھ گچ سے بند کر دیئے جائین، جب کھانے کی ضرورت ہو توان کو نکالین اور
ان پر پانی چھڑک کر تھوڑی دیر کپڑے مین چھپا کر رکھین اس کے بعد کھائین، عناب
اور سپستان کو دھاگون مین باندھ کر ہوادار جگہ پر مثلاً راستے یا جھروکے پر لٹکا دین
ایک سال تک یہ اچھی حالت مین رہین گے،
شفتالو کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ اس کے گودے کو گٹھلی سے اس طرح
الگ کر لین، جس طرح شلجم کا پوست ہر طرف سے چاقو گھما کر نکال لیا جاتا ہے، اور شفتالو
کا مغز گٹھلی نکل جانے کے بعد ایک حلقہ کی شکل کا نظر آئے، پھر ان حلقون کو دھاگے
مین باندھ کر سوکھنے کے لیے لٹکا دین، جب خشک ہو جائین تو مٹی کے نئے ظروف
مین رکھین، ایک سال تک یہ اچھی طرح رہین گے جب ضرورت ہو توان کو پانی
سے تر کر کے کپڑے سے پوچھ لیا جائے پھر کھایا جائے،

پستہ، بادام، اور اخروٹ کے جمع کرنے کی ترکیب

خ کا قول ہے کہ پستہ پوست سمیت دھوپ مین سوکھایا جاتا ہے، اور بادام
اور اخروٹ کے اوپر کے پوست کو نکال کر سکھلاتے ہین، پستہ کو خشک کرنے کے
بعد مٹی کے ظروف مین رکھتے ہین،
ق کا قول ہے کہ بادام اگر اس وقت جمع کیا جائے جب کہ اس مین پوست
اعلیٰ موجود ہو یا پوست اعلیٰ کو نکال دیا جائے توان کو نمکین پانی سے دھو دیا جائے،

اور پھر اچھی طرح خشک کیا جائے، تو یہ بالکل سفید ہو جائین گے،
اگر تمہاری یہ خواہش ہو کہ پستہ، بادام اور اخروٹ خشک ہونے کے بعد پھر تازہ ہو جائین تو ان کو خواہ پوست سمیت یا پوست نکالکر صاف کپڑے مین لپیٹ دو اور تربت مین دفن کر دو اور چند دنون تک میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہو، اسکے بعد چند دنون تک پانی کا ڈالنا موقوف کر دو، انشاءاللہ پھل نہایت تر و تازہ ہو جائین گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ خشک اخروٹ کو توڑا جائے اور اس کا مغز اندر سے نکال لیا جائے، اور اس کو کتان کے صاف ٹکڑے مین باندھ کر مٹی مین رکھدیا جائے، اس کے بعد ہر روز ایک بار پانی سے سیراب کرتے رہین، کچھ دن کے بعد یہ گودا سبز اور نازک ہو جائیگا،
بلوط اور شاہ بلوط کے پھل جب بالکل تیار ہو جاتے ہین حتی کہ پختگی کی زیادتی کی وجہ سے سیاہ ہو جاتے ہین تو توڑے جاتے ہین، ان کو ایک دوسرے کیساتھ ملا کر نہ رکھین، کیونکہ ساتھ رکھنے مین عرق پسیجے گا جس سے فساد پیدا ہو گا، اور رات ہی بھر مین عفونت پیدا ہو جائے گی، اسلیے ایسی جگہ پر پھیلا کر رکھین جہان پر دھوپ اور ہوا اچھی طرح پہنچ سکے، دن مین کئی بار ان کو الٹ پلٹ دیا کرین، یہان تک کہ خوب خشک ہو جائین، پھر ان کو مٹی کے کوزون مین بند کر کے رکھدین، اس طرح بلوط کے پھل مین مئی کے مہینہ تک رطوبت باقی رہے گی، پھر ان کو ظروف سے نکال کر زنبیل یا چٹائی کی تھیلیون مین رکھین، جب ضرورت ہو تو اس کے اعلیٰ پوست کو توڑ کر کھائین، اور اگر تم بالکل تر و تازہ پھل کھانا چاہتے ہو تو ان خشک پھلون کو صاف ستھری تر زمین مین پھیلا دو اور اوپر سے نرم ریت ڈال دو، پھر روزانہ آٹھ دن تک میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہو، اس سے وہ

تروتازہ ہوجائین گے، گویا یہ معلوم ہون گے کہ آج ہی توڑے گئے ہین، بوقت ضرورت
اس ریت سے پھل نکالے جائین اور میٹھے پانی سے دھو کر کھائے جائین،
کبھی بلوط دھوان سے بھی خشک کیا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ توڑنے
کے بعد بانس کی چٹائی پر یہ پھیلا دیئے جائین اور چٹائی کو بالکل کھول کر دھوین پر رکھدین
یہانتک کہ وہ بالکل خشک ہوجائین، پھر پوست الگ کرلین یا بغیر الگ کئے ہو رکھدین
بعض نے یہ کہا ہے کہ تازہ پھل کو میٹھے پانی مین جوش دیدین، لیکن نہ اتنا کہ وہ
گھلنے کے قریب ہوجائین، پھر پانی کو آگ سے اتار کر ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھدین
اور پھل کو الگ کرلین، انشاء اللہ خوب خشک ہوجائین گے، اس کے بعد پوست
چھیلکر اس کا آٹا پیسا سکتے ہین اور روٹی کھا سکتے ہین،
خ وغیرہ کا قول ہے کہ شاہ بلوط خشک نہین کیا جاسکتا ہے اور اس مین وہ
عمل نہین کیا جاسکتا جو بلوط کے ساتھ کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ اس عمل کو برداشت
نہین کرسکتا ہے، بلکہ اس کے تازہ پھل توڑ کر تین بالشت کے عمیق گڈھے مین دفن
کردین، تاکہ وہان تک بارش کا پانی نہ پہنچ سکے، گڈھے مین پہلے کھاد اور کچھ وغیرہ
ڈالین، پھر ان کو اندر رکھین، اوپر سے گڈھا اچھی طرح بند کردین بلکہ اوپر سے پختہ
کردین، یہ انشاء اللہ عرصہ سے تروتازہ رہے گا، جب ضرورت ہو نکال کر کھا لیا
کرو، ان کو تہ خانون مین بھی اسی طرح رکھ سکتے ہین، خ کا قول ہے کہ جو شخص بلوط
کو بھی تازہ کھانا چاہتا ہو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے،
ص کی کتاب مین ہے کہ شاہ بلوط اور بلوط، اخروٹ اور بادام کو توڑنے کے
بعد خلاف موسم کوئی شخص تروتازہ کھانا چاہتا ہو تو تین بالشت کا عمیق گڈھا کھودے

اور اس کے نیچے ریت بچھا دے، پھر ان تازہ پھلون مین سے جسکو چاہے اندر رکھدے اور گڈھے کو ایک بالشت چھوڑ کر ان پھلون کو بھر دے پھر اوپر سے مٹی ڈالکر زمین برابر کر دے اور پانی سے سیراب کرے،

گلاب کے پھول بھی خشک کر کے جمع کئے جاتے ہین، اس طرح پر کہ غلاف سے الگ کر کے دھوپ مین پھیلا دین، ایسا کہ تلے اوپر نہ ہون بلکہ الگ الگ ہون، اور بار بار الٹ پلٹ کرین، اگر ایک ہی دن مین خشک ہو جائین تو بہت اچھا ہے، ان مین خوشبو اور رنگ بہت عمدہ ہوگا، خشک کرنے کے بعد ان کو مٹی کے ظروف مین رکھدین اور منھ کو خوب اچھی طرح بند کر دین، اس سے پھول کی سرخی اور خوشبو قائم رہے گی، خشک ہونے کے بعد یہ تازہ پھل سے وزن مین دسوین حصہ کے برابر ہون گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ جب گلاب بالکل شباب پر ہو اور اس وقت اگر ان کو خشک کرنے کے لیے توڑا گیا تو وہ بہتر ہوگا، ایسا وسط اپریل کے مہینہ مین ہوتا ہے، اس مین خوشبو بھی زیادہ ہوگی، اور جب یہ غلاف سمیت وزن کئے جائین گے تو تازے پھول کے برابر ہون گے، اور اگر مئی کے مہینہ مین خشک کئے گیے تو ان کا وزن تازہ پھول کے ساتوین حصہ کے برابر ہوگا،

بہر حال خشک کرنے کے بعد یا عرق نکالنے کے بعد اس کا وزن کم ہو جاتا ہے اور یہ کمی سیرابی کی قلت اور کثرت کے لحاظ سے ہوتی ہے، تر و تازہ اچھا پھول لاغر اور کمزور پھول سے ہر حال مین وزن مین زیادہ ہوگا، انشاء اللہ آئندہ ہم گلاب سے عرق کھینچنے کی ترکیب تفصیل سے لکھین گے،

زیتون بارد اور یابس جگہون پر جمع کئے جاتے ہین، خ کا قول ہے کہ زیتون

کو صاف ستھرے برتن مین رکھین اور اس سے قبل نمک اور زیتون کا تازہ کوٹا ہوا اپتا اور اترج اور اُس کا پتا ملا کر ایک معجون تیار کر لین، پھر اس کو ظرف کی نچلی تہ مین رکھین اور زیتون سے ظرف کو خوب اچھی طرح پُر کر دین، کہین فرجہ نہ چھوڑین، اس کے بعد سایہ مین رکھدین، انشاء اللہ تغیرات اور آفات سے محفوظ رہین گے،

غلّون کے رکھنے کا طریقہ،

ق کا قول ہے کہ گیہون دو طرح سے رکھے جاتے ہین، ایک ایسی جگہ رکھے جاتے ہین، جہان ہوا کا گذر نہ ہو مثلاً تہ خانون اور گڈھون مین، اور دوسرے ان مقامات پر ڈھیر لگا دیئے جاتے ہین، جہان ہوا کی آمد و رفت ہو، اور وہان سے دوسری جگہ پر لے جانا مقصود ہو، ایسا موسم گرما مین کرتے ہین، جب ہوائین تیز چلتی ہین، گڈھے یا تہ خانہ مین دو ہاتھ کے برابر گیہون کا بھوسہ ڈالین، بلکہ اس سے زیادہ ڈالین تو اور اچھا ہے اور خوب اچھی طرح پھیلا دین اور پیرون سے بھوسہ کو دبا دین تاکہ یہ گیہون اور زمین کے درمیان بالکل حائل ہو جائے، کوئی جانب ایسا نہ ہو جہان گیہون زمین سے متصل ہو سکے، گرمی کے زمانہ مین ان گڈھون اور تہ خانون مین مشرق، مغرب اور قبلہ کے داہنے جانب روشن دان بنا دین تاکہ ہوا اچھی طرح آئے، لیکن جنوب کی سمت مین کوئی روشن دان نہ بنائین، کیونکہ جنوبی ہوا بہت تیز ہوتی ہے اور نقصان پہنچاتی ہے، اس عمل سے گیہون تمام آفات سے محفوظ ہو جائے گا،

گیہون کی بقاء کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ اسکی بالیان توڑ کر جمع کر دیجائین، باجرہ کے متعلق لکھا ہے کہ اسکی بالیان ایک صدی تک بشرطِ احتیاط رکھی

جاسکتی ہین، ق کا قول ہے کہ انار یا میس کے پتے یا گچی یا بلوط کی لکڑیون کی چھانی ہوئی راکھ کا ایک حصہ گیہون کے سو حصہ مین ملا دین، اس سے بھی گیہون محفوظ رہے گا،

ق کا یہ بھی قول ہے کہ انگور کی راکھ، یا بھیڑ کی مینگنیان یا خشک افسنتین کو گیہون پر چھڑک دین تو اس سے بھی وہ بچ سکتا ہے، بلکہ گیہون کی سختی علی حالہ باقی رہے گی، گیہون کو کیڑون سے محفوظ رکھنے کی یہ ترکیب ہے کہ انجیر نر کے پتے تہ خانون مین بچھا دیئے جائین، یا سرو یا چقندر کے خشک پتے اس کے ساتھ ملا دیئے جائین تو کیڑے نہ پیدا ہون گے، سرو اور چقندر کے پتے خصوصیت کیساتھ کیڑون کے لیے مہلک ہین، بعض نے یہ کہا ہے کہ اترج اور فودنج نہری (پودینہ کی ایک قسم ہے) کا پوست کیڑون کے لیے قاتل ہے، بعض لوگ ان کو کپڑون کی حفاظت کے لیے صندوق مین رکھتے ہین،

ط مین ہے کہ تہسن کو گیہون یا جو کی جگہ پر پھیلا دین تو اس سے بھی کیڑے پیدا نہ ہون گے، خصوصاً وہ چیونٹیان جو ان کو کھا جاتی ہین، ان سے یہ محفوظ رہین گے بلکہ تمام دیگر آفات سے بچے رہین گے اور ان کا آٹا تقریباً چوتھائی حصہ زیادہ ہوگا اور آٹا مین لس بھی زیادہ ہوگا، جو یا گیہون کے ساتھ کسی چیز کی راکھ یا صاف ستھری گچی جسکی سفیدی نمایان ہو ملا دیجائے یا سرکہ کا مٹکا وسط ڈھیر مین رکھدیا جائے، تو انشاء اللہ یہ آفت سے محفوظ ہو جائین گے،

بعض کی رائے ہے کہ ایک مٹکا زیتون کا پانی سو مٹکے گیہون یا جو پر چھڑکدین یا افسنتین کا پانی چھڑک دین تو کسی قسم کی آفت یا نقصان نہ پہنچیگا،

مسور اور ماش وغیرہ کو ایسے برتن مین رکھین جسمین روغن ہو، یا یہ کرین کہ برتن
کے باطنی حصہ مین روغن لگادین، اور ظاہری حصہ پر راکھ لگادین تو اس سے حفاظت
ہو جائے گی، یا دریا کا پانی یا کوئی دوسرا شور اور تلخ پانی ان پر چھڑک دین، جب پانی
خشک ہو جائے تو غلہ کو ظروف مین رکھدین، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان غلون کو
جو کھائے جاتے ہین شب کو شبنم مین پھیلادین، رات بھر اسی طرح چھوڑ دین پھر صبح کو
شبنم سمیت ظروف مین رکھدین تو اس سے بھی حفاظت ہو گی، اور یہ بھی بتایا گیا ہے
کہ غلون کے اردگرد باریک پسی ہوئی مٹی یا راکھ کا ہالہ بنائین تاکہ چیونٹیان ان تک
نہ پہنچ سکین،

آٹے کو اچھی حالت مین باقی رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ صنوبر کی لکڑی کے
مغز کو جس مین دھنیت ہوتی ہے پیس ڈالین اور اس کو ابریشم کی پوٹلیون مین باندھ
دین اور پھر آٹے مین ان کو چھپادین، انشاء اللہ آٹا خراب نہ ہوگا، اور نہ اس مین
کیڑے پیدا ہون گے، اسی طرح زیرہ اور نمک کو اچھی طرح کوٹ لیا جائے اور
پھر یہ سفوف آٹے پر چھڑک دیا جائے، یا زیرہ اور نمک مین سرکہ ملاکر اس کی ٹکیہ بنالین
اور ان کو خشک کر کے آٹے مین مختلف جگہ پر رکھدین،

ط مین ہے کہ آدم کا قول ہے کہ غلون مین سے کسی کو لو اور اس مین نمک اور
ساذول (تتلی)، کی پوٹلیان باندھ کر رکھدو تو اس سے بھی تغیر نہ ہوگا، یا ساذول، پودینہ
تخم خطمی، اور تخم خشخاش کو خوب ملاکر پیس ڈالو پھر ان کی ٹکیان بنالو اور ان ٹکیون کو
آٹے وغیرہ مین مختلف جگہ پر رکھدو، انشاء اللہ تمام آفات سے محفوظ ہو جائے گا،
اسی طرح سرو اور وسم احمر (ترطامری سرخ) کی لکڑیون کے ٹکڑے آٹے مین رکھدئیے

جائین تو اس سے بھی حفاظت ہو جائیگی، ایک ترکیب یہ بھی ہو کہ زیرہ اور نمک برابر حصہ
مین لین اور انکو پانی سے گوندھین اور فندق کے برابر ان کی گولیان بنا ڈالین پھر خشک
ہونے کے بعد آٹے مین رکھدین، انشاء اللہ کسی قسم کی خرابی نہ پیدا ہو گی، بعض یہ بھی
کہتے ہین کہ چاند کی آخری تاریخون مین آٹا پسانے سے آٹا جلد خراب نہین ہوتا ہے،

تخم کو زراعت کیلئے رکھنے کا طریقہ

صغریت نے ط مین لکھا ہے کہ پیاز، لہسن، گاجر، اور گندنا کے تخم کو زمین مین نہ رکھین،
بلکہ ایسے ظروف مین رکھین جسمین کسی روغن کا دھبہ بھی نہ ہو، ان مین تھوڑا میٹھا
نمک ملادین، پھر دیوارون پر ان کو لٹکا دین،

ص وغیرہ مین ہے کہ بینگن، کھیرا، ککڑی، خربوزہ، انگور، انجیر اور لہسن کے پھل
جب تیار ہو جائین تو ان کے بیج نکالکر پانی مین دھو لئے جائین پھر ان کو خشک
کیا جائے اور نئے ظروف مین رکھکر غیر مرطوب مقام مین لٹکا دیا جائے، جن پھلون
کے بیج مین ایک قسم کی لزوجیت ہوتی ہے، مثلاً خربوزہ، ککڑی اور کھیرا وغیرہ تو
ان کو اس لزوجیت کے ساتھ ہی ایک ظرف مین ڈالدین، جب وہ خوب سڑ جائین،
اور بدبو پھیلنے لگے تو بیج دھو لیے جائین اور خشک کر کے ظروف مین رکھدیئے جائین
یا ان بیجون کو لزوجیت سمیت گڑھے مین رکھدین تاکہ مٹی ان کی رطوبت کو جذب
کرلے اور یہ جلد خشک ہو جائین، پھر ان کو دھو کر خشک کر کے ظروف مین رکھ
لیا جائے، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان پر ظرف مین رکھنے کے بعد چھنی ہوئی راکھ چھڑک دین،
بعض ترکاریان یا سبزیان جو زمین کے اندر ہی رہکر اگتی ہین انکو بھی زراعت کیلئے
جمع کر کے رکھتے ہین، مثلاً پیاز اور لہسن وغیرہ تو انکی جڑ جو زمین کے اندر رہتی ہی کاٹ لیجائے اور ان کو ایک رسی مین

باندھکر خشک مقام پر لٹکا دین یا یہ کرین کہ کسی لوہے کو دو تین بار گرم کرکے جڑون
کو داغ دین اس سے خود پھل بہت زمانہ تک باقی رہین گے بعض کا قول ہے
کہ پیاز اگر اگست کے مہینہ مین کاٹی جائے تو وہ معتدل حرارت کے گرم پانی مین
ڈبو دیجائے پھر نکال کر خشک کیجائے اور جو کے بھوسہ مین الگ الگ رکھدیجائے
انشاء اللہ بہت دن تک باقی رہے گی،

ق کا قول ہے کہ پیاز نمک ملے ہوئے پانی مین غوطہ دیجائے پھر خشک
کیجائے اور جو کے بھوسہ پر الگ الگ پھیلا دی جائے، انشاء اللہ بہت دن تک
باقی رہے گی،

اورگ جسکو سنڈی بھی کہتے ہین ان کو سن کے جالون مین الگ الگ ٹھنڈی
جگہ پر لٹکا دین عرصہ تک تازہ رہے گی بعض کا قول ہے کہ پتلی کھاد مٹی اور
جو کی بھوسی کو عوسج یا کدو کے پانی مین گوندھکر لگا دیا جائے تو اس سے بھی اورک
بہت دن تک تازہ رہے گی،

کدو اور ککڑی کو الگ الگ رکھدین تو بہت دن تک اچھی حالت سے
رہتے ہین، اگر کدو کو میٹھے پانی مین جوش دین اور اس کے بعد روغن زیتون اور
سرکہ مین اس کو ڈال دین تو وہ خراب نہ ہوگا، اسی طرح اگر ککڑی تازہ توڑی جاے
اور نمک ملے ہوئے پانی مین ڈال دیجائے تو سرما تک تازہ رہے گی، ککڑی اور
کھیرے کے چھوٹے پھل لیے جائین اور ان کی مٹی تر کپڑے سے پوچھ ڈالیجائے لیکن
ہاتھ نہ لگنے پائے اور ان کو شیشے یا مٹی کے برتن مین ڈالدین اور اوپر سے اتنا سرکہ
ڈالدین کہ یہ اس مین ڈوب جائین، پھر ان ظروف کو اٹھا کر رکھدیا جائے اور

جب ضرورت ہو تو نکال کر کھایا جائے، ہاتھ لگنے سے اس کو بچائے رکھین،
گوبھی اور سونف کو تازہ رکھنے کی بھی یہی ترکیب ہے کہ ان کو سرکہ مین ڈالا جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پھول کو دو ٹکڑے کر دین اور ان کو سرکہ مین ڈبو دین جس مین پودینہ بھی ملا دین، پھر ظرف کے منہ کو بند کر کے رکھدین،
بادیان کی تازہ شاخون کو چھیلکر اس کے ساتھ بھی یہی عمل کرین،
پیاز، لہسن اور گندنا کو بھی سرکہ مین اسی طرح ڈالتے ہین جس طرح اوپر بیان کیا گیا، خشک پیاز کے بڑے بڑے پھل لیے جائین اور ان کو ایسے ہی اچھی طرح دھو ڈالین، پھر دھوپ مین سوکھنے کے لیے رکھدین، اس کے بعد ان کو روغن زیتون کے برتن مین ڈالدین اور اوپر سے تیز سرکہ اور ایک مٹھی پودینہ، اور جاوتری ڈالدین اور اگر چاہین تو زیرہ اور دھنیا بھی ڈال دین، اسکے بعد ظرف کو مٹی سے بند کر کے ایک ماہ تک چھوڑ دین، پھر کھولین اور اس مین تھوڑا سا شہد ملا دین اور بوقت ضرورت استعمال کرین یہی عمل لہسن اور گندنا مین بھی ہو سکتا ہے،
گاجر، شلجم، بیگن، ککڑی، کھیرا، کدو وغیرہ کا بھی سرکہ مین ڈال کر اچار بنایا جاتا ہے، اس طرح پر کہ گاجر، شلجم، یا کھیرا، ککڑی کے سخت پھل لئے جائین اور انکی چار قاشین کیجائین، پھر ان کو الگ الگ پانی مین ابالین، اور ابال کر پانی پھینک دین اور ہر ایک کو الگ مٹکے مین رکھین، صرف شلجم اور گاجر کو ساتھ رکھ سکتے ہین، اور بیگن کو تو بالکل الگ رکھین، پھر ان ظروف مین اچھا سرکہ ڈالین اور ان کے منھ کو مٹی یا گچ سے بند کر دین اور موسم سرما مین نکال کر بطور اچار کے استعمال کرین،

ان تمام چیزون مین سرکہ ڈالنے کی ترکیب ایک ہے،

زیتون کو درست کرنے کے بعد سالن کے قائم مقام کھاتے ہین، اسکے چند طریقے ہین، ایک تو یہ کہ زیتون کے تازے پھل لین اور ان کو چکنے پتھر یا لکڑی سے توڑین یہانتک کہ وہ پھٹ جائین، اسکو مکسور کہتے ہین، دوسرا یہ کہ ہر دانہ کاٹین لانبا لانبا ٹکڑا کر دین، اس کو مشرح کہتے ہین، تیسری ترکیب یہ ہے صحیح وسالم سیاہ پختہ پھل کو لین اور اسکی کڑواہٹ اور تلخی دفع کرکے کھالین، اس کو مثمر کہتے ہین،

مکسور کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ زیتون کے ہرے اور بڑے دانے جسمین گٹھلیان کم ہون، اکتوبر کے مہینہ مین آہستہ سے چن لیے جائین، پھر ان کو میٹھے پانی سے دھوکر صاف اور ستھرے پتھر یا لکڑی سے توڑا جائے، توڑنے کے بعد پھر ان کو دھو لیا جائے اور روغن زیتون کے برتن مین میٹھا پانی ڈالکر ان کو اسی مین چھوڑ دیا جائے، کچھ دن کے بعد اس پانی کو بہا دین اور دوسرا پانی ڈالین، ایسا کئی مرتبہ کرین، جو شخص جلد کھانا چاہتا ہو اور اس کو بہت دن تک رکھنا نہین چاہتا ہو وہ اس کو جلد جلد دھوتا جائے تاکہ اسکی کڑواہٹ زائل جائے اور مٹھاس پیدا ہو جائے، لیکن جو شخص دیر تک رکھنا چاہتا ہو وہ جلد جلد پانی سے نہ دھوئے اور جو شخص اس کو فوراً میٹھا بنانا چاہتا ہو، وہ زیتون کو پہلے گرم پانی سے دھو دے اور دوسرے پانی مین زیتون کی مقدار کا بیسوان حصہ نمک ملاکر دوبارہ ڈالدے نمک گھلنے کے بعد ان مین مٹھاس آجائے گی،

مشرح کی ترکیب بھی یہی ہے کہ اسی مہینہ مین اسی قسم کے پھل لئے جائین

اور ہر پھل کے تین لانبے لانبے ٹکڑے کئے جائین اور ان کو اسی طرح دھو کر نمک کے پانی مین ڈالدیا جائے، اور اگر تم یہ چاہو کہ زیتون بہت لذیذ ہو جائے تو پھل مین زردی یا سرخی یا سیاہی آنے کے بعد اس کے چند ٹکڑے کر ڈالو اور ان کو دھو کر اسی طرح نمک کے پانی مین ڈالدو، یہ جلد میٹھے ہو جائین گے، لیکن بہت دن تک باقی نہ رہین گے،

زیتون کے اچھے پھلون کو دھو کر میٹھے پانی اور اسی قدر نمک مین بھگو دین، پھر ان کو کھائین، سیاہ پختہ زیتون کے ساتھ بھی یہی عمل کرتے ہین لیکن اس مین اتنا نمک نہین ملاتے ہین، جب ان مین شیرنی آجاتی ہے تو کھانا شروع کرتے ہین، ان مین پانی اور نمک زیتون کے سولھوین حصہ کے برابر ملا سکتے ہین، اسرائیلی کی کتاب مین ہے کہ جس پانی سے زیتون دھویا جائے اس مین نمک ضرور ملائین، مثمر کی ترکیب یہ ہے کہ بڑے پھل لیے جائین جو اچھی طرح پختہ ہو گئے ہون اور ان کو پانی سے دھو دین، پھر ان کو چٹائی وغیرہ کی صاف تھیلیون مین رکھدین اور ان کا منھ سی دین، اور کسی صاف جگہ پر ان کو تلے اوپر رکھدین، اور اوپر پتھر سے دبا دین، ایک ہفتہ کے بعد پھل نکالے جائین اور ان مین بیسوان حصہ باریک پسا ہوا نمک مخلوط کر دین یعنی اگر زیتون ایک کیل (دو مُد) ہو تو اس کا بیسوان حصہ نمک اچھی طرح ملا دین بعض یہ کہتے ہین کہ اس وقت تک نمک نہ ملایا جائے جبتک ان مین شیرنی نہ آجائے، اور تلخی زائل نہ ہو جائے، بعض کہتے ہین کہ زیتون کو توڑنے کے بعد مٹی کے اس برتن مین رکھین جسمین روغنِ زیتون رکھا جاتا ہو، اور اسکو بند کر کے سایہ مین رکھین، بعض لوگ اس ظرف مین تازہ روغنِ زیتون، پودینہ

جبلی، بہی، سرکہ، زیرہ، خشک پودینہ اور اترج کے پتون کو الگ الگ اور ملا کر ڈالتے
ہین، ان مین ریحان، نعناع اور جاؤتری کی خشک لکڑیان بھی ڈالی جاتی
ہین، سیاہ زیتون مین لہسن بھی ڈالا جاتا ہے جس سے اس کا ذائقہ بدل جاتا ہے،
زیتون کی ہر سہ قسمون مین شیرینی آنیکے بعد پانی کے بجائے سرکہ ڈالا جاتا ہے، نیز شیرۂ
انگور کا پھین بھی ڈالا جاتا ہے، اور اگر سرکہ اور شہد ملا کر ڈالین تو اور عمدہ ہوگا،

کبر جس کو عوام قبار کہتے ہین، اسکی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے تازہ پھل لین
اور ان مین کاٹنے اور توڑنے کے سوا سب وہی عمل کرین جو مشرح مین بتایا گیا ہے
زیتون کی زراعت کی تدبیر بتائی جاچکی ہے، اس کا پورا خیال کرنا چاہیئے کہ ان ظروف
کے قریب جن مین یہ چیزین ہون نہ کوئی حائضہ عورت بیٹھے اور نہ جنبی بیٹھے اور نہ کوئی
نجس آدمی بیٹھے، کیونکہ ان کا قرب اس مین خرابی پیدا کر دیگا،

لیمون کو سرکہ مین ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ لیمون کے پختہ پھلون کو شق کر کے
ان پر باریک نمک چھڑک دیا جائے پھر ان مشقوق حصون کو صاف ستھرے برتن مین
رکھین جس مین پہلے روغن زیتون رکھا گیا ہو اس کے بعد تازے سبز لیمون کا
عرق ان دانون پر نچوڑین، اتنا عرق ڈالین کہ یہ پھل اس مین ڈوب جائین، اور
اگر چاہین تو زعفران اور شہد بھی ڈالدین اس سے نہایت عمدہ لیمون کا اچار تیار ہوگا

حَسْبُنَا اللّٰہ وَنِعْمَ الْوَکِیل نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرہ
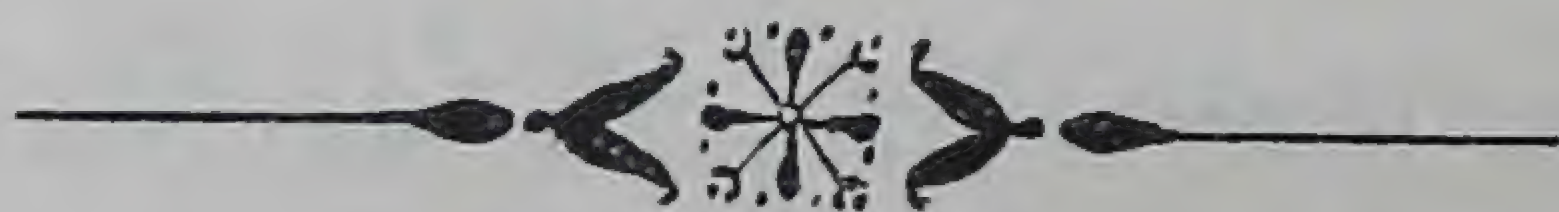
حلّ لغات

الف

اضافت، ایک درخت کو دوسرے درخت کے ساتھ ترکیب کیلیۓ ملانا (من)

انتساب، ایک درخت کا دوسرے غیر جنس درخت سے بذریعہ سوراخ کے تعلق پیدا کرنا اور اسی کو ترکیب بالثقب کہتے ہین،

اسل (فارسی) روح وکرتہ (ہندی) کسرانی اس سے چٹائیان بنی جاتی ہین (محیط)

ازادرخت، (ف) زنز لحنت

فنتین، مجبتری

اسفاناخ، پالک

اشقاقل، جسکو شقاقل بھی کہتے ہین (ہندی) ستالی، دددھالی

انیسون، دوسرا نام کمون الحلو بھی ہے (فارسی) بادیان رومی (ہندی) رندنی (محیط)

اندراسیون، سریانی زبان مین ایک دوا کا نام ہے، عربی مین نجور الاکراد کہتے ہین،

اذریون (فارسی) گل آفتاب پرست (ہندی) سورج مکھی،

اکلیل الملک، (فارسی) شاہ افسر دگیاہ قیصر،

ابرس، ابھل

استسلاف، شاخ مین انٹا باندھنے کو کہتے ہین،

اقلاب، شاخون کو الٹ کر لگانے کو کہتے ہین،

اوتاو، ان شاخون کو کہتے ہین جو دو سال کی ہوتی ہین،

ارون، شارہ، شادہ

ب

بقلۃ الانصار، کرم کلہ

برقوق یہ لفظ برقوق ہے (ہندی) آلوچہ (محیط)

بطم بن (ہندی)

بقلۃ حمقاء خرفار

بسباس، جاوتری

بھار (فارسی) گل گاؤ چشم (ہندی) پاتھا، بابونہ کی ایک قسم ہے،

برم گل شجر مغیلان،

بنج۔ بنگ،

بروج مائی، یعنی بروج آبی اس مین سرطان عقرب حوت ہین،

بروج ہوائی، بروج بادی اس مین جوزا، میزان اور دلو ہین،

بروج ناری، یعنی آتشی اس مین حمل، قوس، اسد ہین

بروج ارضی یعنی خاکی، اس مین ثور، سنبلہ جدی، ہین

ت

تمام ایک قسم کا پودینہ ہے،

تخم الرشاد، دیکھو لفظ حرف

ترمس، باقلائے مصری،

تذکیر، ان طریقون کو کہتے ہین جنسے درخت مین پھل زیادہ آتین اور وہ جھڑنے سے محفوظ رہین، خواہ بذریعہ حمل ہو یا کسی اور ترکیب سے، در اصل حمل کے طریقہ کو تذکیر کہتے ہین اور بقیہ کو تغلیباً تذکیر کہتے ہین،

تفریع پتون کے جھڑنے کو تفریع کہتے ہین یہ ایک مرض ہوتا ہی جو درختونکو لاحق ہوتا ہے

ترنجان بادرنجبویہ کی ایک قسم ہے،

تکبیس کسی شاخ کو بڑھنے کیلیے زمین مین دفن کرنا، اردو مین اس عمل کو داب کہتے ہین،

تطعیم ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ مرکب کرنے کو تطعیم کہتے ہین، خواہ یہ ترکیب بذریعہ پیوند ہو یا بذریعہ آنکھ یا کسی اور طریقہ پر ہو،

تعریش انگور کو درخت یا منڈوے پر چھڑھانا،

تعمیر زمین کی اصلاح بذریعہ ہل یا کسی اور طریقہ سے،

ج

جرجیر، (ہندی) ترمرا، اور جرجیر باقلہ خرد

جلبان، مونگ سبز،

جریب یہ چار قفیز کے برابر ایک پیمانہ ہوتا ہی ایک قفیز ۱۲ صاع کا ہوتا ہے، ایک صاع ۴ سیر کے برابر ہوتا ہے اس حساب سے ایک قفیز ۴۸ سیر کے برابر ہوگا، اور ایک جریب چار من تیس سیر کا ہوگا،

جسم   یہ لفظ اصل کتاب مین اسی طرح ہی لیکن لغت مین
اس کے معنی نہین ملتے، البتہ جسد زعفران کو
کو کہتے ہین ممکن ہی کہ یہان پر زعفران ہی مراد ہو
جعدہ، (فارسی) عنبر بید،

ح

حرف، (فارسی) تخم سپندان (ہندی) ہالون ترہ
تیز کے بیج (کش) اسی کو حب الرشاد اور تخم
الرشاد بھی کہتے ہین،
حبۃ الخضرا، (فارسی) ون دانہ، (ہندی) تمالس (المحیط)
حب الملک   ماہودانہ، (محیط)
حماض   ایک قسم کا ترش ساگ ہے،
حی عالم صغیر، سدابہار کی ایک قسم ہے،
حاج،   (فارسی) خار شتر،
خرشف، (فارسی) کنگر (محیط)
حوز رومی، (فارسی) توز واکبروس،
حلبہ،   میتھی،
حرمل   (فارسی) سپند سوختنی (ہندی) ولونا،
حنی احمر، محیط مین حنی احمر لکھا ہی یہ شامی درخت ہی
اندلس مین مطر دیہ کہتے ہین،

خ

خلاف، بید (من)
خربق اسود (فارسی) خال زنگی (ہندی) کالا
کچلا اور کٹکی، (محیط)
خروب، خرنوب شامی کو کہتے ہین (فارسی)
ترمازردنی،
خیری   گل خیرد اور گل شب بو کو کہتے ہین،
خندروس، بڑی جوار،
خزامی، (فارسی) شب بوئے، گل مریم بہت زیادہ
خوشبودار ہوتا ہے،
خیزران   بید،

د

دفلی   (فارسی) خرزہرہ (ہندی) کنیر (المحیط)
دلب   چنار،
داذی   جوجادو،
دروار۔ (ہندی) بیولا
دلاع   سبزی، ادرک
دخن   چینا

ذ

خ

ذرہ - چینا، جوار (کش)

ذوات الصموغ، وہ اشجار جنمین گوند ہوتا ہی،

ذوات الالبان، وہ اشجار جنمین دودھ ہوتا ہی،

ذوات المیاہ، وہ اشجار جنمین پانی ہوتا ہے،

ر

رحلہ، (فارسی) حمقار (اردو) خرفہ،

رُب العنب، وہ شاب ترش کو کہتے ہین اور اس کو یتخنج بھی کہتے ہین، محیط مین ہی کہ انگور کا شیرہ پکانے کے بعد اگر نصف رہے تو جمہوری کہلاتا ہے اور اگر تیسرا حصہ رہے تو مثلث کہلاتا ہے اگر چوتھا حصہ رہے تو رب العنب کہلاتا ہے،

راسن، سوسن جبلی، اور ہندی مین راسین کہتے ہین راسین دراصل ہندی لفظ ہے جسکو دوسرے بلاد مین بھی اسی نام سے کہنے لگے، (محیط)

رقعہ، مصر مین انجیر افرنجی کہتے ہین اور اسکو انجیر ہندی بھی کہتے ہین، اور رقعہ ترکیب کے پنیوند کو بھی کہتے ہین

ز

زعرور، صحرائی سیب کی ایک قسم ہی فارسی مین دونا اور کیل کہتے ہین

س

سلق، چقندر،

سرمق، بتھوے کا ساگ،

سماق، (ہندی) تماتر، اس سے چہرہ رنگا جاتا ہے

سعدی، گندنا کی طرح کا ساگ ہے،

سمرار، گندم اور ایک قسم کی گھاس ہے جو موصل کے اطراف مین ہوتی ہے (محیط)

سلت، (فارسی) جو برہنہ (ہندی) آت جو (محیط)

سریش، کاسنی،

سداب، (ہندی) سانول، وساتری،

سرو۔ (ہندی) تمال، اس کے پھل کو جوز السرو کہتے ہین،

ش

شونیز کلونجی (ص)

شہدانج بھنگ صحرائی،

شبت سویا،

شوک الداجین، ایک خاردار درخت ہی،

ص

صفیرار یہ ایک درخت ہے جس سے لکڑی رنگی

جاتی ہے، مصر میں اسکو عود القیہ کہتے ہین (محیط)

صبر، (ہندی) مین ایلوا ورکالا بول اور مصبر کہتے ہین، (محیط)

ض

ضومران، پودینہ نہری،

ضرو، اڑلیہ،

ط

طرفا، جھاؤ،

طیان، اس کو ظیان بھی کہتے ہین یاسمین بری (محیط)

ع

عیون البقر، آلو بخارا،

علیق (فارسی) توت سہ گل (ہندی) اچھو (محیط)

عرفج، بلسان

عنصل، یہ پیاز دشتی اور پیاز موش کہلاتا ہے عربی مین اس کو بصل الفار اور بصل الخنزیر بھی کہتے ہین، کیونکہ اس سے چوہے وغیرہ مرجاتے ہین (محیط)

عربی، اس کنوئین کو کہتے ہین جس کا سفلی حصہ مستدیر ہو اور علوی مستطیل ہو،

عصفر، (فارسی) بہرم وبہرمان (ہندی) کسم وکسنبہ ایک پھول ہوتا ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہین، (محیط)

عیون، درخت کی آنکھون کو کہتے ہین جو منے کی طرح کی ہوتی ہین اور جنکو پھل بھی کہتے ہین

عرب، بکسر العین ایک قسم کی گھاس ہے (ص)

غ

غار، (فارسی) باہشتان، یہ ایک بہت بڑا درخت ہے جسکی عمر ہزار برس ہوتی ہے یونانی اس کا بڑا احترام کرتے ہین، (محیط ۱۲)

ف

فودنجات، پودینہ، اس کی تین قسمین ہین، بری، جبلی اور نہری،

فارسی اس کنوئین کو کہتے ہین جس کا ‹‹ علوی اور سفلی حصہ دونون مستطیل ہون،

فصفصہ، عربی مین اس کا ایک نام رطبہ ہے اور فارسی مین اسپست کہتے ہین،

فوہ، (فارسی) روناس (ہندی) الجیٹھ

فیجن، (عربی) سداب (ہندی) سانول ستری

ق

قنب ، بھنگ ،

قرفاص ، قرقس (فارسی) کیلدار (ہندی) پنگھراج وبسورہ ،

قلقاس (ہندی) اروی ، گھیان ،

قنطوریون صغیر (فارسی) تو قاحنز و کریون

قثاء الحمار ، (فارسی) خیار دشتی (ہندی) ہندال ، اور گھکر بیل ، (محیط)

حضم قریش ، چلغوزہ خرد یا بزرگ (محیط)

قسطل ، شاہ بلوط ،

قیر - قار - } یہ ایک سیاہ رنگ کا روغن ہوتا ہے ، جو کشتیون یا دروازہ پر ملا جاتا ہے ، خارشتی اونٹون کے بدن پر بھی لگایا جاتا ہے ، صاحب محیط نے لکھا ہے کہ یہ گرم چشمہ سے نکلتا ہے اس کو رال کہنا غلط ہے ،

قطف ، بتھوا

قردمانا ، (فارسی) تخم نوخرہ (ہندی) کالیزیری

قاریہ ، حرشف ، کنگر ،

قوطینوس ، زیتون الحبش کو کہتے ہین جو زیتون بری کی قسم ہے اصل کتاب کے صفحہ ۱۹۰ مین قوطینون ہے جو صحیح نہین ہے ،

ک

کرفس (ہندی) اجمود

کحیلا گاؤزبان ، (محیط)

کرسنہ ، مٹر (دکن)

کبر (ہندی) کریل اور دکن مین اسکو نیپتی کہتے ہین (محیط)

کزبرہ ، دھنیا

کرادیا ، کردیا ، شاہ زیرہ ، زیرہ رومی ،

ل

لسان الحمل ، ہری بار

لوف (فارسی) پیل گوش (ہندی) ہشت کند ، اس کی تین قسمین ہین ،

م

مرزنجوش ، (فارسی) مرزنگوش تخم ریحان کی ایک قسم ہے ہندی مین مروا کہتے ہین (محیط)

مسن ،

مرجیفل یہ زمین کے برابر کرنے اور ناپنے

کا آلہ ہے، لغت مین اسکا پتہ نہین چلتا جو اصحاب
فرانسیسی زبان جانتے ہین، وہ اس لفظ کے
معنی متعین کرسکتے ہین، فرانسیسی مین اسکو
(PUNE PENDULS) کہتے ہین

مخیطا سپستان،

ساميثا، نبطی زبان کا لفظ ہے اس کو ہمینا بھی کہتے ہین
یہ خشخاش کی طرح ہوتا ہے، فارسی (ببرو)

مشق جڑون کے متصل کی زمین کو آہستہ سے کھودنا،

میس اس کو میثان بھی کہتے ہین، شام کے ایک
درخت کا نام ہے یونانی مین لوطوس کہتے ہین (محیط)

محمودہ سقمونیا، یہ اسہال لانے والی دوا کا نام ہے (محیط)

مقدونس، کرفس بری کو کہتے ہین منسوب مقدونیا
کی طرف ہے،

مرو، (ہندی) کنوچہ، اسکی بہت سی قسمین ہین دیکھو (محیط)

مامیثا یہ خشخاش کے درخت کے مشابہ ہوتا ہے اسکا
پھول خشخاش کے پھول کی طرح زرد ہوتا ہے،
پتیان سفید ہوتی ہین،

ملوخ ان شاخون کو کہتے ہین جو ایک سال کی ہوتی
ہین،

مطعم، وہ پودہ ہے جس پر تطعیم کا عمل جاری ہوتا ہے،
یعنی وہ جڑ رکھنے والا پودہ جس کی شاخ
سے کسی اور درخت کی شاخ کا پیوند
لگاتے ہین یا وہ پودہ جس کے تنے
یا شاخ مین کسی اور درخت کی آنکھ جماتے ہین،

مطعم علیہ، وہ درخت ہے جس سے شاخ یا آنکھ
لیتے ہین،

ن

نیش درختون کی مٹی کی تقلیب کو نیش کہتے
ہین اور اسی کو ترویح اور تنفیس بھی کہتے
ہین، اس سے جڑون کی بستگی دفع
ہوجاتی ہے،

نسرین (فارسی) گل مشکین (ہندی) گل سیوطی،

ہ

ہلیون، (فارسی) مارچوبہ (ہندی) ناگدون،

ی

یربور، ایک قسم کا پانی ساگ ہے جس کو ہندی
مین چولائی کہتے ہین،

چند اور اصطلاحات اور لغات،

جنمین سے بعض حل طلب ہین،

شحاح، اس سخت زمین کو کہتے ہین جسمین پانی جذب نہین ہوتا (ق)

طفلیۃ، خشک مٹی والی زمین، (ق)

حماتیہ،

حرشاء، وہ زمین جو بہت زیادہ سخت نہو (ق)

قثاء الحمار، فارسی مین خیار وحشی اور ہندی مین ہندال دکھکر بیل کہتے ہین، (محیط)

حرشف، فارسی مین کنگر کہتے ہین، یہ ایک قسم کی نبات ہے، (ص)

خشنہ، نرم زمین کو کہتے ہین، (من)

صلمدہ، سخت اور چکنی زمین کو کہتے ہین (من)

دسمہ، سیاہ رنگ کی مرطوب زمین (من)

ذرہ، رائی، چینا، (ک)

دروار ہندی مین بیوکا کہتے ہین (محیط)

عرب بکسر الشین ایک قسم کی خشک گھانس ہے، (ص)

صعتر حمیر،

زعرور اس کو ہندی مین کیل کہتے ہین؛ یہ چھوٹے سیب کے مشابہ ہوتا ہے (ص)

مستل،

حسک، فارسی مین خار مغیلان اور ہندی مین گوکھر کہتے ہین، (ص)

تطعیم ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ مرکب کرنے کو تطعیم کہتے ہین (من) خواہ یہ ترکیب بذریعہ پیوند ہو یا بذریعہ آنکھ یا اور کسی طریقہ پر،

مطعم وہ پودہ جسپر عمل تطعیم جاری ہوتا ہے،

مطعم علیہ، وہ درخت جسکی شاخ یا آنکھ ترکیب کے لئے لیجاتی ہے،

خوز،

عیون البقر،

مضنع،

خار احمر،

دفلی، فارسی مین خرزہرہ اور ہندی مین کنیر کہتے ہین، (محیط)

برقوق،

میس، اسکو میسان بھی کہتے ہین، شام کے ایک درخت کا نام ہے، یونانی لوطوس کہتے ہین، (محیط)

محیطا،

دلب، اردو مین چنار کہتے ہین، (محیط)

خبری،

مقیشر،

سدبری،

بقل احرش،

قمح بری

ترمس، باقلا مصری (اردو) (کش)

بیدہ (فارسی) عنبر بید،

فسنتین.

زوفا،

قیصوم،

ہندبابری، (اردو) کاسنی

خربق اسود، (اردو) کٹکی سیاہ

عوسج احمر،

عکرشش.

قبض. زبان کا بدمزگی کی وجہ سے سکڑ جانا (من)

تخم الرشاد،

ازادرخت، زنز لخت،

غسال. تیز بارش

اردن. شارہ، شادہ

خروب.

طیل،

خبیص،

شعری

غبیرار.

فول، چنا، (ص)

عدالیق،

کدان. یہ لفظ اصل مین کُذان ہی کذان نرم پتھر کو کہتے ہین اسی سے ارض مکذنہ ہے اصل کتاب مین مکدنہ دال سے لکھا گیا ہی اسلئی تصحیح کریجائے، (لسان)

دیقال	
حریریہ	اس زمین کو کہتے ہین جسمین مٹی زیادہ ہو اور ریت کم ہو،
رجلہ	حمقار (فارسی) خرفہ (اردو) (ص)
قرطبی ابیض	
فارق	
معاثی	
قطانی	
قسثم	
تعمیر	زمین کو کھود کر یا جوت کر درست کرنے کو کہتے ہین
تقلیح	
کرمۃ البر	انگور کی ایک قسم ہے جو میدانون مین ہوتی ہے بڑا وسیع درخت ہوتا ہے اور شاخین بہت لپٹی ہوتی ہین (کاشت انگور)
براذین	ترکی گھوڑے (من)
وراشین	ورشان کی جمع ہے اسکو ساق حر بھی کہتے ہین، ایک قسم کی چڑیا ہو (ص)
قنبیط	
راسن	
جرجیر	(فارسی) کیکیر، (ہندی) ترمرا (محیط)
بازروخ،	
امہات الاشجار	
کرز	خرجینہ (فارسی)
قراسیا	آلو بالو
صفصاف	سفید بید،

غلطنامہ کتاب الفلاحت حصہ اول،

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۷	تصور جائے گا	تصور کیا جائیگا،	۲۸	۸	تذکر	تذکرہ
〃	۹	سمع الکھان	سمع الکھان،	۲۹	۳	راتی	رائی
۲	۱۳	روز	زور	〃	۱۷	سفید	سفیدی
۷	۵	اس مین	ان مین	〃	〃	کچھ وار	گچدار
۸	۱۲	طفیلیہ	طفلیہ	۳۰	۵	خندق	فندق
〃	۱۸	بس ہو	بس نہ ہو	۳۱	۵	زمین	مین
۱۱	۱۱	کیونکہ	کہ	۳۲	۹	زمین ترکاریاں	زمین مین ترکاریاں
۱۴	۱۲	دریاقت	دریافت	〃	۱۲	مصور	مسور
۱۵	۵	حرد بھری	حرد بری	〃	۱۹	تمام چھوٹی	تمام چھوٹے نباتات
〃	۱۵	جبن زمین کوئی	جن زمین مین کوئی	۳۳	۵	ادی	ربادی
۲۱	۱۶	باریک ظاہر	باریک چیز ظاہر	〃	۱۴	خزبق	خربق
۲۲	۷	دیا چاہیئے	دینا چاہیئے،	۳۴	۲	ہوجاتی ہے	ہوجاتی ہین،
۲۵	۹	سخت زمین ایک قسم کا کیڑا	سخت زمین مین ایک قسم کا کیڑا	۳۵	۱۱	کتال	کتان
۲۶	۳	یہ کھاری	کھاری	〃	۱۸	اسکی پتیون	انکی پتیون
〃	۴	زمین پیدا	زمین مین پیدا	۳۷	۳	سرما	گرما
۲۶	۱۲	جن فلاحت	جنمین فلاحت	۳۸	۱۰	کشمش	مشمش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۸	بنجاتی ہے	بنجاتا ہے	۵۶	۱۸	لیکن جو	لیکن
۴۰	۱۸	زمین بجز	زمین مین بجز	؍؍	۱۹	نہ ملی ہو	ملی ہو
۴۲	۱	علاج کیوجہ سے	علاج سے	۵۷	۴	ہوجائیگی	ہوجائے
۴۳	۱۵	کر کے	کرلے	۵۸	۲	اعناف	عناب
۴۴	۱۲	قوشامی	قوثامی	؍؍	۳	قثم	قشم
۴۵	۱۴	انسطومیوس	انطرلیوس	۵۹	۱۴	بنائے	بنانے
؍؍	۱۹	کاتئے	کاسنٹے	؍؍	۱۶	معاویہ	معاونیہ
۴۶	۸	لوگون سے	لوگون نے	۶۳	۴	اسپانی	اسپینی
۴۷	۱۳	دونون نگھی جائے گی	دونون ہونگھے جائینگے	؍؍	۱۵	اس زمانہ	اس پر زمانہ
۴۸	۴	اگرچہ	گر	؍؍	۱۸	قوثانی	قوثامی
؍؍	۱۱	متشق	متشقق	۶۶	۱۹	مستبط	مستنبط
۵۱	۷	زمین حرارت	زمین مین حرارت	۷۰	۱۵	اورشین	وراشین
؍؍	۹	رنگ کے	رنگ کی	۷۱	۲	چمگادڑ	اونٹ
۵۳	۴	خروف	خروب	؍؍	۸	کدوکی مالت	کدوکی لت
؍؍	۲	قول	فول	۷۷	۱۲	پانس کی کی	پانس پانی کی
؍؍	۱۳	نہ پودے	پودے	۷۸	۱۲	رواوت	روائت
۵۴	۲	المدمینہ	المدینہ	۷۹	۱۱	دوسری کی	دوسری
؍؍	۶	اسکے لیے نبات کے	اسکی نبات کیلئے	؍؍	۱۶	جو نباتات	جس کو نباتات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۳	سمیت	دسمیت	۱۰۱	۱۸	دوسرے تک	دوسرے دن تک
۸۲	۵	بالبستانی	اوربستانی	۱۰۲	۱۶	سولہ	گیارہ
؍؍	۱۴	پانسون سے	پانسون کے	۱۰۶	۱۸	آلہ مرحیضل	مرحیفل
۸۵	۱۹	بیٹ سے کم	بیٹ سے اُنمین کم،	۱۰۸	۳	اسکا	اس کی
؍؍	؍؍	ہوتی ہین	ہوتے ہین،	۱۰۹	۱۶	چاہتے ہین	چاہتے ہو،
۸۶	۲	اوسکی تعفن	اسکا تعفن اور اسکی بدبو	۱۱۱	۹	رکھی جائے	رکھا جائے
۸۷	۳	اچھا ہوجاتا ہے	تو اسکا ملنا اور اچھا ہوجانا ہوا	۱۱۳	۱	زیر تحت	زنز تحت
۹۱	۱۵	تسخیص	تشخص	؍؍	۱۱	سمت کی	سمت مین،
۹۲	۷	وہ چڑیون کے بیٹ الخ	وہ چڑیونکی بیٹ کے قوام کے مانند ہوجائے اور اسمین ایک قسم کا تعفن آجائے،	۱۱۸	؍؍	دوسرے ہر	دوسرے سے ہر
				۱۲۰	۵	ٹہنون	ٹہنیون
۹۳	۲	نفع ہوگا	نفع نہ ہوگا	۱۲۲	۴	لگائی گئی ہون	لگانے کیلئے کاٹی گئی ہون
؍؍	۱۲	شجرالحینہ	شجرالجبہ	۱۲۷	۱۴	سرما	گرما
۹۵	۳	جائین مین	جائین	۱۲۸	۳	اس مین ہر تینون	اس مین تینون
۹۶	۱۸	شنوبر	شونیز	۱۳۰	۴	ان کو انہین فصل	انکو انہین ٹہنیون مین
؍؍	۱۰	قرب	قریب	۱۳۳	۸	جن درختونکی جڑ مین	جن شاخون کی جڑ مین
۹۷	۱	کے شیرین	کا شیرین	۱۳۵	۱۳	چھوٹی شاخون	آنکھون
۱۰۰	۱	بابوغ	بابونج	۱۴۱	۸	مفروسہ	مغروسہ
۱۰۱	۱۷	ختم	حنتم	۱۴۵	۱۳	پہلے	پہلی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۶	۳	کاٹ دیجائین	کاٹ دیجائے	۱۹۴	۱۱	مٹی سخت	مٹی مین سخت الزوجت اور
؍؍	۱۱	ظرف گڑھے مین ہو	ظرف کو گڑھے مین ستلا دین	۱۹۸	۲	دو یا تین دن	دو یا تین بار
۱۵۷	۱	کسی موقع پر سے	کسی موقع سے	۲۰۰	۱۷	اس روغن	اس مین روغن
۱۵۸	۱۹	اس طرح	اسی طرح	۲۰۶	۶	خزیران	خیزران
۱۵۹	۱۰	قفیون	قضیبون	۲۱۶	۳	قبض موجود ہون	قبض ہو
۱۶۲	۱۹	پیوست	یبوست	۲۱۸	۱۳	انکی	اسکی
۱۶۳	۱	اس طرح	اسی طرح	۲۲۰	۱	اور اسطرح دیگر مرکب ہی مین	اور اسطرح دیگر دوسرے مین اور ختون کیساتھ مرکب ہوتا ہی
۱۶۵	۶	اس طرح	اسی طرح	۲۲۶	۹	اس کے لیے زیاؤ	اس کے لیے زیادہ
؍؍	۱۲	کردینا چاہیئے بہت اچھا ہے	کرنا بہت اچھا ہی،	۲۲۹	۷	مرتب	مرکب
۱۶۶	۱۴	کشمش	مشمش	۲۳۱	۶	گووانہ زیادہ	گووا زیادہ
۱۷۶	۱۵	رہے	رہین	۲۳۴	۱۲	دھوان پن	دھوان کے ذائقہ
۱۷۷	۱۸	بعض مارپچ	بعض صرف مارپچ	۲۴۰	۳	کھاد اس کو	کھاد سیراب
۱۷۵	۱	ہو آجیکا دوسرا نام جوزا ہے	ہوا ئیہ جسمین جوزا ہے	۲۴۸	۹	مٹائی	موٹائی
۱۸۰	۵	آواز نہین پیدا ہوتی ہے	آواز پیدا ہوتی ہے یعنی خراب ہوتی ہے	۲۷۳	۹	سیراب کرنے والا	سیراب ہونیوالا
۱۸۱	۱۶	اسطیفی	اسطیغی	۲۷۴	۱	اس کو چھانٹ	وہ چھانٹ
۱۸۶	۷	الٹ کر	لٹا کر	۲۷۷	۷	پھل	پھول
۱۸۷	۷	دفقہ	وقفہ	۳۱۱	۱۲	انھین	ان میں
۱۹۰	۶	قوطینو ایک قسم کا انگور ہے	قوطینوس ایک قسم کا زیتون	۳۱۹	۵	انگور	ان کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۱۹	رکھنی	رکھنی چاہیئے	۴۰۶	۲	یا کہ	یا
۳۲۷	۱۵	روغن وار	روغن دار ہون	۴۰۸	۱۷	دوسرے قسم	دوسری قسم
۳۲۸	۱۴	انھین	ان مین	۴۰۹	۱۵	اسکے قوت وضعف	اسکی قوت وضعف
۳۳۴	۱۵	ارض مین	ارض جھڑولہ مین	۴۱۱	۵	چھلکا سمیت	چھلکے سمیت
۳۴۸	۱۵	قطم	قلم	رر	۷	کپڑا یا رسی سے	کپڑے یا رسی سے
۳۵۰	۳	جلا ڈالین	جلا ڈالو	رر	۸	کاٹتے	کاٹتے
۳۵۵	۸	اسکی	اس کے	۴۱۲	۳	کانٹ چھانٹ	کاٹ چھانٹ
۳۶۱	۳	کوئی	کوئی حصہ	۴۱۵	۶	ہر ٹکڑہ	ہر ٹکڑا
رر	۲۲	اسی سے	رسی سے	۴۱۷	۱۱	چھاٹنا	چھانٹنا
۳۷۷	۱۱	ہوسکتا	ہوسکتی	۴۲۵	۱	شاخ کی حجم	شاخ کے حجم
رر	رر	ذوات الادہان آپس مین	ذوات الادہان مین سے یک ہترا	۴۲۸	۶	انگور کا انگور گیسا تھ	انگور کیسا تھا انگور کی
۳۷۹	۱۱	اوران	اور نہ ان	۴۶۲	۴	تو اس	تو اس کو
۳۸۷	۱۶	اونچا چاہیئے	اونچا ہونا چاہیئے	رر	۱۷	ترویج اور تنفیش	ترویج اور تنفیس
۳۹۲	۲	لیکن اشجار	لیکن جو اشجار	۴۴۴	۲	یا ہاتھ	یا ہاتھ
۳۹۶	۵	کٹی ہی	کئی ہوئی	۴۷۹	۲	روی زمین	روئے زمین
۳۹۹	۱۱	جیسا کہ بیان کیا گیا	جیسا کہ بیان کیا گیا تو ایسا کرسکتے ہین،	۴۸۶	۳	زمیینین	زمینین
۴۰۲	۵	درستگی	درستی	۴۹۰	۱۸	ایک ہی مین	ایک ہی ہین
۴۰۳	۱۸	تنا	تنہ	۵۰۰	۵	ابنوس	آبنوس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥١٢	١٦	درنصف	اورنصف	٥٩٠	١٥	باجره	باجرا
٥٢١	حاشیہ	س لحاظ	اس لحاظ	٦٠١	٧	لپٹین	لپیٹین
٥٢٥	٩	ٹاکیان لگائین ٹیاکیان	ٹانکیان لگائین یہ ٹانکیان	٦٠٦	١٣	تازے پھول کے برابر	تازہ پھول کے برابر
٥٥١	٩	گائے کا پتہ	گائے کا پتّا	٦١١	٤	بھوسہ مین	بھوسے مین
٥٥٤	١	پچھنہ سے	پچھنے سے	″	٦	بھوسہ پر	بھوسے پر
٥٦٢	١٣	بیدآنہ	بےدانہ	٦١٣	٣	تازے پھل	تازہ پھل
٥٧٣	٤	ٹکڑہ	ٹکڑا				